

# حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور عقائد و طریقات

- حضرت غوث اعظم اور دہلوی کا تخیل
- افضلیت غوث اعظم
- اولیائے تصرف اور کرامت
- ولایت کیا ہے
- غوث پاک کا دہلوی پر قبضہ



مؤلف

مفتی محمد ہاشم خان اعظمی  
مفتی محمد ہاشم خان اعظمی  
مفتی محمد ہاشم خان اعظمی

مکتبہ امام اہلسنت

0332-9292026

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

اور

عقائد و نظریات

مصنف

استاذ الحدیث والفقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم خان الطحطاوی المہدنی مدظلہ العالی

مکتبہ امام اہلسنت، لاہور

فون: 0332-9292026 مکتبہ قادریہ

ڈاکٹر یار محمد، لاہور 0321-7230193، 042-37220103

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى آلك واصحابك يا حبيب الله

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ----- حضور غوث اعظم اور عقائد و نظریات

مصنف ----- مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

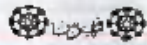
صفحات ----- 320

قیمت ----- روپے

اشاعت اول ----- ربیع النور 1435ھ، جنوری 2014ء

ناشر ----- مکتبہ امام اہلسنت، لاہور

فون: 0332-9292026



صفحہ نمبر	مضمون
9	<b>الباب الاول: اولیاء اور ولایت</b>
9	بے علم اور ولایت۔
10	سب سے افضل اولیاء۔
16	<b>فصل اول: اختیارات اولیاء</b>
17	اولیاء اور عالم غیب۔
20	<b>فصل دوم: کرامات اولیاء</b>
20	کرامات کا ثبوت۔
23	آصف بن برخیا کی کرامت۔
24	اصحاب کھف کی کرامت۔
25	حضرت مریم کی کرامت۔
25	حضرت جبریل کی کرامت۔
26	حضرت صدیق اکبر کی کرامات۔
27	حضرت عمر فاروق کی کرامات۔
35	حضرت عثمان غنی کی کرامات۔
36	مولی علی کی کرامت۔
38	<b>فصل سوم: اولیاء سے امداد طلب کرنا</b>
40	قرآن مجید سے دلائل۔
42	احادیث سے دلائل۔
43	مانگ کیا مانگنا ہے۔

مکتبہ اہل سنت

44 CE1355-1100 2013/05/05



45	بیابان جنگل میں اکیلے دھوکے لئے پکارنا۔
47	حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور استمداد۔
48	امام عبدالوہاب شغرائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور استمداد۔
49	محمد ثین کا عقیدہ۔
50	علامہ رملی کا عقیدہ۔
51	علامہ بوسری کا عقیدہ۔
51	شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ۔
55	شاہ ولی اللہ کا عقیدہ۔
57	<b>فصل چہارم: مزارات پر حاضری</b>
62	<b>فصل پنجم: بیعت طریقت</b>
62	بیعت کا ثبوت۔
66	خط کے ذریعے بیعت۔
74	پیر کے وکیل سے بیعت۔
75	پیر و مرشد کے حقوق۔
81	مرید کیوں ہوں؟
83	شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کیا ہیں؟
95	<b>الباب الثانی: حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ</b>
95	<b>فصل اول: سیرت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ</b>
95	مہارک خاندان۔
104	عبادت و ریاضت۔
110	کرامات۔

118	غوث پاک کی سیرت پر کتب۔
123	<b>فصل دوم: دلوں پر قبضہ</b>
123	مخلوق کا دلوں پر تصرف۔
128	غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دلوں پر تصرف۔
140	<b>فصل سوم: افضلیت غوث پاک رضی اللہ عنہ</b>
140	فضلیت دینے کا معیار۔
141	حضرت رفاعی رحمہ اللہ علیہ کے فضائل۔
145	قطب الاقطاب بننے کی ترتیب۔
148	بھچہ الاسرار اور اس کے مصنف۔
156	بھچہ الاسرار سے گیارہ روایات۔
181	شاہ بدیع الدین مدار اور غوث پاک۔
184	<b>فصل چہارم: کچھ روایات منسوب بہ غوث پاک</b>
184	اگر میرے بعد نبی ہوتا تو۔
186	روحوں کا تھمنا۔
187	غوث پاک رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانا۔
189	شب معراج اور روح غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔
196	اشکالات کے جوابات۔
204	صدیق اکبر اور غوث پاک۔
204	غوث پاک کس کس سے افضل۔
208	<b>فصل پنجم: نماز غوثیہ</b>
208	نماز غوثیہ کی ترکیب۔

209	اعتراضات کے جوابات۔
210	اس نماز کا تذکرہ کرنے والے علماء۔
212	علماء باقلین کی توثیق۔
215	دعویٰ الحاق کا جواب۔
215	ثبوت الحاق کے طریقے۔
219	قرآن وحدیث کے خلاف کہنے کا رد۔
220	عدم ممانعت دلیل جواز ہے۔
224	وسیلہ اور استمد اور دلائل۔
236	افعال نماز پر اعتراضات کا جواب۔
237	محبوبانِ خدا کی تعظیم۔
248	قبلہ سے پھرنا۔
248	عراق کی سمت منہ کرنا۔
252	افعال نماز غوثیہ پر دلائل۔
270	صحابہ و تابعین سے منقول نہ ہونا۔
286	<b>فصل ششم: گیارہویں شریف</b>
286	ایصالِ ثواب پر دلائل۔
286	قرآن مجید سے ثبوت۔
287	میت کی طرف سے صدقہ۔
287	میت کی طرف سے باغ کا صدقہ۔
288	نیک اولاد جو دعا کرے۔
288	مرنے کے بعد ثواب۔

289	یہ ام سعد کے لیے ہے۔
289	امت کی طرف سے قربانی۔
291	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی۔
291	میت کی طرف سے حج۔
292	میت کا درجہ بلند ہوتا ہے۔
293	جب بھی صدقہ کرو۔
293	مردوں کے لیے زندوں کا تحفہ۔
294	ایصالِ ثواب کے لیے نفلی نماز و روزہ۔
294	میت کی طرف سے کفارہ۔
294	جو قبرستان سے گزرے۔
295	قبر کشادہ ہوگئی۔
295	قرأت کا ثواب۔
296	قبرستان والوں کی تعداد کے برابر۔
296	میت کی قبر کے پاس تلاوت۔
297	میت کی طرف سے فدیہ۔
297	اہل خانہ کی طرف سے ہدیہ۔
298	والدین کی طرف سے حج۔
298	مردے خوش ہوتے ہیں۔
299	ثواب کی تقسیم۔
299	حضرت طاووس تابعی۔
300	امام احمد بن حنبل۔



300	علامہ تکی بن شرف نووی۔
301	علامہ علی بن ابی بکر فرقانی۔
301	امام جلال الدین سیوطی۔
301	مسلمانوں کا اجماع۔
302	علامہ حسن بن عمار شربلی۔
302	شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔
303	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔
303	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔
303	حاجی امداد اللہ مہاجرکی۔
304	مفتی امجد علی اعظمی۔
308	ایک اعتراض اور اس کا جواب۔
309	تبعینات عرفیہ۔

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء المرسلين  
اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

## الباب الاول: اولياء اور ولایت

**سوال:** ولایت سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولا حرجہ اپنے برگزیدہ بندوں کو  
محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 264، مکتۃ المدینہ، کراچی)

**سوال:** ولایت وہی (عطائی) ہے یا کسی (محنت کے ذریعے حاصل

ہونے والی) ہے؟

**جواب:** ولایت وہی (عطائی) شے ہے، ایسا نہیں ہے کہ مشقت والے  
اعمال سے آدمی خود حاصل کر لے، البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الہی کے لئے ذریعہ  
ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداء مل جاتی ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ  
عبد فرماتے ہیں: ”ولایت کسی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو  
اپنی راہ دکھاتے ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 606، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

## بے علم اور ولایت

**سوال:** کیا ولایت کسی بے علم کو مل سکتی ہے؟

**جواب:** ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ  
پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عز و جل نے اس پر علوم متکشف کر دیئے ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام  
اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ عبد ارشاد فرماتے ہیں ”حاشا نہ  
شریعت و طریقت دورا ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہو سکتے ہیں، علامہ متاوی ”شرح  
جامع صغیر“ پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی ”حدیقہ ندیہ“ میں فرماتے ہیں کہ

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علم الباطن لا يعرفه إلا من عرف علم الظاهر۔ علم باطن نہ جانے کا مکروہ جو علم ظاہر جانتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وما اتخذ الله ولياً جاهلاً، اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اسکے بعد ولی کیا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 530، مضافاً فی ندبہ، لاہور)

### سب سے افضل اولیاء

**سوال:** سب سے افضل اولیاء کون سے ہیں؟

**جواب:** تمام اولیائے اولین و آخرین سے اولیائے محمدین یعنی اس اُمت کے اولیاء افضل ہیں۔

(البیواقیت والجواهر، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص 348، دارالکتب العلمیہ بیروت)

اور تمام محمدین میں سب سے زیادہ معرفت و قرب اللہ میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور ان میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے۔ سب سے زیادہ معرفت و قرب صدیق اکبر کو ہے پھر فاروق اعظم پھر ذوالنورین پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جمع)۔

ہاں مرتبہ تکمیل پر حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو تو جملہ اولیائے ما بعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انہیں کے دست نگر تھے اور ہیں اور ہیں گے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 29، ص 234، مضافاً فی ندبہ، لاہور)

**سوال:** کیا طریقت شریعت کے منافی ہے؟

**جواب:** طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض

جاہل متصوف (صوفی بننے والے) جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد۔

(بہار شریعت، ج 1، ص 265، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

شریعت و طریقت کے سمندوں کے تیراک امام محمد غزالی رحمہ اللہ عنہ فرماتے ہیں: "إن الباطن إن كان منافقاً للظاهر ففیه إبطال الشرع، وهو قول من قال: إن الحقيقة خلاف الشريعة وهو كفر لأن الشريعة عبارة عن الظاهر والحقيقة عبارة عن الباطن" ترجمہ: باطن اگر ظاہر کے منقض ہو تو اس میں شرع کا ابطال ہے، کہنے والے کا یہ قول بھی اسی قبیل سے ہے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے اور یہ قول کفر ہے کیونکہ شریعت ظاہر سے عبارت ہے اور حقیقت باطن سے تعبیر کی جاتی ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب قواعد العقائد، الفصل الثاني، ج 1، ص 138، 139، دار صادر بیروت)

**سوال:** کیا کوئی دلی احکام شریعہ کی پابندی سے آزاد ہو سکتا ہے؟

**جواب:** کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہوا احکام شریعہ کی پابندی سے سبکدوش نہیں

ہو سکتا۔ (شرح العقائد السنیة، مبحث لا یبلغ ولی درجۃ الانبیاء، ص 166، باب المدینہ کراچی)

بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے راستہ کی حاجت ان کو جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں ہم تو پہنچ گئے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا: صَدَقُوا الْقَدْ وَصَلُوا وَلَكِنْ الْبَیْ أَيْنَ الْبَی النَّارِ، ترجمہ: وہ سچ کہتے ہیں بیشک پہنچے مگر کہاں، جہنم کو۔

(البیواقیت والجواهر، المبحث السادس والعشرون، ص 206، دارالکتب العلمیہ بیروت)

البتہ اگر مجدد بیت سے عقل تکلفی زائل ہو گئی ہو جیسے غشی والا تو اس سے قلم

شریعت اٹھ جائے گا۔

(البیواقیت والجواهر، المبحث السادس والعشرون، ص 207، دارالکتب العلمیہ بیروت)



مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہوگا اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔  
(سہار شریعت، حصہ 1، ص 266، مکتبہ المدینہ، کراچی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ عہد فرماتے ہیں: ”سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔“

(ملفوظات اعلیٰ حضرت بویلوی، صفحہ دوم، ص 240، مستنقذ بک کارنر، لاہور)

**سوال:** اولیاء کو ایصالِ ثواب کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** انھیں ایصالِ ثواب، نہایت موجبِ برکات و امیر مستحب ہے، اے غرقِ براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں، یہ نذر شرعی نہیں (بلکہ یہ نذر ایسا ہے) جیسے بادشاہ کو نذر دینا، ان میں خصوصاً گیارہویں تریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔  
(جدال المستار، ص 3، ص 285، سہار شریعت، حصہ 1، ص 276، مکتبہ المدینہ، کراچی)

**نوٹ:** ایصالِ ثواب کے بارے میں تفصیلاً آگے آئے گا۔

**سوال:** اولیاء کے عرس کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** عرس اولیاء کرام یعنی قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و نعت خوانی و ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے منہیات شرعیہ وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

(سہار شریعت، حصہ 1، ص 277، مکتبہ المدینہ، کراچی)

**سوال:** کیا کسی ولی کے لیے دنیا میں جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ

کا دیدار ممکن ہے؟ بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آئیں ہم آپ کو جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار کراتے ہیں۔

**جواب:** دنیا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے بیداری

میں چشمِ سر سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں، جو اس کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((تَعَلَّمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ حُرّاً وَهُوَ حَتَّى يَمُوتَ)) ترجمہ: جان لو کہ تم میں سے کوئی شخص بھی موت سے پہلے ہرگز اپنے رب کا دیدار نہیں کر سکتا۔

(صحیح مسلم، باب ذکر ابنِ صبیاح، ص 4، ص 2245، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

فتاویٰ حدیثیہ میں ہے ”لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَدْعِيَ أَنَّهُ رَأَى اللَّهَ بَعِينَ رَأْسَهُ، وَمَنْ زَعَمَ ذَلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ مَرَّاقُ الدَّمِ“ ترجمہ: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ کرے، اور جس نے یہ گمان کیا تو وہ کافر اور مباحِ الدم ہے۔  
(فتاویٰ حدیثیہ، ص 200، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

**سوال:** کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا

دیدار کیا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! جمہور اہل سنت کے نزدیک معراج کی رات حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی رؤیة اللہ تعالیٰ فی الدنیا، ص 200، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

**سوال:** کیا اولیاء کو دنیا کے اندر خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! خواب میں ہو سکتا ہے، اولیاء سے ثابت ہے، ہمارے

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔

(معارج الروح، ص 83، باب المدینہ، کراچی)

**سوال:** کیا آخرت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا؟

**جواب:** جی ہاں! جنت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

(لفظ اکبر، ص 83، باب المدینہ، کراچی)

**سوال:** کیا اولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں؟



**جواب:** اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم و ادراک و سمجھ و بصر پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ 6، ص 275، مکتبہ المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عبد رحمہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ”اہل سنت کے نزدیک انبیاء و شہداء علیہم السلام اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے اسی طرح شہداء و اولیاء علیہم السلام کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی و رزق دیئے جاتے ہیں۔

اور شیخ الہند محدث دہلوی رحمہ اللہ حدیث شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: اولیائے خدا تعالیٰ نقل کردہ شدہ انداز میں دار فانی بدار بقا و زندہ اند نزد پروردگار خود و مرزوق اند و خوشحال اند و مردم را ازاد شعور نیست۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے وہ خوش حال ہیں اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔

اور علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: لا فرق لہم فی المحالین ولذا قیل: أولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من دار إلی دار... إلخ ملقطاً۔ ترجمہ: محبوبان خدا کے لیے حیات و ممات کی دونوں حالتوں میں کوئی فرق نہیں، کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 9، ص 431 تا 433، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اجساد الأنبياء والأولیاء والشہداء لا تبلى ولا تتغیر لما أن الله تعالیٰ قد نفی

أبدانہم من العفونة الموجبة للتفسخ وبركة الروح المقدس إلی البدن کا لا کسیر) ترجمہ: انبیاء، اولیاء اور شہداء کے اجسام نہ ہی پرانے ہوتے ہیں اور نہ ہی متغیر، اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام سے وہ عفونت و زور فرمادی جو اجسام کے پھٹنے کا سبب بنتی ہے، مقدس روح کی برکت جسم کی طرف ایسے ہی ہے جیسا کہ اکسیر۔

(تفسیر روح البیان، ج 3، ص 439، مطبوعہ، کوئٹہ)

حدیث پاک میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((أولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من دار إلی دار)) ترجمہ: اللہ کے اولیاء مرتے نہیں، وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، سورۃ آل عمران، ج 9، ص 427، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

## فصل اول: اختیارات اولیاء

**سوال:** کیا اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ اختیارات عطا فرماتا ہے؟

**جواب:** اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے۔ سیاح سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں یہ حضرات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں ان کو اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت میں ملتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 267، مکتبہ المدینہ، کراچی)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا اقْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالتَّوَّافِلِ حَتَّىٰ أَحِبُّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ جُعِلَتْ سَمْعُهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدُّهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلُهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلْنِي لِأَعْطِيَنَّهُ وَلَكِنَّ أَسْتَعَاذَنِي لِأُعَذِّبَنَّهُ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی دلی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شے سے اس قدر قریب حاصل نہیں کرتا جتنا فرانس سے ہوتا ہے اور توافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قریب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے محبوب بنالیتا ہوں، جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔

(صحیح بخاری، باب التواضع، ج 8، ص 105، دار طوق النجاة)

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں: ”بعضے از

خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جازحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود مگردانیدہ اند دریں حالت ہر تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنها بجهت کمال وسعت مدارک آنها مانع توجہ ہایں سمعت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنها می نمایند ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہامی طلبند و می یابند“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیت کاملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت و اختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعت مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا، صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔

(فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، تحت الآية: وَالْقَمَرُ إِذَا اتَّسَقَ، ص 208)

## اولیاء اور علم غیب

**سوال:** کیا اولیاء کو اللہ تعالیٰ علم غیب عطا فرماتا ہے؟

**جواب:** علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت کواکان و مایکون اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں مگر یہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ و عطا سے ہے بے وساطت رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 268، مکتبہ المدینہ، کراچی)

تفسیرات احمدیہ میں ہے: ”وَلَوْ أَنَّ تَقُولُ إِنَّ عِلْمَ هَذِهِ الْخَمْسَةِ وَإِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، لَكِنْ يَجُوزُ أَنْ يَعْلَمَهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ مَحْبِبِّهِ وَأَوْلِيَائِهِ بِقَرِينَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ عَلَى أَنْ يَكُونَ الْخَبِيرُ بِمَعْنَى



المخبر“ ترجمہ: اور تیرے لیے جائز کہ یہ کہے کہ علوم خمسہ کو اگرچہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جسے چاہے یہ علوم عطا فرمادے، اس پر قرینہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ علیم و خیر ہے، یہ قرینہ اس طور پر ہے کہ خیر بخیر (خبر دینے والے) کے معنی میں ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، سورۃ لقمان، آیت 34، ص 608، 609، مطبوعہ پشاور)

تفسیر صاوی میں ہے: ”﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾“  
 اُی: من حيث ذاتها، وأما بإعلام الله للعبد فلا مانع منه كالأنبیاء وبعض الأولیاء، قال تعالیٰ: ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ وقال تعالیٰ: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ قال العلماء: وكذا ولی، فلا مانع من كون الله يطلع بعض عباده الصالحین علی بعض هذه المغیبات، فتكون معجزة للنبی وكرامة للولی“ ترجمہ: (اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی) یعنی ذاتی طور پر نہیں جانتی، بہر حال اللہ تعالیٰ کا بندے کو اس کا علم دے دینا تو اس سے مانع کوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ انبیاء حبیب (علیہ السلام) اور بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے اس کا علم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے) علماء نے فرمایا: اور ایسے ہی اللہ کا ولی ہے، تو اس سے مانع کوئی چیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے بعض صالحین کو ان بعض علوم غیبیہ پر اطلاع دے، یہ علم غیب کا ہونا نبی کے لیے معجزہ اور ولی کے لیے کرامت ہوگا۔

(تفسیر الصاوی، سورۃ لقمان، آیت 34، ج 5، ص 1807، باب المدینہ کراچی)

ارشاد الساری میں ہے: ”فَمَنْ ادَّعى علم شيء منها غیر مستند إلی

الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان کاذباً فی دعواه“ ترجمہ: جو شخص ان میں سے کسی چیز کے علم کا دعویٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف استناد کے بغیر کرے تو وہ اپنے دعویٰ میں کاذب ہے۔

(ارشاد الساری، کتاب الايمان، باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 243، دار الفکر بیروت)

ایسا ہی فتح الباری اور عمدۃ القاری میں بھی ہے۔

(فتح الباری، کتاب الايمان، باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 114، دار الکتب العلمیہ بیروت، عمدۃ القاری، ج 1، ص 426، دار التحذیر، ملتان)

## فصل دوم: کرامات اولیاء

**سوال:** کرامت کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** ولی سے جو بات خلاف عادت ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں۔

(النیراس، أقسام الخوارق سبعة، ص 272، مدينة الاولیاء سلیمان)

**سوال:** جو شخص کرامات اولیاء کا منکر ہو اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 269، مکتبہ المدینہ، کراچی)

مخ البروض للقاری میں ہے: "والکرامات للأولیاء حق ای ثابت

ببالکتاب والسنة، ولا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة فی إنکار الکرامة" ترجمہ: کرامات اولیاء حق ہیں یعنی قرآن و سنت سے ثابت ہیں، معتزلہ اور دیگر گمراہوں کی انکار کرامت میں مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(منہ الروض الأزهیر للقاری، ص 79، باب المدینہ کراچی)

**سوال:** اولیاء اللہ سے کس قسم کی کرامات کا صدور ہو سکتا ہے؟

**جواب:** مرنہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے

مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری میں اللہ جزیں کے دیدار یا کلام حقیقی مشرف سے ہونا اس کا جواب اپنے یا کسی ولی کے لئے دعویٰ کرے کافر ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 269 تا 271، مکتبہ المدینہ، کراچی)

## کرامات کا ثبوت

**سوال:** کرامات کا ثبوت کہاں سے ہے؟

**جواب:** کرامات کا ثبوت قرآن و حدیث، صحابہ اور ائمہ دین سے ہے،

چنانچہ شرح عقائد نسفیہ میں ہے "فتظهر الکرامة علی طریق نقض العادة للولی

من قطع المسافة البعيدة فی المدة القليلة کاتیان صاحب سلیمان علیہ السلام

وهو آصف بن برخیا علی الأشهر بعرش بلقیس قبل ارتداد الطرف مع بُعد

المسافة، وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة کما فی حق مریم

فإنه ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زُكْرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ

أَنَّى لَكَ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ﴾، والعشى علی الماء کما نقل عن

کثیر من الأولیاء والطیران فی الهواء کما نقل عن جعفر بن ابی طالب

ولقمان السرخسی وغیرهما وکلام الحمداء والعجماء، أما کلام الحمد

فکما روی أنه کان بین یدی سلمان وأبی الدرداء قصعة فسیحت وسمعا

تسیحاً، وأما کلام العجماء فکتکلم الکلب لأصحاب الکهف وکما

روی النبی علیہ السلام قال بینما رجل یسوق بقرة فذ حمل علیها إذا التفتت

البقرة إلیه وقالت إني لم أخلق لهذا وإنما خلقت للحرث، فقال

الناس: سبحان الله تکلم البقرة، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم آمنت بهذا

واندفاع المحتوجه من البلاء وكفاية المهم عن الأعداء وغیر ذلك من

الأشیاء مثل رؤية عمر وهو علی المنبر فی "المدینة" جیشہ ب "نہاوند"

حتى قال لأمیر جیشہ: یا ساریة الجبل الجبل تحذیراً له من وراء الجبل

لمکر العدو هناك وسماع ساریة کلامه مع بُعد المسافة وکشر خاند

النسم من غیر تضرر به وکجریان النیل بکتاب عمر، وأمثال هذا أكثر من

أن یحصی "ترجمہ: کرامت خلاف عادت ولی کے لیے ظاہر ہوتی ہے مثلاً (1) بید



مسافت کا قلیل وقت میں طے ہو جانا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے صاحب جن کا نام مشہور ترین قول پر حضرت آصف بن برخیا ہے کہ مسافت کی دوری کے باوجود ملکہ بلقیس کے تخت کو پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا، (2) اسی طرح کھانے، پانی اور لباس کا حاجت کے وقت ظاہر ہو جانا جیسا کہ حضرت مریم کے لیے قرآن پاک میں ہے: (جب ذکر کیا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے، اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا، بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے)، (3) اسی طرح پانی پر چلنا جیسا کہ یہ کثیر اولیاء کے بارے میں منقول ہے (4) اسی طرح ہوا میں اڑنا جیسا کہ جعفر بن ابی طالب اور لقمان سرخی وغیرہما کے بارے میں منقول ہے، (5) اسی طرح بے جان چیزوں اور جانوروں کا کلام کرنا، جہاں تک بے جان چیزوں کے کلام کا تعلق ہے تو مروی ہے کہ حضرت سلمان اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے پیالے نے تسبیح کی اور ان دونوں نے سنی، اور جہاں تک جانوروں کے کلام کا معاملہ ہے تو جیسا کہ اصحاب کہف کے کتے کا کلام کرنا اور جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے، ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی گائے پر سوار ہو کر اس کو بانک کر لے جا رہا تھا، کہ اچانک گائے اس کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی کہ میں اس کام کے لیے پیدا نہیں کی گئی، بلکہ مجھے تھمتی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لوگوں نے کہا: سبحان اللہ، گائے کلام کرتی ہے، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس پر ایمان لایا، (6) اور اسی طرح آنے والی بلا کو نالنا، شدت کے وقت دشمنوں سے بچانا اور اس کے علاوہ دوسری اشیاء، مثال کے طور پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ منورہ میں منبر پر موجود ہو کر نہاد میں موجود لشکر کو دیکھ لینا اور امیر لشکر کو پہاڑ کے پیچھے دشمن کے مکر سے بچانے کے لیے فرمانا: اے ساریہ!

پہاڑ پہاڑ، اور حضرت ساریہ کا بعد مسافت کے باوجود ان کے کلام کو سن لینا اور جیسا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زہر پی لینا اور کچھ نقصان نہ ہونا، اور جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خط کی وجہ سے دریائے نیل کا جاری ہو جانا، اس کی مثالیں شمار سے زیادہ ہیں۔

(شرح العقائد النسبية، صحت کرامات الأولیاء حق، ص 146 تا 149 صاحب المدینہ کراچی)

**سوال:** قرآن، حدیث اور خلفاء راشدین سے کچھ کرامات بیان کر دیں۔

**جواب:** قرآن، حدیث اور خلفاء راشدین سے کچھ کرامات درج ذیل

ہیں:

### آصف بن برخیا کی کرامت

(1) جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے ارادے سے چلی، اس کا ایک تخت تھا جو اسی گز لبا اور چالیس گز چوڑا تھا، جس جگہ تخت رکھا ہوا تھا وہ جگہ سلیمان علیہ السلام سے چھ ماہ کی مسافت پر تھی، ملکہ بلقیس اس تخت کو سات محلات میں بند کر کے آئی تھی، جب ملکہ بلقیس قریب پہنچ گئی تو سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ وہ تخت ملکہ بلقیس کے پہنچنے سے پہلے میرے پاس پہنچ جائے، تو انہوں نے اپنے درباریوں سے کہا کہ وہ تخت کون لائے گا، پہلے ایک طاقتور جن نے کہا کہ میں لے کر آؤں گا، آپ کا دربار برخواست ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا (دربار زوال کے وقت تک لگتا تھا)، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب کا علم دیا تھا، جو اسم اعظم جانتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ولی تھے، وہ عرض کرنے لگے: حضور میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دوں گا، (اور صرف دعویٰ نہیں کیا بلکہ) دیکھا تو تخت سامنے موجود تھا، فرمایا: یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

﴿قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۚ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيَّ أُمِينٌ ۚ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۚ﴾ ترجمہ: سلیمان نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطہج ہو کر حاضر ہو، ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس پر خاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں، اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے (پلک جھپکنے) سے پہلے، پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا، کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

(پ 19، سورۃ النمل، آیت 38، 39، 40)

### اصحاب کھف کی کرامت

(2) اصحاب کھف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی تھے، شہر افسوس کے رہنے والے تھے، ان کا پادشاہ بت پرست اور انتہائی ظالم شخص تھا، یہ اس سے ڈر کر بھاگے اور ایک غار میں پناہ لی اور وہاں سو گئے تو تین سو نو برس تک سوتے رہے، ان کو پتا ہی نہ چلا زمانہ بدلتا رہا، سلطنتیں بدلتی رہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں سے محفوظ رکھا، تین سو نو برس بعد بیدار ہوئے، جیسے سوئے تھے جاگے تو ویسے ہی تھے، جتنی عمریں سوتے وقت تھیں اتنی ہی بیدار ہونے کے وقت تھیں، گویا تمام لوگوں پر تین سو نو برس گزرے مگر اصحاب کھف پر کچھ دیر ہی گزری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا واقعہ تفصیلاً بیان فرمایا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَضَرَبْنَا عَلَىٰ

أَذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۖ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْجُزْئَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ۚ﴾ ترجمہ: تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا، پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دونوں گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے۔

(پ 15، سورۃ الکہف، آیت 12، 11)

مزید فرماتا ہے ﴿وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا﴾ ترجمہ: اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے نو اوپر۔

(پ 15، سورۃ الکہف، آیت 25)

### حضرت مریم کی کرامت

(3) حضرت مریم جو کہ اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھیں، جب ذکر یا عباد (اللہ) ان کے محراب (نماز پڑھنے کی جگہ) میں جاتے تو وہاں سردیوں کے پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے پھل سردیوں میں پاتے، حضرت ذکر یا عباد (اللہ) حیران ہو کر پوچھتے: اے مریم یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ تو حضرت مریم جواب دیتیں کہ یہ پھل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَوِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَ هَارِزَاقَا قَالِ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكَ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ترجمہ: جب ذکر یا مریم کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے، اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا: اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا، بولیں: وہ اللہ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب دے۔

(سورۃ آل عمران، آیت 37)

### حضرت جبریل کی کرامت

(4) صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول



اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((كَانَ رَجُلٌ فِي بَيْتِي إِسْرَائِيلَ يُقَالُ لَهُ جَرِيحٌ يَصَلِّي، فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ، فَدَعَتْهُ، فَأَبَى أَنْ يُجِيبَهَا، فَقَالَ: أَحِبُّهَا أَوْ أَصْلِي، ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى تَرِيَهُ وَجُوهَ الْمَوْتَسَاتِ، وَكَانَ جَرِيحٌ فِي صَوْمَعَتِهِ، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ: لَأَقْتِنَنَّ جَرِيحًا، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ، فَكَلِمَتُهُ فَأَبَى، فَأَتَتْ رَاعِيًا، فَأَمَكَبَتْهُ مِنْ نَفْسِيهَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ: هُوَ مِنْ جَرِيحٍ، فَأَتَتْهُ وَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ، فَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ، فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ: الرَّاعِي، قَالُوا: ابْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: لَا إِلَّا مِنْ طِينٍ)) ترجمہ: بنی اسرائیل کے ایک (عبادت گزار) شخص تھے جن کو جریح کہا جاتا تھا، (ایک مرتبہ) وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی والدہ ان کے پاس آئیں اور ان کو آواز دی، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور (دل میں) کہا: میں جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں (اسی شش و پنج میں کوئی جواب نہ دیا، والدہ چلی گئیں، کچھ عرصہ بعد) ان کی والدہ پھر آئیں اور (بلانے پر جواب نہ آنے کی صورت میں بدو عادیتہ ہوئے) کہا: اے اللہ! تو اسے موت نہ دینا جب تک تو اسے کسی فاحشہ کا منہ نہ دکھا دے۔ جریح اپنی عبادت گاہ میں تھے، ایک فاحشہ عورت نے کہا کہ میں جریح کو ضرور فتنے میں ڈالوں گی، اس نے اپنے آپ کو جریح پر پیش کیا اور برائی کے بارے میں گفتگو کی، جریح نے انکار کیا، تو وہ فاحشہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور اپنے اوپر اسے قدرت دے دی، (اس نے برا کام کیا، جس کے نتیجے میں) اس فاحشہ نے ایک بچہ جنا اور لوگوں سے کہا کہ یہ جریح کا بچہ ہے، لوگ جریح کے پاس آئے اور اس کی عبادت گاہ گرا دی، جریح کو نیچے اتار کر سب و شتم کیا، جریح نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر بچے کے پاس آئے اور بچے سے کہا: تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا: چرواہا، (نومولود بچے کی گواہی سے لوگ

سارا معاملہ سمجھ گئے، شرمندہ ہوئے) اور جریح سے کہنے لگے: ہم آپ کی عبادت گاہ سونے کی بنا دیتے ہیں، جریح نے کہا: نہیں تم مٹی ہی کی بنا دو۔

(صحیح بخاری، باب اذا عدم حائظاً فليس مثله، ج 3، ص 137، دار طوق النجاة)

### حضرت صدیق اکبر کی کرامات

(5) اصحاب صفہ میں تین آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر مہمان ہوئے، کھانا جب سامنے رکھا تو، راوی کا بیان ہے کہ: ((وَأَيُّمُ اللَّيْلِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللَّعْمَةِ إِلَّا رَبَّانًا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا، وَصَارَتْ أَكْثَرُ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ)) ترجمہ: خدا کی قسم ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے، اس کے نیچے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا، یہاں تک کہ ہم سب سیر ہو گئے، اور کھانا پہلے سے زیادہ موجود تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ (کو کھانا دکھا کر ان) سے اس بارے میں پوچھا، تو وہ کہنے لگیں: ((لَا وَقُرْبَى عَيْنِي، لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ)) ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم، اب کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس میں سے کھایا اور پھر یہ کھانا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے، صبح تک کھانا بارگاہ رسالت میں رہا، مسلمانوں اور کفار کی ایک قوم کے درمیان معاہدہ ہوا تھا، جس کی مدت ختم ہو گئی تھی، صبح ایک بڑا لشکر جمع ہوا، جو بارہ آدمیوں (امیروں) کے درمیان تقسیم تھا اور ہر ایک کے ساتھ بہت سارے لوگ تھے، ان کی تعداد اللہ بہتر جانتا ہے، ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

(6) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ((وَأَلَمَّا هُوَ الْيَوْمَ مَالٌ وَارِثٌ وَأَلَمَّا هُوَ أَخُو آلِهِ

(صحیح بخاری، باب علامات النبوة في الاسلام، ج 4، ص 184، دار طوق النجاة)

سے قاصد آیا، اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! دشمن کی ہم سے لڑائی ہوئی، وہ ہمیں شکست دینے لگا کہ اچانک ہم نے آواز سنی: اے ساریہ پہاڑ کولو، ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، ملاحظہ علیہ، ج 1، ص 579، دارالنفائس، بیروت) دلائل النبوة للبيهقي، باب ما جاء في اخبار النبي صلى الله عليه وسلم، ج 8، ص 370، دارالكتب العلمية، بيروت) مشکوٰۃ المصابيح، باب الكرامات، الفصل الثالث، ج 3، ص 1678، المكتبة الاسلامیہ بیروت)

(8) امام طبری "الریاض النضرۃ" میں اور امام جلال الدین سیوطی تاریخ

الخلافاء میں نقل کرتے ہیں: ((ویروی أن مصر لما فتحت، أتى أهلها عمرو بن العاص وقالوا له: إن هذا النيل يحتاج في كل سنة إلى جارية بكر من أحسن الجوارى فنلقها فيه وإلا فلا يجرى، وتخرّب البلاد وتلحق، فبعث عمرو إلى أمير المؤمنين عمر يخبره بالخبر، فبعث إلى عمرو الإسلام يجب ما قبله، ثم بعث إليه بطاقة قال فيها: بسم الله الرحمن الرحيم، إلى نيل مصر من عبد الله عمر بن الخطاب، أما بعد فإن كنت تجرى بنفسك فلا حاجة بنا إليك وإن كنت تجرى بالله فاجر على اسم الله، وأمره أن يلقيها في النيل فجرى في تلك الليلة ستة عشر ذراعاً، وزاد على كل سنة ستة أذرع. وفي رواية: فلما ألقى كتابه في النيل جرى ولم يعد يلف)) ترجمہ: مروی ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو اہل مصر عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ یہ دریا بے نیل ہر سال خوبصورت ترین لڑکیوں میں سے ایک باکرہ لڑکی کا محتاج ہوتا ہے لہذا ہم ایک لڑکی اس میں ڈال دیتے ہیں ورنہ یہ جاری نہیں ہوتا اور (اس کے جاری نہ ہونے سے) شہر برباد ہو جاتے ہیں اور قحط پڑ جاتا

وَأَخْتَالِيهِ فَأَقْسِمُا عَلَى كِتَابِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى)) ترجمہ: آج یہ (میرا) مال وارث کا ہو چکا ہے، اور (میرے مال کے) وارث (تمہارے علاوہ) تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں ہیں، اس مال کو ان کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق تقسیم کرنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: ((إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ، فَمَنْ الْآخَرَى؟)) ترجمہ: میری تو ایک ہی بہن اسماء ہے، دوسری کون ہے؟ فرمایا: ((ذُو بَطْنٍ بِنْتُ خَارِجَةَ أَوَّاهَا جَارِيَةٌ)) ترجمہ: (تمہاری سوتیلی والدہ) بنت خارجہ حاملہ ہے، میرے خیال میں وہ لڑکی ہے۔

(سوطا اسام مالک، باب ما لا يجوز من النحل والعطية، ج 2، ص 483، مؤسسه الرسالہ، بیروت)

موطا امام محمد کی روایت میں ہے: ((فَوَكَدَتْ جَارِيَةً)) ترجمہ: پس انہوں نے ایک بچی جنی، (جس کا نام ام کلثوم تھا)۔

(موطا امام محمد، باب النحل، ج 1، ص 288، المكتبة العلمية، بیروت)

### حضرت عمر فاروق کی کرامات

(7) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةً. قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْوُصْمَةِ فَأَقْبَلَ يَصْبِيحُ وَهُوَ عَلَى الْيَنْبَرِيَّةِ سَارِيَةُ الْجَبَلِ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلِ فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا فَإِذَا صَانِعُ يَصْبِيحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلِ فَاسْتَدَدْنَا بِأَظْهَرِنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ)) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر (ایک مہینہ کی مسافت پر نہاوند) بھیجا، اس پر حضرت ساریہ کو امیر بنایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوران خطبہ منبر پر حضرت ساریہ کو پکارا: اے ساریہ پہاڑ کولو، اے ساریہ پہاڑ کولو۔ پھر جب اس لشکر



ہے، عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاصد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ وہ ان کو اس خبر سے مطلع کر دے، امیر المومنین نے ان کو پیغام بھیجا کہ اسلام پہلے کی جاہلانہ رسوم مٹاتا ہے، پھر آپ نے ان کی طرف ایک خط بھیجا جس میں آپ نے (دریائے نیل کو خطاب کرتے ہوئے) کہا: بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ عمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام، اما بعد (اے دریائے نیل) اگر تو خود بخود چلتا تھا تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے نام پر جاری ہو جا۔ اور آپ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اے دریائے نیل میں ڈال دیں تو وہ اسی رات سولہ ہاتھ تک بلند ہو کر جاری ہو گیا، اور ہر سال چھ ہاتھ زیادہ ہو جاتا، اور ایک روایت میں ہے کہ جب انہوں نے آپ کا خط دریائے نیل میں ڈالا تو وہ جاری ہو گیا اور اس کے بعد کبھی نہ رکا۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرة الباب الثانی، الفصل التاسع، ج 2، ص 327، دار الکتب العلمیہ، بیروت) تاریخ الخلفاء، الخلیفۃ الثانی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 1، ص 103، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز

(9) (الریاض النضرۃ میں ہے: ((ولما دخل أبو مسلم الخولانی المدینۃ من الیمین وكان الأسود بن قیس الذی ادعی النبوة بالیمین عرض علیہ أن یشہد أنه رسول اللہ فابی، فقال: أشہد أن محمدًا رسول اللہ، قال: نعم قال: فأمر بتأجیب نار عظیمة وألقى فیها أبو مسلم فلم تضربه فأمر بنفیہ من بلادہ فقدم المدینۃ فلما دخل من باب المسجد قال عمر: هذا صاحبکم الذی زعم الأسود الکذاب أنه یحرقة فندجاء اللہ منہ، ولم یکن القوم ولا عمر سمعوا قضیتہ ولا رأوه ثم قام إلیہ واعتنقه وقال: أأنت عبد اللہ بن ثوب؟ قال: بلی، فبکی عمر ثم قال: الحمد لله الذی لم یمتنی حتی

أرانی فی أمة محمد صلی اللہ علیہ وسلم شیہا بآبیر اھیم الخلیل حبہ (لعلی)) ترجمہ: جب ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ عبد یمین کے شہر میں داخل ہوئے اور یمین میں موجود اسود بن قیس کے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اس نے آپ سے کہا کہ وہ گواہی دیں کہ وہ (اسود) اللہ کا رسول ہے، ابو مسلم خولانی نے انکار کیا، تو اس نے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو اس نے بڑی آگ بھڑکانے کا حکم دیا، اور اس کے اندر ابو مسلم خولانی کو ڈال دیا مگر ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا، اس نے ان کو اپنے شہروں سے نکال دیا، ابو مسلم خولانی مدینہ منورہ حاضر ہو گئے، جب مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ تمہارے وہ ساتھی ہیں جن کے بارے میں اسود کذاب کا گمان تھا کہ وہ ان کو جلا دے گا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ سے نجات دی۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر بطریق کرامت دی تھی کیونکہ) قوم اور حضرت عمر نے ان کا معاملہ نہ ہی سنا تھا اور نہ ہی دیکھا تھا، پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کو گلے لگایا اور فرمایا: کیا تم عبد اللہ بن ثوب (یہ ابو مسلم خولانی کا نام ہے) نہیں ہو؟ تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور کہا: تمام خوبیاں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے وفات نہ دی یہاں تک کہ اس نے مجھے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ حبہ (لعلی) کے (آگ میں نہ جلنے کے اعتبار سے) مشابہ دکھا دیا۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرة الباب الثانی، الفصل التاسع، ج 2، ص 328، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(10) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انہ

رأی فی منامہ كأنہ صلی الصبح خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستند رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلى المحراب فجاءت جاریة بطبق رطب فوضع بين يدي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فأخذ منها رطبة وقال يا علي، تأخذ هذه الرطبة فقلت: نعم يا رسول الله فمد يده وجعله كذا في فمي، ثم أخذ أخرى وقال لي مثل ذلك فقلت: نعم فجعلها في فمي، فانتبهت وفي قلبي شوق إلى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وحلاوة الرطب في فمي، فتوضأت وذهبت إلى المسجد فصليت خلف عمر واستند إلى المحراب فأردت أن أتكلم بالرؤيا فمن قبل أن أتكلم جاءت امرأة ووقفت على باب المسجد ومعها طبق رطب فوضع بين يدي عمر فأخذ رطبة وقال: تأكل من هذا يا علي، فقلت: نعم، فجعلها في فمي، ثم أخذ أخرى وقال لي مثل ذلك فقلت: نعم، ثم أخذ أخرى كذلك ثم فرق علي أصحاب رسول الله - صلی اللہ علیہ وسلم - يمنة ويسرة وكنت أشتهي منه فقال: يا أخی، لو زادك رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ليلتك لزدنا لثه فعجبت وقلت: قد أطلعه الله علي ما رأيت الباردة فتظر وقال: يا علي المؤمن ينظر بنور الله قلت: صدقت يا أمير المؤمنين هكذا رأيته وكذا رأيته طعمه ولذته من يدك كما وجدت طعمه ولذته من يد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں نے صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی ہے اور (نماز کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محراب سے ٹیک لگائی، پھر ایک عورت تازہ کھجوروں کا ایک تھال لے کر حاضر ہوئی اور وہ تھال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک کھجور لی اور فرمایا: اے علی! یہ کھجور لو گے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تو آپ نے

اپنا ہاتھ بڑھا کر اس طرح وہ کھجور میرے منہ میں ڈال دی، پھر دوسری کھجور اٹھائی اور پہلے کی مثل مجھ سے ارشاد فرمایا، میں نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ نے وہ بھی میرے منہ میں ڈال دی، میری آنکھ کھل گئی، حال یہ تھا کہ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و شوق تھا اور میرے منہ میں کھجور کی لذت تھی، میں نے وضو کیا اور (خیر کی نماز کے لیے) مسجد کی طرف چلا گیا، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، حضرت عمر نماز کے بعد محراب سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، میں نے ارادہ کیا کہ میں انہیں خواب کے بارے میں بتاؤں، میرے بتانے سے پہلے ایک عورت آئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہوئی، اس کے پاس تازہ کھجوروں کا تھال تھا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا گیا، آپ نے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا: اے علی! یہ کھاؤ گے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے اسے میرے منہ میں ڈال دیا، پھر آپ نے دوسری کھجور پکڑی اور مجھے پہلے کی طرح فرمایا، میں نے عرض کی: جی ہاں! پھر اسی طرح آپ نے ایک اور کھجور پکڑی اور اپنے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے اصحاب رسول پر تقسیم فرمادی، حالانکہ مجھے اس کی خواہش تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھائی! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تمہیں زیادہ عطا فرماتے تو ہم بھی زیادہ دے دیتے، مجھے تعجب ہوا اور میں نے (دل میں) کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی اطلاع دے دی ہے جسے میں نے رات خواب میں دیکھا ہے، حضرت عمر نے (مجھے) دیکھا اور فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے، میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ نے سچ فرمایا، میں نے اسی طرح دیکھا ہے اور میں نے اس کا ذائقہ اور لذت آپ کے ہاتھ سے دیا ہی پایا ہے جیسا ذائقہ اور لذت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے پایا۔



(العلیہ بیروت)

(11) حضرت یحییٰ بن سعید سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِرَجُلٍ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: جَمْرَةٌ. قَالَ: ابْنُ مَنْ؟ قَالَ: ابْنُ شِهَابٍ. قَالَ: مِنْ أَيْنَ؟ قَالَ: مِنْ الْحَرَقَةِ. قَالَ: ابْنُ مَسْكُنٍ؟ قَالَ: بِحَرَقَةِ النَّارِ. قَالَ: بَأَيِّهَا؟ قَالَ: بِذَاتِ لُطَى، قَالَ عُمَرُ: أَذْرُكَ أَهْلَكَ فَقَدْ احْتَرَقُوا، قَالَ: فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ)) ترجمہ: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: انگارہ، آپ نے پوچھا: کس کے بیٹے ہو؟ جواب دیا: شعلے کا بیٹا ہوں، پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ جواب دیا: حرارت سے، پوچھا: تمہارا مسکن کہاں ہے؟ جواب دیا: آگ کی گرمی میں، پوچھا: کس کے ساتھ ہو؟ جواب دیا: آگ کے ساتھ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کی خبر لو، وہ سب جل چکے ہیں، راوی کہتے ہیں: جیسا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا۔

(موطا امام مالک باب ما یکرہ من الاسماء، ج 2، ص 153، مؤسسة الرسالة، بیروت، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الثانی، الفصل التاسع، ج 2، ص 331، دار الکتب العلمیہ، بیروت، مکن تاریخ الخلفاء، بالخلیفۃ الثانی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 1، ص 102، مکتبہ نزار محطفی الباز)

(12) ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں: ((ان کان الرجل لیحدث عمر الحدیث فیکذبہ الذکذبة فیقول: احبس هذه ثم یحدثہ بالحدیث فیقول: احبس هذه فیقول له: کل ما حدثتک حق الا ما أمرتہ ان احبسہ)) ترجمہ: اگر کوئی شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کرتا، پس (جب) آپ اس کی تکذیب کرتے تو یوں فرماتے: اسے روک لو (یعنی آگے بیان نہ کرو)، پھر حدیث بیان کرتا تو فرماتے: اسے

روک لو۔ (آخر میں) وہ شخص عرض کرتا: میں نے جو آپ سے بیان کیا ہے وہ سب حق ہے سوائے اس کے جس کے بارے میں آپ نے مجھے حکم دیا کہ اسے روک لو۔

(تاریخ الخلفاء، بالخلیفۃ الثانی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 1، ص 103، مکتبہ نزار محطفی الباز)

### حضرت عثمان غنی کی کرامات

(13) امام طبری "الریاض النضرۃ" میں نقل کرتے ہیں: ((روی ان رجلاً دخل علی عثمان وقد نظر امرأة أجنبية، فلما نظر إليه قال: هاء! أیدخل علی أحدکم وفي عنینہ اثر الزنا فقال له الرجل: أوحی بعد رسول الله منی (لله) حبه ودمع، قال: لا أولک من قول حق وفساسة صدق)) ترجمہ: مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس شخص نے راستے میں ایک اجنبیہ کی طرف نظر کی تھی، جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو فرمایا: خبردار، کوئی شخص تمہارے پاس اس حال میں آتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے، تو اس شخص نے آپ سے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد (بھی) وحی اتری ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نہیں، مگر یہ قول حق ہے اور مومن کی فراست صحیح ہے۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الثالث، الفصل التاسع، ج 3، ص 40، 41، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(14) حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كنت فی رفقة بالشام، إذ سمعت صوت رجل یقول: یا ویلایة النار! فقال: فقمیت إلیه وإذا رجل مقطوع الیدین والرجلین من الحقوین أعمی العینین منکب لوجهه فسألته عن حاله فقال: إني قد كنت ممن دخل علی عثمان الدار فلما دنوت

منه صرخت زوجته فلطمته، فقال: ما لك قطع الله يدك ورجلك وأعمى عينك وأدخلك النار، فأخذتني رعدة عظيمة وخرجت هارياً فأصابني ما ترى ولم يبق من دعائه إلا النار)) ترجمہ: میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملک شام میں تھا کہ میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ ہائے جہنم کی ہلاکت، میں اس کی طرف گیا تو دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں، وہ آنکھوں سے اندھا ہے اور منہ کے بل لیٹا ہوا ہے، میں نے اس کی حالت کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے بتایا: میں ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت عثمان غنی کے گھر میں داخل ہوئے تھے، جب میں ان کے قریب ہوا تو ان کی زوجہ نے چیخ ماری تو میں نے ان کو تھپڑ مار دیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں قطع فرما دے، تجھے آنکھوں سے اندھا کر دے اور تجھے جہنم میں ڈال دے، مجھ پر بہت زیادہ کچکی طاری ہو گئی اور میں بھاگتے ہوئے نکلا، مجھے پہنچ گیا جو تم دیکھ رہے ہو اور ان کی مانگی ہوئی دعاؤں میں سے سوائے جہنم کے کچھ باقی نہیں رہا۔

(الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الثالث، الفصل التاسع، ج 3، ص 41، دار الكتب العلمية، بيروت)

(بیروت)

### مولیٰ علی کی کرامات

(15) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں رکھتے تھے اور دوسری رکاب پر رکھنے کے لئے پاؤں مبارک کو حرکت دیتے، پاؤں کے جاتے جاتے قرآن کریم ختم کر دیتے تھے۔ مرقاة المفاتیح اور شواہد النبوة میں ہے ((حُكِيَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ يَبْتَدِئُ الْقُرْآنَ مِنْ ابْتِدَاءِ قَصْدِ رُكُوبِهِ مَعَ تَحَلُّقِ الْمَبَانِي وَتَنَقُّهِ الْمَعَانِي، وَيَخْتِمُهُ حِينَ وَضَعَ قَدَمَهُ فِي رِكَابِهِ الثَّانِي)) ترجمہ: حکایت کیا گیا کہ

حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ زوجہ سواری پر سوار ہونے کا قصد کرتے تو قرآن پاک پڑھنا شروع فرماتے اور دوسری رکاب پر پاؤں رکھنے سے پہلے قرآن ختم فرما لیا کرتے حال یہ ہوتا کہ قرآن کے حروف بھی سمجھ آ رہے ہوتے اور معانی بھی۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج 9، ص 3654، دار الفکر بیروت، شواہد النبوة، ص 212، مکتبة الحقيقة، استنبول)

(ترکی)

(16) علی بن زاذان سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((ان علیا حدث حدیثاً فکذبه رجل، فقال علی: أدعو علیک ان کنت صادقاً، قال: نعم، أفدعا علیہ، فلم یمنصرف حتی ذهب بصره)) ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے آپ کی تکذیب کی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر تم سچے ہو تو میں تمہارے خلاف دعا کرتا ہوں، اس شخص نے کہا کہ ٹھیک ہے، پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف دعا کی تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے اس کی بینائی چلی گئی یعنی وہ اندھا ہو گیا۔

(الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الرابع، ج 3، ص 202، دار الكتب العلمية، بيروت)



## فصل سوم: اولیاء سے امداد طلب کرنا

**سوال:** اولیاء سے مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** ان سے استمداد و استعانت (مدد طلب کرنا) محبوب ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ ان کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالح کا طریقہ ہے۔ رہا ان کو فاعل مستقل جاننا یہ وہابیہ کا فریب ہے مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ تیغ پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔

(سہار شریعت حصہ 1، ص 271 تا 274، مکتبہ المدینہ، کراچی)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اولیاء اللہ اور انبیائے کرام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ ہی کی ہے، یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے، کوئی جاہل بھی کسی ولی کو خدا نہیں سمجھتا۔“

(جاء الحق، ص 464، مکتبہ غوث، کراچی)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اہل استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء و اولیاء (صلوٰۃ و سلام) (علیہم السلام) کو عیاذ باللہ خدا یا خدا کا ہمسریا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت و وجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمہیں کیا جواب ملتا ہے۔“

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی المملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبد الکافی سبکی رحمہ اللہ فتاویٰ حد کتاب ”شفاء السقام“ میں استمداد و استعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں: ”لیس المراد نسبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلى الخلق والاستقلال بالأفعال هذا لا یقصدہ مسلم فصرف

الکلام إلیہ ومنعہ من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام النصوص حدیث ”ترجمہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغلطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔“

(شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام، الباب الثامن فی التوسل، ص 175، نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

صدقہت یا سیدی جزاک اللہ عن الإسلام والمسلمین خیراً، امین! (اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔)

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”جوہر منظم“ میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں: ”فالتوجه والاستغاثة به صلی اللہ علیہ وسلم او بغيره ليس لهما معنى في قلوب المسلمين غير ذلك ولا يقصد بهما أحد منهم سواء فمن لم يشرح صدره لذلك فليترك على نفسه نسأل الله العافية والمستغاث به في الحقيقة هو الله والنبي صلی اللہ علیہ وسلم واسطة بينه وبين المستغث فهو سبحانه مستغاث به والغوث منه خلقاً وإيجاداً والنبي صلی اللہ علیہ وسلم مستغاث والغوث منه سبباً وكسباً“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء و اولیاء علیہم السلام (صلوٰۃ و سلام) کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اور اس فریاد کی سچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں، تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد دہی یوں ہے کہ مراد کو

خلق و ایجاد کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریادری یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔

(الجوہر المنظم، الفصل السابع، فیما ینفی لئلا یر، ص 62، المطبعة البخیریہ، مصر، لاقتاوی وضوہ  
ملخصاً، ج 21، ص 331، 332، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** محبوبان خدا سے استعانت پر کچھ دلائل بیان فرمادیں۔

**جواب:** محبوبان خدا سے استعانت کے جواز پر قرآن و سنت اور اقوال ائمہ و فقہاء و اولیاء سے کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

### قرآن مجید سے دلائل

(1) قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے ﴿فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاہُ وَجِبْرِیلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِینَ وَالْمَلَائِکَۃُ بَعْدَ ذَٰلِکَ ظَہِیرٌ﴾ ترجمہ: بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿إِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِینَ آمَنُوا الَّذِینَ یُقِیْمُونَ الصَّلَاةَ وَیُؤْتُونَ الزَّکَاةَ وَهُمْ رَاکِعُونَ﴾ ترجمہ: اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکاۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

(3) ایک اور مقام پر فرماتا ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِنَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ﴾ ترجمہ: اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دینے پر اور

کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے والا فرمایا ہے۔

(4) قرآن مجید میں ہے ﴿فَالْمُذَبِّزَاتِ أَمْرًا﴾ ترجمہ: قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ (پ 30، سورۃ النازعات، آیت نمبر 5)  
اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں ہے کہ "قال ابن عباس هم الملائکة وکلوا بامور عرفهم الله تعالى العمل بها" ترجمہ: عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی۔

(تفسیر خازن، سورۃ النازعات، ج 4، ص 391، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس کی دوسری تفسیر جسے بیضاوی شریف میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ "او صفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان ان غرقا ای لزعا شدیداً من اغراق النازع فی القوس وتنشط الی عالم الملكوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفها وقوتها من المدبرات" ترجمہ: یا ان آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارواح اولیاء کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شنوری کرتی حظیر ہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی و طاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرے والوں سے ہو جاتی ہیں۔ (تفسیر بیضاوی، ج 5، ص 282، دارالاحیاء التراث العربی بیروت)



## احادیث سے دلائل

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (( اَطْلُبُوا الْبَغِيْرَ وَالْحَوَانِيَةَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوْهِ )) ترجمہ: بھلائی اور اپنی حاجتیں ان لوگوں سے مانگو جن کے چہرے عبادت الہی سے روشن ہیں۔

(المعجم الكبير، معابد عن ابن عباس، ج 1، ص 81، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

(6) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (( ان لله تعالى عباد الاختصهم لحوائج الناس يفزع الناس اليهم في حوائجهم اولئك الامنون من عذاب الله )) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے، لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذاب الہی سے امان میں ہیں۔

(کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر محدث 16007، جلد 6، صفحہ 350، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

(7) حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (( أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَسْقِ لَأَمْتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ قَبِيلَ لَهُ: أَنْتَ عُمَرُ فَأَقْرَبُهُ السَّلَامَ، وَأَخْبَرَهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا أَلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ )) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے، اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے، پھر کہا: اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مسند ابن شہبہ، کتاب الفضائل، ص 11، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)  
(جلد 12، صفحہ 32، الدار السلفیہ، البندہ)

## مانگ کیا مانگتا ہے

(8) سیدنا ربیعہ بن کعب السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: (( كُنْتُ أُبَيِّتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ فَقَالَ لِي سَلْ )) (ولفظ الطبرانی فعال يوماً يا ربیغہ سلمی فاعطیک رجعنا الی لفظ مسلم) فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مَرَأَفَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ قُلْتُ هُوَ ذَلِكَ قَالَ فَأَعْنِي عَلَى نَفْسِكَ بِكُفْرَةِ السُّجُودِ )) ترجمہ: میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے۔ فرمایا: تو میری اعانت کراپے نفس پر کثرت سجود سے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود، ج 1، ص 193، قدیمی کتب خانہ، کراچی)  
سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ باب وقت قیام النہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اللیل، ج 1، ص 187، آفتاب عالم پریس، لاہور  
(المعجم الكبير، ج 5، ص 58، 57، المكتبة الفيلسوف، بيروت)

شیخ شیوخ علماء الہند سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: از اطلاق سوال کہ

فرمودش بخواتین تخصیص نہ کر دے بمطلوبہ خاص معلوم  
میشود کہ کارِ ہمہ بدستِ ہمت و کرامت اورستِ مہی اللہ علیہ  
درجہ چہ خواہد و کرا خواہد باذنِ ہروردگار خود دہد  
ترجمہ: مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا: مانگ۔ اور کسی خاص شے کو مانگنے کی  
تخصیص نہیں فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملہ آپ کے دستِ اقدس میں ہے،  
جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرمادیں۔

(اشعة السموات، کتاب الصلوۃ، باب السجود وفضله، الفصل الاول، ج 1، ص 388، مکتبہ نوریہ  
رضویہ، سکھر)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے  
ہیں ”الحمد للہ یہ جلیل و نفیس حدیث صحیح اپنے ہر جملے سے وہابیت کش ہے۔ حضور  
اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم علیہ السلام کا مطلقاً بلا قید و بلا تخصیص ارشاد فرمانا: مانگ۔  
مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم  
کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں  
جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار  
میں سب کچھ ہے۔

گر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری

بدر گامش بیا و ہرجہ مبخوامی نمنا کن

ترجمہ: اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی بارگاہ میں آ اور جو  
چاہتا ہے مانگ لے۔

یہ شعر حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ قصیدہ نقیہ حضور پر نور سید عالم علیہ  
اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا ہے۔

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ  
حضور اقدس علیہ السلام کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور سے  
جنت مانگتے ہیں کہا: ((أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ)) میں حضور سے سوال کرتا ہوں  
کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ الرحمۃ  
والعزۃ والجلل قبول فرما رہے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، مکتبہ رضویہ، ج 30، ص 494، 495، 496، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ (ہامی) مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ”یؤخذ من  
اطلاقہ علی اللہ علیہ وسلم الامر بسؤال ان اللہ تعالیٰ ممکنہ من اعطاء کل ما  
اراد من عزائین الحق“ یعنی حضور اقدس علیہ السلام نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس  
سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عز و جل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں  
سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔

(سرفہ المصباح، کتاب الصلوۃ، باب السجود وفضله، الفصل الاول، ج 2، ص 815، المکتبہ الحبیہ  
کولہ)

### بیابان جنگل میں اکیلی مدد کے لئے پکارنا

(9) حضرت عقبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّا أَضَلُّ أَحَدَكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ  
بَارِئٌ لِّمَسِّهَا أَيْمَسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ  
لِلَّهِ عِبَادًا لَا تَرَاهُمْ)) وَقَدْ جُرِّبَ ذَلِكَ۔ ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو  
گم کر دے یا اسے مدد کی حاجت ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی آدم نہیں تو اسے  
چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔



کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔ یہ پکار مجرب (تجربہ شدہ) ہے۔

(المعجم الكبير للطبرانی، مسند عبد بن غزوان، ج 17، ص 117، مکتبہ ابن تیمیہ القاہرہ)

(10) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا أَنْفَلْتُ دَابَّةً أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا فَإِنَّ لَكُمْ عَزْماً فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا سَمِجُوسًا)) ترجمہ: جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے تو یوں نہ اکرے اے اللہ کے بندو! روک دو، اے اللہ کے بندو! روک دو، زمین پر اللہ حرم کے کچھ بندے حاضر رہتے ہیں، وہ اس جانور کو روک دیں گے۔

(مسند ابویعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، ج 8، ص 177، دارالمأمون للتراث، دمشق) عمل اليوم والليلہ لابن سنی، باب ما یقول اذا انفلت الدابة، ج 1، ص 455، دارالقبلة للطباعة الاسلامیہ رمہ ۱۴۰۰ علوم القرآن بیروت)

(11) حضرت ابان بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا نَفَرْتُ دَابَّةً أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَرَىٰ بِهَا أَحَدًا فَلْيَقُلْ: أَعِينُونِي عِبَادَ اللَّهِ فَإِنَّهُ سَيَعَانُ)) ترجمہ: جنگل بیابان میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے، وہاں وہ کسی مددگار کو نہ دیکھے تو کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو اس کی مدد کی جائے گی۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، سابق قول الرجل اذا نذرت به دابة او بعيره في سفر، ج 8، ص 103، مکتبہ الرشید، الرياض)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تین احادیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”یہ حدیثیں کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت فرمائیں قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول و معمول و مجرب ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 318، مریضہ فاؤنڈیشن، لاہور)

## حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور استمداد

(12) حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرماتے ہیں ”من

استغاث بی فی کربة کشفته عنه و من نادى باسمی فی شدة فرجت عنه من توکل بی الی اللہ عزوجل فی حاجة قضیت له و من صلی رکعتین یقرأ فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة اخلاص احدى عشرة مرة ثم یتصلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکرنی ثم یخطو الی جهة العراق احدى عشرة خطوة یدکرها اسمی ویذکر حاجته فانها تقضى باذن اللہ“ ترجمہ: جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر نہاد کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے تو اس کی وہ حاجت اللہ کے اذن سے روا ہو۔

(سہجۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ و شراہم، ص 102، مصطفیٰ البانی، معمر تلاویۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ و سیدینہ و صحبہ، ص 101، ہیکننگ کمپنی، بمبئی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس فرمان غوث اعظم کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل (1) امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر نخعی شطرنوی (2) و امام عبد اللہ بن اسد یافعی مکی (3) مولانا علی قاری مکی صاحب مرقاة شرح مشکوٰۃ (4) مولانا ابوالمعالی محمد سلمی قادری دہلوی (5) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ (1) سہجۃ الاسرار

(2) وخلاصۃ المناظر (3) ونبہۃ الخاطر (4) وفتحہ قادریہ (5) وذبہ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 29، ص 557، مرقاۃ المفاتیح، لاہور)

### امام عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور استداد

(13) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ کتاب "لواقح الانوار فی طبقات الاخبار" میں فرماتے ہیں "سیدی محمد غمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لیے جاتے تھے ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، با آواز پکارا سیدی محمد یا غمیری، ادھر ابن عمر حاکم صغیر کو بتکم سلطان چھمق قید کیے لیے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا نداء کرنا سنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں، یا سیدی یا غمیری لا حظنی، اے میرے سردار اے محمد غمیری! مجھ پر نظر عنایت کرو، ان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت سیدی محمد غمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخبار، ترجمہ الشیخ محمد غمیری، ج 2، ص 88، مصطفیٰ البابی، مصر)

اسی میں ہے "سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے، ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا: یا سیدی محمد یا حنفی، اسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینہ پر

لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا اور مجھے یہ برکت حضرت شمس الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجات بخشی۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخبار، ترجمہ سیدنا مولانا شمس الدین حنفی، ج 2، ص 95، مصطفیٰ البابی، مصر)

اسی میں ہے "ولی ممدوح فری نز، کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں: یا سیدی احمد یا بدوی خاطرک معی، اے میرے سردار اے احمد بدوی! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں، کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب حکمین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے، اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی نداء پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ: یا سیدی محمد یا حنفی، کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔

ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو تندرست اٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخبار، ترجمہ سیدنا مولانا شمس الدین حنفی، ج 2، ص 96، مصطفیٰ البابی، مصر)

### محدثین کا عقیدہ

(14) عظیم محدث امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں "وروی عن أبي بكر بن أبي علي قال كان ابن المقراء يقول كنت أنا والطبراني وأبو الشيخ بالمدينة فضاقي بنا الوقت فواصلنا ذلك اليوم فلما كان وقت العشاء حضرت القبر وقلت يا رسول الله الجوع، فقال لي الطبراني اجلس فإما أن يكون الرزق أو الموت، فقامت أنا وأبو الشيخ فحضر الباب علوي



ففتحنا له فإذا معه علامان بفتين فيهما شيء كثير وقال شكوتوني إلى النبي صلى الله عليه وآله من رأيته في النوم فأمرني بحمل شيء إليكم“ ترجمہ: حضرت ابی بکر بن ابی علی فرماتے ہیں کہ میں طبرانی اور ابوشیخ رحمہ اللہ مدینہ میں رہا کرتے تھے، ہمارا خرچ ختم ہو گیا اور ہم تنگدستی کا شکار ہو گئے، ایک دن عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھوک سے نڈھال ہیں۔ امام طبرانی کہنے لگے بیٹھ جاؤ یا ہمیں کھانا مل جائے گا یا موت آجائے گی۔ میں اور ابوشیخ اٹھ کر دروازے کے پاس آئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک علوی اپنے دو غلاموں کے ساتھ تھا، وہ ٹوکے میں بہت سی چیزیں لئے کھڑے تھے۔ علوی بولا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت کی ہے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں آکر تمہیں کچھ دینے کا حکم دیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، جلد 3، صفحہ 122، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

### علامہ رملی کا عقیدہ

(15) امام شیخ الاسلام شہاب الدین انصاری کے فتاویٰ میں ہے ”سئل عما یقع من العاقبة من قولهم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذلك من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والصالحين وهل للمشائخ اغاثة بعد موتهم ام لا؟ فاجاب بما نصه، ان الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء والعلماء الصالحين جائزة وللانبياء والمرسلين والصالحين اغاثة بعد موتهم الخ“ ترجمہ: ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو غیبتوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور

اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی مدد فرماتے ہیں۔

(فتاویٰ الرملی فی فروع الفقہ الشافعی، مسائل شنی، ج 4، ص 733، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

### علامہ بوصیری کا عقیدہ

(16) قصیدہ بردہ شریف میں ہے:

فان من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر میں سیدی امام اجل محمد بوصیری فرماتے ہیں: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم (جن میں ماسکات و مایکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے) حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔

(الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ)، الفصل العاشر، ص 58، سرگز اہلسنت کجرات، الہند)

### شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا عقیدہ

(17) افیہ المعات میں شیخ محقق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”واثبت

مکررہ اند اندہ را مشایخ صوفیہ فرماتے ہیں کہ بعض فقہاء رحمہ اللہ صحیح و این امری محقق و مقرر است نزد اہل کشف و کمل ازمایشان تا آنکہ بسیاری را فیوض و فتوح ازا دواہ رسیدہ و این طائفہ را در اصطلاح ایشان اویسی خوانند امام شافعی گفتہ

است قبر موسیٰ کاظم تریاق مجرب ست مراجبات  
وعاد او حجة الاسلام محمد غزالی گفته ہر کہ استمداد  
کرده شود بوی در حیات استمداد کرده میشود بوی بعد  
از وفات ویکی از مشایخ عظام گفته است دیدم چہار کس  
را از مشایخ کہ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفات  
ایشان در حیات خود یا بیشتر و شیخ معروف کرخی و شیخ  
عبد القادر جیلانی و دو کس دیگر را از اولیاء شمرده و مقصود  
حصر نیست آنچه خود دیدہ یافتہ است گفته و سیدی احمد  
بن مرزوق کہ از اعظم فقہاء و علما و مشایخ دیار مغرب ست  
گفت کہ روزی شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ  
امداد حی قوی است یا امداد میت من بگفتہ قوی میگویند  
کہ امداد حی قوی تر است و من میگویم کہ امداد میت  
قوی تر ست پس شیخ گفت نعم زیرا کہ دی در ساط حق  
است و در حضرت اوست نقل درین معنی ازین طائفہ  
بیشتر ازان است کہ حصر و احصار کردہ شود و یافتہ نمیشود  
در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح کہ منافی و مخالف این  
باشد و رد کنند این را و بتحقیق ثابت شدہ است بآیات  
و احادیث کہ روح باقی است و او را علم و شعور بزازان  
و احوال ایشان ثابت است و ارواح کاملان را قریب و مکاتبت  
در جناب حق ثابت ست چنانکہ در حیات بود یا بیشتر ازان

و اولیاء را کرامات و تصرف در اکوان حاصل است و آن  
نیست مگر ارواح ایشان را و ارواح باقی ست و تصرف حقیقی  
نیست مگر خدا عز شانه و ہمہ بقدرت اوست و ایشان فانی  
اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر دادہ  
شود مراحدی را چیزی بوساطت یکی از دوستان حق  
و مکاتبتی کہ نزد خدا دارد و در نہا شد چنانکہ در حالت  
حیات بود و نیست فعل و تصرف در مرد و حالت مگر حق  
را بلامانع و لازم نیست چیزی کہ فرق کند میان ہر  
دو حالت و یافتہ نشدہ است دلیلی بران در شرح شیخ ابن  
حجر مینمی مکی در شرح حدیث ((لعن اللہ الیہود والنصارى  
اتخذوا قبور انبیائہم مساجد)) گنہہ است کہ این بر تقدیر  
ست کہ نماز گزار در بجانب قبر از جهت تعظیم و نہ کہ  
آن حرام ست باتفاق و اما اتخاذ مسجد در جوار پیغمبر  
یا صالحی و نماز گزاردن نزد قبر و نہ بقصد تعظیم قبر  
و توجہ بجانب قبر بلکہ بہ نیت حصول مدد از و نہ تا کامل  
شود ثواب عبادت بہر کت قبر و مجاورت مر آن روح پاک را  
حر جی نیست ترجمہ: مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام رحمہ اللہ علیہ نے  
اولیاء کرام سے مدد حاصل کرنے کو ثابت اور جائز قرار دیا ہے اور یہ عقیدہ اہل کشف  
اور ان کے کا ملین کے ہاں محقق اور طے شدہ عقیدہ ہے یہاں تک کہ بہت سے حضرات  
کوان ارواح سے فیوض اور فتوح حاصل ہوئے ہیں اور اس گروہ صوفیہ کی اصطلاح

میں انھیں ایسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے، حجت الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا: جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے، اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔ مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا: میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بڑھ کر: حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو اور بزرگ شمار کیے اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن مرزوق رحمہ اللہ کہہ کہ اعظم فقہاء و علماء اور مشائخ دیار مغرب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضری نے مجھ سے دریافت کیا: کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔ شیخ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسکے سامنے ہے۔ اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ حد شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب وسنت واقوال سلف و صالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو اور اسکی تردید کرتی ہو بلکہ آیات و احادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور انکے حالات کا علم و شعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کاملین کو جناب حق تعالیٰ میں قرب و مرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انھیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر، اور اولیاء کرام کی کرامات پر حق ہیں اور انھیں کائنات میں تصرف کی قوت و طاقت حاصل ہے یہ سب کچھ انکی

ارواح کرتی ہیں، اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عز و جل ہے، یہ سب کچھ حقیقہ اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلال حق میں فانی اور مستغرق ہیں، لہذا اگر کسی کو دوستان حق کی وساطت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل ہو جائے تو کوئی عیب نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ انکی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقہ تو فعل و تصرف حق جل جلالہ و علم نوالہ کا ہوتا ہے اور ایسی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرے۔

حضرت شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے حدیث پاک ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو مسجد گاہ بنالیا۔

کی شرح میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ انکی تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی بغیر یا دلی سکے۔ پڑوس میں مسجد بنانا اور اسکی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اسکی روح پاک کا قرب و پڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج و ممانعت نہیں۔

(اشعة اللمعات، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ج 1، ص 763، 762)

### شاہ ولی اللہ عقیدہ

(18) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب

والعجم میں لکھتے ہیں:

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ویا خیر مامل ویا خیر ویا خیر  
و یا خیر من یرخی لکشف رزقہ و من جودہ، قد فاق جود السحاب



میں انھیں ایسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ کاظمؑ کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے، حجت الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا: جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے، اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔ مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا: میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بڑھ کر: حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو اور بزرگ شمار کیے اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن مرزوق رضی اللہ عنہ کہ اعظم فقہاء و علماء اور مشائخ دیار مغرب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضری نے مجھ سے دریافت کیا: کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔ شیخ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسکے سامنے ہے۔ اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ حد شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب وسنت واقوال سلف و صالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو اور اسکی تردید کرتی ہو بلکہ آیات و احادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور انکے حالات کا علم و شعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کاملین کو جناب حق تعالیٰ میں قرب و مرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انھیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر، اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اور انھیں کائنات میں تصرف کی قوت و طاقت حاصل ہے یہ سب کچھ انکی

ارواح کرتی ہیں، اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عزوجل ہے، یہ سب کچھ حقیقہ اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلال حق میں فانی اور مستغرق ہیں، لہذا اگر کسی کو دوستان حق کی وساطت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل ہو جائے تو کوئی یحید نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ انکی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقہ تو فعل و تصرف حق جل جلالہ و علم نوالہ کا ہوتا ہے اور ایسی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرے۔

حضرت شیخ ابن حجر عسقلانی مکی رحمہ اللہ نے حدیث پاک ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو مسجد گاہ بنالیا۔

کی شرح میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ انکی تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی اسکے پڑوس میں مسجد بنانا اور اسکی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اسکی روح پاک کا قرب و پڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج و ممانعت نہیں۔

(اشعۃ النعمات، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ج 1، ص 762، 763)

### شاہ ولی اللہ کا عقیدہ

(18) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب

والعجم میں لکھتے ہیں:

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ویا خیر مامول ویا خیر واہب  
و یا خیر من یرجی لکشف رزقہ و من جودہ، قد فاق جود السحاب

وانت مجیری من هجوم مُنَمَّة اذا انشیت فی القلب شرّ المحائب  
ترجمہ: اے خلقِ خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے، اے بہترین شخص جس سے  
امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے اور اے بہترین شخص کہ مصیبت کو  
دور کرنے میں جس سے امید رکھی جاتی ہے، اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی  
ہے۔ آپ ہی مجھے مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل  
میں بدترین پنچے گاڑتی ہیں۔

(اطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم، فصل ہازدہم، ص 22، مطبع مجناتی، دہلی)

## فصل چہارم: مزارات پر حاضری

**سوال:** اولیاء کے مزارات پر حاضری دینا کیسا ہے؟

**جواب:** مزارات اولیاء پر حاضری دینا مستحب اور حصول برکات کا ذریعہ  
ہے اور ہر دور میں امت کا اس پر عمل رہا ہے جس پر کثیر دلائل موجود ہیں ان میں سے  
چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((فَزُودُوهَا؛ فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي  
الدُّنْيَا، وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ)) ترجمہ: زیارت قبور کیا کرو کہ یہ دنیا سے بے رغبت کرلی  
اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب من جاء فی زیارة القبر، ج 1، ص 501، دار احیاء الکتاب العربیہ، بیروت)

(2) حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَصَابَ النَّاسَ

قَحْطٌ لِي زَمَنٍ عُمَرُ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ دَنَجَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ  
اللَّهِ اسْتَسْقِ لَأَمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: أَنْتَ  
عُمَرُ فَأَقْرَبُهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرُهُ أَنْكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ،  
عَلَيْكَ الْكَيْسُ، فَأَتَى عُمَرُ فَأَخْبِرُهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا أَلُو إِلَّا مَا  
عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط

پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا  
سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے، اس شخص  
نے حاضر ہو کر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے، پھر کہا: اے میرے  
رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مسند ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

(3) امام شافعی رحمہ اللہ عید فرماتے ہیں "انسی لا تبرک بابی حنیفة واجی الی قبرہ، فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین و سألت اللہ تعالی عند قبرہ فتقضی سریعاً" ترجمہ: میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر مبارک پر آتا ہوں۔ پس جب مجھے کوئی حاجت ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس اللہ سے دعا مانگتا ہوں تو وہ حاجت جلدی پوری ہو جاتی ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، جلد 1، ص 135، مطبوعہ مکتبہ حقایقہ)

(4) شیخ محقق امام شافعی رحمہ اللہ عید سے نقل کرتے ہیں: "امام شافعی گفتمہ است قبر موسی کاظم تریاق مجرب ست مرا اجابت و عاذا" ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسی کاظم کی قبر انور قبولیت و عاکے لیے تریاق مجرب ہے۔

(5) اسد الغابہ میں امام ابن الاثیر صحابی رسول حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے دور کے لوگوں کا معمول بیان کرتے ہیں "دفنوه بالقرب من القسطنطنیة وقبره بها يستسقون به" ترجمہ: لوگوں نے حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کو قسطنطنیہ کے قریب دفن کیا اب بھی آپ کی قبر وہیں ہے وہاں کے لوگ آپ کی قبر مبارک کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں۔

(اسد الغابہ، جلد 1، ص 653، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(6) البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے دور کے لوگوں کا عمل لکھتے ہیں "قبرها هنالك يعظمونه ويستسقون به ويقولون قبر المرأة الصالحة" ترجمہ:

حضرت ام حرام بنت ملحان کی قبر مبارک قبرص میں ہے وہاں کے لوگ ان کی قبر کی تعظیم کرتے ہیں، ان کی قبر کے وسیلے سے بارش طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نیک عورت کی قبر ہے۔ (البدایہ والنہایہ، جلد 4، ص 165، مطبوعہ مکتبہ حقایقہ پشاور)

(7) امام اجل امام ابن الحجاج مدخل میں فرماتے ہیں: "وَمَا زَالَ النَّاسُ مِنْ الْعُلَمَاءِ وَالْأَكْبَارِ تَكْبِيرًا عَنْ كَابِرٍ مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا يَنْبَرُكُونَ بِزِيَارَةِ قُبُورِهِمْ وَيَجِدُونَ بَرَكَاتٍ ذَلِكَ حَسًا وَمَعْنَى" ہمیشہ سے تمام لوگ علماء اور اکابر مشرق و مغرب میں مزارات اولیاء کی زیارت سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں اور حسی اور معنوی طور پر برکت پاتے رہے ہیں۔

(المدخل، فصل فی زیارة القبور، ج 1، ص 255، دار التراث، بیروت)

(8) پھر شیخ امام ابو عبد اللہ بن نعمان کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: "ان زیارة قبور الصالحین محبوبۃ لاجل التبرک مع الإغتیار، فبان بركة الصالحین جاریة بعد مماتهم كما كانت فی حیاتهم" ترجمہ: برکت حاصل کرنے کے لیے مزارات صالحین کی زیارت محبوب ہے کہ صالحین کی برکت ان کے وصال کے بھی جاری ہے جیسا کہ ان کی حیات میں تھی۔

(المدخل، فصل فی زیارة القبور، ج 1، ص 255، دار التراث، بیروت)

(9) حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ ابو بکر محمد بن مؤمل فرماتے ہیں "خرجنا مع امام اهل الحديث ابی بکر بن خزيمة وعديله ابی علی الثقفی منع جماعة من مشائحننا وهم اذ ذاك متوافرون الى زیارة قبر علی بن موسی الرضا بطوس قال فرأيت من تعظیمه یعنی ابن خزيمة لتلك البقعة وتواضعه لها وتضرعه عندها ما تحیرنا" ترجمہ: ہم محمد بن



امام ابو بکر بن خزیمہ، انہی کے ہم پلہ ابو علی ثقفی اور اپنے مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے اس وقت وہ سب طوس میں امام علی بن موسیٰ رضا رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت کے لیے جمع ہوئے تھے ابو بکر محمد بن مؤمل فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابن خزیمہ کو اس مزار پر اتنی تعظیم، عاجزی اور گریہ و زاری کرتے ہوئے دیکھا جس نے ہمیں حیران کر

دیا۔

(تہذیب التہذیب، جلد 4، ص 656، 657، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(10) خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ جو سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بانی ہیں اور جن کی ولایت سلمہ ہے آپ نے اجمیر شریف جاتے ہوئے راستے میں لاہور حضور داتا علی ہجویری رحمہ اللہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی اور وہ فیض پایا کہ یوں عرض کرتے ہیں:

سبح بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کا ملاں را راہ نما

آپ کی چلہ گاہ داتا حضور کی قبر مبارک کی پابنتی کی جانب آج بھی موجود ہے اگر مزارات اولیاء پر جانا شرک ہوتا تو خواجہ اجمیر ایسا عمل نہ کرتے۔

(11) امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ عہد فرماتے ہیں: ”زیارت قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((أَلَا فَرُّوْهُمَا فَإِنَّهَا تُزْهَدُكُمْ فِي الدُّنْيَا تَذَكَّرُكُمْ الْآخِرَةَ)) (ترجمہ: بن لو! قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔

(سنن ابن ماجہ، ج 2، ص 252، المستدرک، ج 1، ص 708، 709)

خصوصاً زیارت مزارات اولیائے کرام کہ لمحوں ہزاراں ہزار برکت و سعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار، ابن تیمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں

جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص و مزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں، مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا، رکوع و سجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری و ساری ہے اس سے نماز بُری نہ ہو جائیگی“

(فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 282، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

## فصل پنجم: بیعت طریقت

### بیعت کا ثبوت

**سوال:** بیعت کا ثبوت کہاں سے ہے؟

**جواب:** بیعت کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے۔ چنانچہ صلیح حدیث کے

موقعہ پر سرکار علی (رحمۃ اللہ علیہ) نے صحابہ کرام علیہم السلام سے بیعت لی جس کو اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید فرقان حمید میں ذکر فرمایا چنانچہ فرمان خداوندی عزوجل ہے: ﴿وَأَنَّ الْأَبْدِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (ہارہ 26، سورۃ الفتح، آیت 10)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت سنت صحابہ ہے خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقویٰ یا بیعت توبہ یا بیعت اعمال وغیرہ۔“

(تفسیر نور العرفان، فی التفسیر، ہارہ 28، سورۃ الفتح، آیت 10)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے: ((عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَعَ عَلَيَّ إِتْمَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَالنَّصْرَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)) ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کی پابندی زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

(بخاری شریف، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ جلد 1، صفحہ 21، مدار طوق النجدة، صحیح مسلم، باب بیان ان الدین النصیحة، ج 1، ص 75، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: ((عَنْ عُبَاةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كُنَّا مَعَ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ، فَقَالَ: تَبَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسَتْرُهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَأَمْرُهُ إِلَيَّ اللَّهُ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ)) ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ مجھ سے اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، اور زنا نہیں کرو گے، اور چوری نہیں کرو گے، اور جس شخص کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو بے گناہ قتل نہیں کرو گے، تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جس نے ان محرمات میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دے دی گئی وہ اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف مفوض ہے، اگر وہ چاہے تو اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے تو اس کو عذاب دے۔

(صحیح مسلم، باب المحدثہ کفارات لاہلہا، ج 3، ص 1333، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتصال مسلسل۔۔۔ صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیحہ متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اس کے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنہیں نظر نہیں وہ نزع میں قبر میں حشر میں اس کے فوائد دیکھیں گے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 570، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”بیعت بیشک سنت محبوبہ ہے، امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عوارف شریف سے شاہ ولی

اللہ دہلوی کی القول الجلیل تک اس کی تصریح اور ائمہ و اکابر کا اس پر عمل ہے، اور رب العزت جود فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

(بارہ 26، سورۃ الفتح، آیت 10)

اور فرماتا ہے: ﴿يَذُكِّرُ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ

(بارہ 26، سورۃ الفتح، آیت 10)

اور فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

اور بیعت کو خاص جہاد سمجھنا جہالت ہے، اللہ جود فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَبْنِينَ بَهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ 26، سورۃ المتحہ، آیت 12) (فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 588، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** کس کی بیعت کی جائے؟

**جواب:** پیر میں چار شرطیں ہونا ضروری ہے:

(1) اول سنی صحیح العقیدہ ہو، (2) دوم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے، (3) سوم فاسق نہ ہو، (4) چہارم اس کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔

(سبع سنابل، سنہ دوم، ص 39، 40، مکتبہ قادریہ، لاہور) (فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 505، 506، رضا فاؤنڈیشن، لاہور) (بہار شریعت، ج 1، ص 278، مکتبہ المدینہ، کراچی)

**تنبیہ:** چونکہ عموماً مسلمانوں کو بچہ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ انہیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے ان کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لئے فلاح دارین تصور کرے اسی وجہ سے زمانہ حال کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ چیری بھی شروع کر دی۔ حالانکہ اولیاء کے یہ منکر ہیں لہذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں ورنہ اگر بد مذہب ہوں تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

(بہار شریعت، ج 1، ص 277، مکتبہ المدینہ، کراچی)

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیر ہونے کے لیے سادات کرام میں سے ہونا شرط ہے۔

**جواب:** یہ محض باطل ہے، پیر ہونے کے لئے وہی چار شرطیں درکار ہیں، سادات کرام سے ہونا کچھ ضرور نہیں، ہاں ان شرطوں کے ساتھ سید بھی ہوں تو نور علی نور۔ باقی اسے شرط ضروری ٹھہرانا تمام سلاسل طریقت کا باطل کرنا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ سلسلۃ الذہب میں سیدنا امام علی رضا اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جتنے حضرات ہیں کوئی سادات کرام سے نہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تو امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اللہ کے بعد ہی سے امام حسن بصری ہیں کہ نہ سید نہ قریشی نہ عربی، اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خاص آغاز ہی حضور سیدنا صدیق



اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اسی طرح دیگر سلاسل۔ رضویہ و ائمہ غانی حنبلی منافعہ (رحمہم)۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 576، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

### خط کے ذریعے بیعت

**سوال:** خط، قاصد وکیل، فون کے ذریعے اور اجتماعی طور پر لاؤڈ سپیکر پر بیعت ہو جاتی ہے؟

**جواب:** بیعت دل و زبان سے ایجاب و قبول کرنے کا نام ہے لہذا خط، فون، لاؤڈ سپیکر، وکیل یا کسی طرح بھی ایک طرف سے ایجاب ہو اور دوسری طرف سے قبول ہو تو بیعت ہو جائے گی۔ امام اہلسنت مجددین و ملت حضور سیدی اعلیٰ حضرت رحمہ فرماتے ہیں: ”بیعت بذریعہ خط و کتابت بھی ممکن ہے یہ درخواست لکھے وہ قبول کرے اور اپنے قبول کی اس درخواست دہندہ کو اطلاع دے اور اس کے نام کا شجرہ بھی بھیج دے، مرید ہو گیا کہ اصل ارادت فعل قلب ہے والقلم احد اللسانین (قلم دوزبانوں میں سے ایک زبان ہے)۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 568، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

آپ رحمہ اللہ جب ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”زبانی کافی ہے مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 24، ص 219، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں ”بے دلی سے بیعت کی مرید نہ ہو کہ ارادت قلب سے ہے“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 590، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

آپ رحمہ اللہ جب ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”بذریعہ قاصد یا خط مرید ہو سکتا ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 585، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** کیا بیعت کرنے کے لیے ہاتھوں میں ہاتھ دینا ضروری نہیں ہے؟

**جواب:** بیعت کے لیے ہاتھوں میں ہاتھ دینا ضروری نہیں کیونکہ بیعت

اس عمل پر موقوف نہیں بلکہ بیعت میں اصل ارادت قلبی اور ایجاب و قبول ہے وہ چاہے خط کے ذریعے سے ہو یا اسپیکر کے ذریعے سے ہو۔ امام احمد رضا خان رحمہ فرماتے ہیں: ”بیعت بذریعہ خط و کتابت بھی ممکن ہے، یہ اسے درخواست لکھے وہ قبول کرے اور اپنے قبول کی اس درخواست دہندہ کو اطلاع دے اور اس کے نام کا شجرہ بھی بھیج دے، مرید ہو گیا، کہ اصل ارادت فعل قلب ہے“ والقلم احد اللسانین، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم“ (قلم دوزبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے۔)“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 26، صفحہ 567، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اگر ہاتھوں میں ہاتھ دینا ضروری ہو تو عورتوں کی بیعت نہ ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت کرتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”وَاللّٰهُ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيَّ وَنَحْنُ يَدُ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ اَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللّٰهِ مَا اخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيَّ يَدَهُ دَمْعَ عَلَيَّ النَّسَاءِ قَطُّ اِلَّا بِمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَمَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيَّ يَدَهُ دَمْعَ عَلَيَّ امْرَأَةٍ قَطُّ، وَكَانَ يَقُولُ لِهِنَّ اِذَا اخَذَ عَلَيْهِنَّ: قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا“ ترجمہ: اللہ حرمہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت فرما لیتے اور اللہ حرمہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے صرف انہیں احکام پر بیعت لیتے جن احکام کا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کی ہتھیلی کو نہیں چھوا اور عورتوں سے بیعت لینے کے بعد فرمایا کرتے بے شک زبانی ہی تمہاری بیعت ہو چکی۔

(مسند امام کبیر بیعت، ج 3، ص 1489، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سنن ابن ماجہ میں بسند صحیح حدیث پاک ہے کہ جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیٹھیں کیں اُن میں ایک صاحب کو جذام کا عارضہ تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ((ارْجِعْ فَقَدْ بَايَعْنَاكَ)) ترجمہ: واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی۔

(ابن ماجہ، کتاب الطب، باب العذام، جلد 2، صفحہ 1172، دار احیاء الکتب العربیہ بیروت)

اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ حلیہ فرماتے ہیں: ”یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 24، ص 219، مسالفاؤ ندیش، لاہور)

**سوال:** پہلے مرشد کا انتقال ہو جائے تو کیا کسی دوسرے سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! جب پہلے مرشد کا انتقال ہو جائے تو دوسرے مرشد سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ مرشد پیری کی چاروں شرائط کا جامع ہو۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ حلیہ سے پہلے پیر کے انتقال کے بعد دوسرے پیر سے استفادہ کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو جواباً ارشاد فرمایا ”جائز ہے، اس پر شرع سے کوئی ممانعت نہیں جب کہ وہ عالم چاروں شرائط پیری کا جامع ہو اگر ایک شرط بھی کم ہے تو اس سے بیعت جائز نہیں۔ سب سے اہم و اعظم شرط مذہب کا سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علماء حرمین شریفین ہونا، دوسری شرط فقہ کا اتنا علم کہ اپنی حاجت کے سب مسائل جانتا ہو اور حاجت جدید پیش آئے تو اس کا حکم کتاب سے نکال سکے، بغیر اس کے اور فتوے کا کتنا ہی بڑا عالم ہو عالم نہیں، تیسری شرط اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح و متصل ہو، چوتھی شرط علانیہ کسی کبیرہ کا مرتکب یا کسی صغیرہ پر مصر نہ ہو۔“

ان شرائط کے ساتھ اس سے ارادت کر سکتا ہے، مگر یہ ارادت ارادت استفاضہ ہوگی نہ کہ ارادت استخاصہ، یعنی پیر کو چھوڑ کر اس کے عوض پیر بنانا کہ جو ایسا کرے گا دونوں طرف سے محروم رہے گا بشرطیکہ اس کا پہلا پیر ان چاروں شرائط کا جامع تھا، اور اگر اس میں وہ شرطیں نہ تھیں تو وہ پیر بنانے کے قابل ہی نہ تھا آپ ہی کسی دوسرے جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت چاہیے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 576، مسالفاؤ ندیش، لاہور)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”شیخ جب نہ رہا اور اس کا سلوک ناقص ہو اس کی تکمیل بطور خود نہ کرے کہ یہ راہ تنہا چلنے کی نہیں۔۔۔ بلکہ کسی لائق تکمیل سے استمداد (مدد طلب) کرے اس میں حتی الامکان لحاظ قرب رکھے اپنے شیخ کے خلفاء میں سے کوئی اس قابل ہو تو وہ اولیٰ ہے ورنہ اپنے سلسلے سے اقرب فالاقرب اور نہ ملے تو جو ملے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 580، مسالفاؤ ندیش، لاہور)

فتاویٰ نوریہ میں ہے ”ہاں جب پہلے مرشد کا انتقال ہو جائے تو کوئی حرج نہیں کہ دوسرے مرشد سے استفادہ کیا جائے مگر یہ ضروری ہے کہ مرشد وہی ہو سکتا ہے جو عالم دین، سنی صحیح العقیدہ، پابند شریعت ہو، یہ شرط ضروری ہے پہلا مرشد ہو یا دوسرا یا تیسرا۔“

(فتاویٰ نوریہ، ج 1، ص 663، شعبہ تصنیف و تالیف دارالعلوم صغیرہ، فریدیہ، بھیر پور)

**سوال:** کیا کسی پیر کا بیعت ہونا صرف مردوں کے لئے ہے یا عورتوں کو

بھی کسی پیر کا مل کی بیعت کرنی چاہیے؟

**جواب:** عورتوں کو بھی کسی پیر کا مل کی بیعت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْنِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ

قَبَائِعُهُنَّ وَاسْتَغْفِرَ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ 28، سورۃ الممتحنہ، آیت 12)

حدیث پاک میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللَّهِ مَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ قَطُّ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَمَا مَسَّتْ كَفَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّ امْرَأَةٍ قَطُّ، وَكَانَ يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا“ ترجمہ: اللہ حرمہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت فرما لیتے اور اللہ حرمہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے صرف انہیں احکام پر بیعت لیتے جن احکام کا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کی ہتھیلی کو نہیں چھوا اور عورتوں سے بیعت لینے کے بعد فرمایا کرتے بے شک زبانی ہی تمہاری بیعت ہو چکی۔ (صحیح مسلم، باب کیفیۃ بیعة، ج 3، ص 1489، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

**سوال:** کیا عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی جامع شرائط پیر کی

بیعت کر سکتی ہے؟

**جواب:** جی ہاں! عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر جامع شرائط پیر کی

بیعت کر سکتی ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ عید فرماتے ہیں ”جو پیر سنی صحیح العقیدہ عالم غیر فاسق ہو اور اس کا سلسلہ آخر تک متصل ہو اس کے ہاتھ پر بیعت کے لئے والدین خواہ شوہر کسی سے اجازت کی حاجت نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 584، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ عید سے پوچھا گیا کہ ”عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر بغیر اجازت ہوگی تو کیا حکم ہے“ تو جواباً ارشاد فرمایا ”ہو سکتی ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 589، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** کیا عورت پیر بن کر دوسروں کو بیعت کر سکتی ہے؟

**جواب:** عورت پیر بن کر دوسروں کو بیعت نہیں کر سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ)) ہرگز وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی جنہوں نے کسی عورت کو والی بنایا۔

(صحیح البخاری، باب کتاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 6، ص 8، دار طوق النعامة)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شہرانی عید (رحمہ فرماتے ہیں ”قد اجمع اهل الكشف على اشتراط الذکورة فی کل داع الى الله تعالى“ اہل کشف نے داعی الی اللہ کے لئے مرد ہونے کے شرط ہونے پر اجماع کیا ہے۔

(میران الشریعة الکبریٰ، ج 2، ص 189، مصطفى البابی، مصر)

امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان عید (رحمہ فرماتے ہیں ”اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کا مرد ہونا ضرور ہے لہذا سلف صالحین سے آج تک کوئی عورت نہ پیر بنی نہ بیعت کیا۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 494، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** انسان جن پیر صاحب کا مرید ہے ان کے علاوہ کسی اور پیر



صاحب سے خلافت لے سکتا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! لے سکتا ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین و ملت حضور سیدی اعلیٰ حضرت مجدد ازمنہ سے سوال ہوا کہ ”زید شیخ وقت نے اپنے بیٹے عمرو کو امور فقر میں اپنا خلیفہ نہیں کیا اور نہ اجازت مرید کرنے کی دی، عمرو نے امور فقر میں بعد وفات اپنے والد زید کے بوجہ نہ پانے خرچہ فقر و اجازت کے ان کے ایک خلیفہ نصیر سے اجازت خلافت حاصل کی تھی مگر جب کسی کو مرید کیا تو اپنے باپ زید کے نام سے کیا، اپنے پیر اجازت کا نام شجرہ لکھنا نہیں معمول رکھا، یہ طریقہ عمرو کا مطابق کتب اہل طریقت و طریقہ مشائخ عظام جائز ہوا یا نہیں؟“ تو جواباً ارشاد فرمایا ”عمرو اگرچہ نصیر کی جانب سے ماذون ہو کر اس کی خلافت ضرور صحیح اور اسے مرید کرنے کی اجازت ہوگی، مگر محل نظریہ ہے کہ اس نے اپنے والد زید کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی یا مرید بھی نصیر ہی کا ہے، صورت ثانیہ میں بہت سخت ہے، اور اصل الزامات کا درود اولیٰ میں نقد وقت ہے، شجرہ کہ مریدین کو دیا جاتا ہے اس میں اتصال سلسلہ اجازت ہی متعارف اور یہی اس کا مفہوم ہے تو اس میں تدلیس ہوئی تلبیس ہوئی پیر اجازت کی نعمت کا کفران ہوا مریدین کو فریب دینا ہوا بلا واسطے جانب پدر سے مجاز و ماذون ہونے کا اظہار ہوا۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 573، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** کیا ایک شخص دو پیروں کا مرید ہو سکتا ہے؟

**جواب:** ایک شخص دو کا مرید نہیں ہو سکتا، ہاں دوسرے کا طالب ہو سکتا ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ جب فرماتے ہیں ”جو شخص کسی جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا ہو تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ چاہئے۔ اکابر طریقت فرماتے ہیں: لایفلاح مرید بین شیخین۔ جو مرید دو پیروں کے

درمیان مشترک ہو وہ فلاح نہیں پاتا۔ خصوصاً جبکہ اس سے کشود کار بھی ہو چکا ہو، حدیث میں ارشاد ہوا: ((مَنْ رَزَقَ فِی شَيْءٍ فَلْيَمْلِكْهُ)) جسے اللہ تعالیٰ کسی شے میں رزق دے وہ اس کو لازم پکڑے۔

(شعب الایمان، ج 2، ص 89، دارالکتب العلمیہ، بیروت، تالفاوی رضویہ، ج 26، ص 579، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مرید ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ ”اولیائے کرام فرماتے ہیں: ایک شخص کے دو باپ نہیں ہو سکتے، ایک عورت کے دو شوہر نہیں ہو سکتے، ایک مرید کے دو شیخ نہیں ہو سکتے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 580، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ جب فرماتے ہیں ”مرید تو ایک کا ہو چکا، ایک مرید کے دو پیر نہیں ہوتے، ہاں دوسرے سے طالب ہو سکتا ہے۔“

(فتاویٰ امجدیہ، ج 4، ص 352، مکتبہ رضویہ، کراچی)

**سوال:** مرید اور طالب میں کیا فرق ہے؟

**جواب:** مرید غلام ہے، اور طالب وہ کہ غیبت شیخ (شیخ کی غیر موجودگی) میں بضرورت یا باوجود شیخ کسی مصلحت سے، جسے شیخ جانتا ہے یا مرید شیخ غیر شیخ سے استفادہ کرے۔ اسے جو کچھ اس سے حاصل ہو وہ بھی فیض شیخ ہی جانے، ورنہ دو روز کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں: لایفلاح مرید بین شیخین۔ جو مرید دو پیروں کے درمیان ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 558، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** مرشد پاک کا مرتبہ زیادہ ہے یا والدین کا؟

**جواب:** جامع شرائط پیر کا مرتبہ والدین سے زیادہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ جب فرماتے ہیں ”استاذہ و شیوخ علوم شرعیہ بلاشبہ

آبائے معنوی و آبائے روح ہیں جن کی حرمت و عظمت آبائے جسم سے زائد ہے کہ وہ پدر آب و گل اور یہ پدر جان و دل۔ (اصولی رسوہ، ج 19، ص 451، حسان فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”پیر واجبی ہو چاروں شرائط کا جامع ہو وہ حضور سید المرسلین (ﷺ) دوسرے کا نائب ہے اس کے حقوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے برابری ہیں جس سے پورے طور پر عہدہ برا ہونا محال ہے۔ ائمہ دین نے تصریح فرمائی کہ مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں اور فرمایا ہے کہ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا باپ ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس کے خلاف مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں۔

(اصولی رسوہ، ج 26، ص 563، حسان فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں ”پیر و استاد کا مرتبہ والدین سے زیادہ ہے اس لئے کہ والدین جسم اور شیخ مربی روح۔“

(فتاویٰ احمدیہ، ج 4، ص 357، مکتبہ رحیمیہ، کراچی)

### پیر کے وکیل سے بیعت

**سوال:** کیا پیر کے وکیل کے ذریعہ بیعت ہو جاتی ہے؟

**جواب:** جی ہاں! پیر کے وکیل کے ذریعہ بیعت ہو جاتی ہے، جیسا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کی طرف حضرت مسلم بن عقیل کو اپنا وکیل بنا کر بھیجا اور کوفہ والوں نے حضرت مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تابعداری کی۔ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط پہنچے جن میں یہ مذکور تھا کہ وہ یزید کی بیعت نہیں کرنا چاہتے اور وہ آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں: (( فعند ذلك بعث ابن عمه مسلم بن

عقیل بن ابی طالب إلى العراق ..... فتسامع أهل الكوفة بقدمه فجاءوا إليه فيأبغوه على إمرة الحسين )) ترجمہ: تو اس وقت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حضرت مسلم بن عقیل کو عراق بھیجا پس جب اہل کوفہ نے ان کی تشریف آوری کی خبر سنی تو آپ کے پاس آئے اور حضرت امام حسین کی امارت پر ان کی بیعت کی۔

(انساب و النساب، سنن ابن ماجہ، مسند النبی، مسند الحسن بن علی الخ، ج 8، صفحہ 152، دار الفکر، بیروت)

**سوال:** دودھ پیتے بچے کو والد کسی کا مرید کروائے تو کیا وہ مرید ہو جائے

گا؟

**جواب:** جی ہاں! دودھ پیتے بچے کو والد کسی کا مرید کروائے تو وہ مرید

ہو جائے گا۔ سبع سنابل میں ہے: ”ایک طالب صادق ایک رات ایک بزرگ پیر کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ کل تمہیں کلاہ دوں گا اور بیعت کروں گا۔ وہ شخص اسی رات مر گیا، اس بزرگ نے بہت افسوس کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیعت کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اہل معرفت تاخیر گوارا نہیں کرتے۔ برادر! نماز جو افضل العبادات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سات برس کے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھواؤ تا کہ کوئی نماز نہ چھوڑیں۔ لیکن مرید کرنا دودھ پیتے بچوں کا بھی مستحسن ہے۔ ماں باپ کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو کسی پیر اور بزرگ کی بیعت میں دے دیں۔

(سبع سنابل، صفحہ 403، فرید ملک سٹال، اردو بازار، لاہور)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ایک دن کا بچہ بھی اپنے والی کی اجازت سے مرید ہو سکتا ہے۔“

(اصولی رسوہ، ج 26، ص 578، حسان فاؤنڈیشن، لاہور)

### پیر و مرشد کے حقوق

**سوال:** پیر و مرشد کے حقوق کیا ہیں؟

**جواب:** امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ جب سے اس

طرح کا سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا:

پیر واجبی پیر ہو، چاروں شرائط کا جامع ہو، وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ اس کے حقوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے پرتو ہیں جس سے پورے طور پر عہدہ برا ہونا محال ہے، مگر اتنا فرض و لازم ہے کہ اپنی حد قدرت تک ان کے ادا کرنے میں عمر بھر ساجی (کوشش کرتا) رہے۔ پیر کی جو تفصیر ہے گی اللہ و رسول معاف فرماتے ہیں پیر صادق کہ ان کا نائب ہے یہ بھی معاف کرے گا کہ یہ تو ان کی رحمت کے ساتھ ہے۔ ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا باپ ہے، اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس کے خلاف مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں۔ اس کے سامنے ہنسنا منع ہے، اس کی غیبت (غیر موجودگی) میں اس کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھنا منع ہے، اس کی اولاد کی تعظیم فرض ہے اگرچہ بے جا حال پر ہوں، اس کے کپڑوں کی تعظیم فرض ہے، اس کے پھونے کی تعظیم فرض ہے، اس کی چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے، اس سے اپنا کوئی حال چھپانے کی اجازت نہیں، اپنے جان و مال کو اسی کا سمجھے۔

پیر کو نہ چاہیے کہ بلا ضرورت شرعی مریدوں کو مالی تکلیف دے، انہیں جائز نہیں کہ اگر اسے حاجت میں دیکھیں تو اس سے اپنا مال دریغ رکھیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس کی ملک اور بندہ بے دام سمجھے، اس کے احکام کو جہاں تک بلاتا و بل صریح خلاف حکم خدا نہ ہوں حکم خدا اور رسول جانے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 562، 563، برضا خان دکنی، لاہور)

فتاویٰ رضویہ میں ایک مقام پر سائل نے مرشد کے حقوق لکھ کر ان کے

بارے میں سوال کیا، وہ حقوق اور اعلیٰ حضرت کا جواب درج ذیل ہے:

(1) یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے فیوض و برکات سے محروم رہے گا۔

(2) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔

(3) مرشد جو کچھ کہے اس کو فوراً بجالائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتداء نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال و مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کا کرنا زہر قاتل ہے۔

(4) جو درویش مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔

(5) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہئے یہاں تک کہ سوائے فرض و سنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

(6) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

(7) اس کے مصلے پر پیڑ نہ رکھے۔

(8) اس کی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔

(9) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔

(10) اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے، ہاں

اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔

(11) اس کے رو برو کسی سے بات نہ کرے، بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ

ہو۔



(12) جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو اس طرف چہرہ نہ پھیلانے اگرچہ سامنے نہ

ہو۔

(13) اور اس طرف تھوکے بھی نہیں۔

(14) جو کچھ مرشد کہے اور کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام کا قصہ یاد کرے۔

(15) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

(16) اگر کوئی شبہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر اس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس کے جواب کے لائق نہ تھا۔

(17) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کر دے۔

(18) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔

(19) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور با آواز اس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔

(20) اور مرشد کے کلام کو دوسرے سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اسے بیان نہ کرے۔

(21) اور مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کو کے شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

(22) اور کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔

(23) جو کچھ اس کا حال ہو برائیا بھلا اسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے۔

(24) اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔

(25) جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

امام اہل سنت نے جواباً ارشاد فرمایا: ”یہ تمام حقوق صحیح ہیں، ان میں بعض قرآن عظیم اور بعض احادیث شریفہ اور بعض کلمات علماء اور بعض ارشادات اولیاء سے ثابت ہیں اور اس پر خود واضح ہیں جو معنی بیعت سمجھا ہوا ہے، اکابر نے اس سے بھی زیادہ آداب لکھے ہیں، اتنوں پر عمل نہ کریں گے مگر بڑی توفیق والے، اور نمبر 17 سے شیطانی خواب پریشان مہمل مستغنی ہے کہ اسے بیان کرنے کو حدیث میں منع فرمایا ہے۔ اور نمبر 22 عوام مریدین کے لئے ہے جن کو بارگاہ شیخ میں بھی منصب عرض معروض دیگران حاصل نہ ہو، ایسوں سے اگر کوئی عرض سلام کے لئے کہے عذر کر دے کہ میں حضور شیخ میں دوسرے کی بات عرض کرنے کے ابھی قابل نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 581 تا 584، رضافاؤنڈیشن لاہور)

**سوال:** کیا شوہر اپنی زوجہ کو مرید کر سکتا ہے؟ زید کہتا ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ مرید بمنزلہ اولاد کے ہوتا ہے۔

**جواب:** زوجہ کو مرید کرنا جائز ہے، تمام امت انبیائے کرام علیہم السلام کی مرید ہی ہوتی ہے پھر وہ انہیں میں سے تزویج فرماتے ہیں۔ مرید حقیقہ

اولاد نہیں ہوتا، وہ ایک دینی ملاقات ہے جو صرف پیر بلکہ استاد علم دین کو بھی شاگرد پر حاصل ہے۔  
(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 564، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** کسی کو جبراً مرید کرنا اور تابالغوں کو بغیر ان کے والدین کی اجازت کے مرید کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

**جواب:** مرید اور جبر دونوں متباہن ہیں جمع نہیں ہو سکتے۔ مریدی اپنے دل کی ارادت سے ہے نہ کہ دوسرے کے جبر سے۔ ایسا جبر وہ کرتے ہیں جنہیں مریدوں سے کچھ تحصیل کرنا ہوتا ہے یا کثرت مریدین سے اپنی شہرت۔ نابالغ اگرنا سمجھ ہے تو بے اجازت ولی اسے مرید کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ ہاں تعلیق ارادت ممکن ہے جس کا قبول اس کے عقل و بلوغ پر موقوف رہے گا۔ اگر کسی میں رشد کے آثار پائے اور گمان کرے کہ اس کے زمانہ عقل تک شاید اپنی عمر وفانہ کرے اور اسے شیخ کی حاجت ہو۔ اور زمانہ کی حالت یہ ہے کہ

اے ہا اہلیس آدم درونے هست

ہس بہر دستے نہ باید داد دست

ترجمہ: بہت سے شیطان انسانی شکلوں میں ہیں لہذا ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔

ولہذا اسے اپنا کر لے، اور وہ زمانہ عقل تک پہنچ کر اسے قبول کر لے تو بیعت کی تکمیل ہو جائے گی اور اگر عاقل ہے اور اس کی رغبت دیکھے تو مرید کر سکتا ہے، اجازت والدین کی حاجت نہیں۔  
(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 567، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** مزید کہتا ہے کہ خاندان قادری سب خاندانوں سے افضل ہے، لہذا اس کے علاوہ سلاسل سے بیعت ناجائز ہے۔

**جواب:** امام اہل سنت اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”بلاشبہ خاندان اقدس قادری تمام خاندانوں سے افضل ہے کہ حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاولیاء و امام العرفاء و سید الافراد و قطب ارشاد ہیں۔ مگر حاشا للہ کہ دیگر سلاسل حق را شدہ باطل ہوں یا ان میں بیعت ناجائز و حرام ہو۔ اس کی نظیر یعنی مذاہب اربعہ اہل حق ہیں۔ ہمارے نزدیک مذہب مہذب حنفی افضل المذاہب واضح المذاہب و اولہا بالحق ہے مگر حاشا کہ متبعان مذہب ثلاثہ باقیہ عیاذ باللہ ضال و مضل ہیں۔ ایسا کہنا خود صریح باطل و غلو ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 568، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

### مرید کیوں ہوں؟

**سوال:** مرید ہونا واجب ہے یا سنت؟ نیز مرید کیوں ہوا کرتے ہیں؟ مرید ہونے کا کیا فائدہ ہے؟

**جواب:** اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ جب اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتصال مسلسل۔ تفسیر عزیزی دیکھو آیہ کریمہ: ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ (راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا) میں اس کی طرف ہدایت ہے۔ (پ 1، سورہ فائدہ، آیت 8) یہاں تک فرمایا گیا: من لا شیخ له فشیخه الشیطان۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔

(عوارف المعارف، الباب الثانی عشر، ص 78، مطبعة الحسيني، الرسالة القشيرية، باب الوصية للمريدین، ص 181)

صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیح متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اس کے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنہیں نظر نہیں وہ نزع میں قبر میں حشر میں اس

کے فوائد دیکھیں گے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 570، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** پیر کامل میسر نہ ہو تو طالب خدا کو کیا کرنا چاہیے؟

**جواب:** درود شریف کی کثرت کرے یہاں تک کہ درود کے رنگ میں

رنگ جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 574، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** کیا جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے؟

**جواب:** ایک حدیث روایت کی جاتی ہے: ((من لاشیخ لہ فشیخہ

الشیطن)) ترجمہ: جس کا کوئی پیر نہیں شیطان اس کا پیر ہے۔

(غوارف المعارف، الباب الثانی عشر، ص 78، مطبعة الحسيني، الرسالة القشيرية، باب العیبة  
للمریدین، ص 181)

اس کے پورے مصداق وہ لوگ ہیں کہ مشائخ کرام کے قائل ہی نہیں، جیسے  
روافض و وہابیہ وغیر مقلدین۔

اور شرف و برکت اتصال محبوب ذوالجلال عبد (نعمو) کے لئے شیخ  
جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت سنت متوارث مسلمین ہے، اور اس میں بے شمار منافع  
و برکت دین و دنیا و آخرت ہیں بلکہ وہ ﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ (اور اس کی  
طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے طریقِ جلیلہ سے ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 575، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** جامع شرائط پیر کی بیعت توڑ کر دوسرے کی بیعت کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** تبدیلِ شیخ بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

((من رزق فی شیء فلیلزمه)) ترجمہ: جسے کسی شے میں رزق دیا جائے تو وہ اس  
کو لازم پکڑے۔

(شمع الایمان، ج 2، ص 89، دارالکتب العلمیہ بیروت، فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 577،  
رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** بکر جس کا ملازم ہے اس کے کہنے سے ایک شخص کا مرید ہو گیا، بکر

مرید ہونے کی شرائط سے بھی واقف نہیں، صرف اس کے کہنے سے مرید ہو گیا، اب  
بکر ملازم بھی نہیں رہا ہے، اب بکر کا خیال ہے کہ میں مرید صادق ہوں یا مریدین سے  
خارج ہوں، کیونکہ پیر کی طرف دل رجوع نہیں کرتا، میں چاہتا ہوں کوئی پیر اور  
کروں۔

**جواب:** اگر پیر سنی صحیح العقیدہ عالم ہے اور اس کا سلسلہ متصل ہے اور فاسق

نہیں تو اس سے دل رجوع نہ ہونا شیطانی دوسوہ ہے تو یہ کرے اور اس کے ساتھ اپنا  
اعتقاد درست کرے، اور اگر پیر میں ان چاروں باتوں سے کوئی بات کم ہے تو وہ  
پیر نہیں، کوئی اور پیر کہ ان چاروں باتوں کا جامع ہو اس کے ہاتھ پر بیعت کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 577، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کیا ہیں؟**

**سوال:** شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کیا ہیں؟

**جواب:** امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمہ  
اللہ عبد فرماتے ہیں ”شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصل کوئی تخالف  
نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھے کہے تو گمراہ، بد دین۔  
شریعت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں اور طریقت حضور کے افعال  
اور حقیقت حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علوم بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
(معارف، ج 1، ص 177)“

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 480، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** کیا ولی اللہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس سے سلسلہ بیعت جاری

ہو؟

**جواب:** ولی ہونے کو یہ ضرور نہیں کہ اس سے سلسلہ بیعت بھی جاری ہو۔



ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں صرف چند صاحبوں سے سلسلہ بیعت ہے، باقی کسی صحابی سے نہیں۔ پھر ان کی ولایت کو کس کی ولایت پہنچ سکتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 557، مضافاً فی تہذیب، لاہور)

**سوال:** کرامت اور فیض میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

**جواب:** کرامت خرق عادت ہے کہ ولی سے صادر ہو، اور فیض برکات اور نورانیت کا دوسرے پر القاء مانا ہے۔ یہ القاء اگر برخلاف عادت ہو تو فیض بھی ہے اور کرامت بھی۔ جیسے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نصرانی کے گھر تشریف لے جا کر اسے سوتے سے جگا کر کلمہ پڑھنے کا حکم دیا اس نے فوراً پڑھ لیا۔ فرمایا: فلاں جگہ کا قطب مر گیا ہے ہم نے تجھے قطب کیا۔ نیز ایک بار ایک نصرانی کو کلمہ پڑھا کر اسی وقت ابدال میں سے کر دیا۔ اور اگر موافق عادت تربیت و ریاضات و مجاہدات سے ہو تو فیض ہے، کرامت نہیں۔ اور اگر خلاف عادت غیر القاء مذکور ہو جیسے حضور رضی اللہ عنہ نے بار بار مردے کو زندہ، زندہ کو مردہ فرمادیا۔ تو کرامت ہے فیض نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 584، مضافاً فی تہذیب، لاہور)

**سوال:** شجرہ پڑھنے کے کیا فوائد ہیں؟

**جواب:** شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں:

(1) اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ۔

(2) دوم صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے۔

(3) سوم نام بنام اپنے آقا یا ان نعمت کو ایصال ثواب کہ ان کی بارگاہ سے

موجب نظر عنایت ہے۔

(4) چہارم جب یہ اوقات سلامت میں ان کا نام لیوا رہے گا وہ اوقات

مصیبت میں اس کے دستگیر ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 591، مضافاً فی تہذیب، لاہور)

**سوال:** زید کی مختلف حالتیں ہوں، کبھی فسق و فجور کی طرف مائل رہتا تھا

اور کبھی عبادت الہی میں مستغرق ہو جاتا تھا، آخر میں وہ کئی حیروں سے بیعت ہو کر مختلف قسم کی ریاضتیں اور بہت سی عبادتیں کیں اور چلے گئے، اب وہ ولایت کا مدعی ہے اور کہتا ہے میں قطب ارشاد ہوں، اب وہ فسق و فجور کی طرف مائل ہونے کی یہ وجہ بتاتا ہے کہ پہلے میں اس لئے کرتا تھا کہ لوگ مجھ پر بدگمان رہیں اور میری ولایت ظاہر نہ ہو اور اب چونکہ خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس لئے اپنی ولایت ظاہر کرتا ہوں۔ اور لوگوں سے بیعت بھی لیتا ہے حالانکہ اس کو کسی ظاہری پیر سے اجازت نہیں ملی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ خدا کی طرف سے بذریعہ الہام مجھے اجازت ملی ہے اور اب کسی بندہ کی طرف رجوع کرنا میرے لئے ناجائز ہے، اس کے آثار یہ ہیں کہ اس کی توجہ میں بڑا زبردست اثر ہے اس سے بیعت کرنے کے تھوڑے دنوں بعد لطیفہ قلب روشن ہو کر ذکر جاری ہو جاتا ہے اس کا مجلس پر بھی اثر ہو جاتا ہے اور اس سے بیعت کرنے پر بہت سے گمراہ آدمی پابند صوم و صلوٰۃ ہو جاتے ہیں اور ان کے دل میں عشق الہی بھر جاتا ہے اور دیوانہ وار پھرتے ہیں اس کی سزئی نماز میں بہت شور و غل ہوتا ہے اور کبھی جذبہ آتا ہے رقص بھی کرتے ہیں، کیا مذکورہ بالا صفات کے ساتھ موصوف شخص سے جو کسی ظاہری پیر سے اجازت یافتہ نہ ہو بیعت کرنا اور اسے بیعت لینا ناجائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ

سوال ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا:

ایسے شخص کو بیعت لینا جائز نہیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت ناجائز۔

اے ہر شرط صحت بیعت در طریق اجازت سلف است

بدغل سکھ نہ بہرہ مزن کائنات کا سندان ناخلف ست  
ترجمہ: اے بیٹے! بیعت کے صحیح ہونے کی شرط، طریقت میں اسلاف کی  
اجازت ہے۔ فریب کے ساتھ مٹی کے برتن پر مہرمت لگا کہ یہ طریقہ کھوٹے تالابوں  
کا ہے۔

(سبع سنابل، سنبلہ دوم، در بیان بیوت و مریدی، ص 40، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دیگر اکابر کرام فرما کر فرماتے ہیں: "من لاشیخ له فشیخه الشیطان" ترجمہ: بے پیرے کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

(عوارف المعارف، الباب الثانی عشر، ص 78، مطبعة العثمانیة، الرسالة الفشریة، باب الوصیۃ للمریدین، ص 181)

یہ جو ظاہری ذوق و شوق لوگوں میں دیکھا جاتا ہے قابل اعتبار نہیں شیطان کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور اس پر واضح دلیل نماز میں شور و غل مچانا، اور رقص کرنا یہ نہیں مگر شیطان کی طرف سے کہ نماز فاسد کرے، صحابہ کرام و اکابر اولیاء عظام سے ایسا کبھی منقول نہ ہوا ان سے زیادہ تاثیر و برکت کسی کی ہو سکتی ہے مگر صادقین سے برکت ہوتی ہے اور کاذبین سے حرکت۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَلَكُمْ﴾ اپنے عمل باطل نہ کرو۔

(اب 26، سورہ محمد، آیت 33)

وقال تعالیٰ ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَبِيلًا﴾ اللہ کے حضور ادب سے کھڑے

رہو۔

(اب 2، سورہ البقرہ، آیت 238)

اس کا اقرار کرنا کہ فسق و فجور کرتا تھا اور اس کا عذر بیان کرنا کہ اخفاء ولایت کے لئے تھا، عذر بدتر از گناہ ہے۔ حضرات ملامتیہ فرما کر فرماتے ہیں کہ یہ کبھی

مستحب بھی ترک نہیں کرتے معاذ اللہ فسق و فجور کیا معنی!

اور گمان ہر وہ کہ من مکر در جو اوفرق واکہ پسند آں استیزہ جو  
ترجمہ: اس نے گمان کیا کہ میں نے بھی اس کی مثل کیا، وہ جنگجو فریق کو کب  
دیکھتا ہے۔

شیطان کے دھوکے اس سے بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں، حضرت سیدی ابوالحسن جوہی خلیفہ حضرت سیدی علی بن ہیتی فیض یافتہ بارگاہ سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مرید کو اعتکاف میں بٹھایا ایک شب حجرہ سے زار زار رونے کی آواز آئی، دروازہ پر تشریف لے گئے، حال پوچھا، عرض کی شب قدر میرے پیش نظر ہے آفاق نور سے روشن ہیں درود یار حجر و شجر سجده میں گرے ہیں میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں سینے میں ایک لوہے کی سلاخ ہے کہ جھکنے نہیں دیتی اس پر روتا ہوں۔ فرمایا: اے فرزند! یہ لوہے کی سلاخ وہ ہر ہے جو میں نے تیرے سینے میں القا کیا ہے وہ تجھے جھکنے نہیں دیتا یہ شب قدر نہیں شیطان کا شعبہ ہے۔ یہ فرما کر دونوں دست مبارک پھیلائے اور آہستہ آہستہ انہیں قریب لاتے گئے جتنا ہاتھ سینے سے دور تارکی سے مبدل ہوتا تھا جب دونوں ہاتھ مل گئے داویلا اور فریاد کی آواز آئی۔ فرمایا: اب تو میرے مریدوں کو اغوا نہ کرے گا۔ یہ فرما کر چھوڑ دیا۔ وہ جھوٹا کرشمہ سب باطل ہو گیا۔ اس کے دھوکے اس سے بھی سخت ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اس کا وہ کلمہ کہ "اب کسی بندہ کی طرف رجوع میرے لئے ناجائز ہے" اگر اپنے ظاہر عموم پر رکھا جائے تو صریح کلمہ کفر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بندے ہیں اور ان سے کسی وقت بے نیازی کسی نبی مرسل کو بھی نہیں ہو سکتی نہ کہ این و آن۔

## نعلین کی حفاظت

**سوال:** سبع سنابل میں ایک حکایت میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت خضر سلطان المشائخ رحمہ اللہ عہد کی مجلس میں آکر حاضرین کے جوتوں کی نگہبانی کرتے ہیں، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس حکایت میں حضرت خضر کی (جو ایک قول پر نبی ہیں) توہین کی گئی ہے کہ انہیں حضرت سلطان المشائخ کا خدمت گار اور وہ بھی ایسا کہ ان کی مجلس کے حاضرین کی نعلین (جوتیوں) کا نگہبان بتایا گیا ہے۔

**جواب:** اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ عہد اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

**اول:** اولیائے کرام درمن در لحد کو اس میں اختلاف ہے کہ یہ حضرت خضر جو اکثر اکابر سے ملاتی ہوتے ہیں آیا وہ خضر موسیٰ حبیبہ (علیہ السلام) ہیں جن کی نبوت میں اختلاف ہے اور صحابیت میں شبہ نہیں یا ہر دور میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے یعنی مناصب ولایت سے ایک عہدے کا نام "خضر" ہے کہ جو اس عہدے پر قائم ہوگا اسی نام سے پکارا جائے گا، جیسے غوث کا نام عبداللہ و عبدالحامد اور اس کے دونوں وزیر دست چپ و راست کا نام عبدالملک و عبدالرب جن کو امامین کہتے ہیں اور اوتاد و بعد کا نام عبدالرحیم و عبدالکریم و عبدالرشید و عبدالخلیل، یونہی جو عہدہ نقابت پر ہو اسے "خضر" کہا جائے گا اس کا اپنا نام کچھ ہو۔ ایک جماعت عقیم صوفیہ کرام اسی قول پر ہے اور بہت حکایات سے اس کا پتہ ملتا ہے۔ حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ عہد نے اسی قول کی تائید کی، اصحاب فی تمییز الصحابہ میں فرماتے ہیں "قول بعضهم ان لكل زمان حضرا و انه نقيب الاولياء و كلما مات نقيب اقيم نقيب بعده مكانه و يسمى الخضر وهذا قول تداولته جماعة من الصوفية من غير تكبير

بينهم ولا يقطع مع هذا بان الذي يتقل عنه انه الخضر هو صاحب موسى عبا زعموا و الامم بل هو خضر ذلك الزمان و يؤيده اختلافهم في صفته فمنهم من يراه شيخا او كهلا او شابا و هو محمول على تغاير المعنى و زمانه و الله تعالى اعلم " ترجمہ: بعض اولیاء کا قول کہ ہر زمانے کے لیے ایک خضر ہوتا ہے اور وہ نقیب اولیاء ہوتا ہے، جب ایک نقیب کا وصال ہو جائے تو اس کی جگہ کوئی اور نقیب مقرر کر دیا جاتا ہے جس کو خضر کہا جاتا ہے۔ میں نے یہ قول صوفیاء کی ایک جماعت سے حاصل کیا۔ اس کے بارے میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں اس قول کی موجودگی میں اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اعتراض میں منقول خضر سے مراد وہی خضر ہیں جو حضرت موسیٰ حبیبہ (علیہ السلام) کے ساتھی ہیں بلکہ اس سے مراد اس زمانے کا خضر ہے اور صفت خضر کے بارے میں دیکھنے والوں کا اختلاف بھی اس قول کا مؤید ہے۔ چنانچہ کسی نے ان کو بوڑھا، کسی نے ادھیڑ عمر والا اور کسی نے جوان دیکھا یہ دکھائی دینے والے اور اس کے زمانے کے تغاير پر محمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الاصابة في تمييز الصحابة ذكر خضر صاحب موسى عليه السلام ج 433 ص 1 دار صادر بیروت)

اس ولی مثنیٰ بخضر (اس ولی جس کو خضر کا نام دیا جاتا ہے) کا جمیع اولیاء دور کنار اپنے دورے کے اولیاء سے بھی افضل ہونا ضرور نہیں بلکہ افضل نہ ہونا ضرور ہے۔ غوث بالیقین اس سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے۔ یونہی امامین، یونہی افراد، یونہی اوتاد، یونہی بدلا، یونہی ابدال کہ یہ سب یکے بعد دیگرے باقی اولیائے دورہ سے افضل ہوتے ہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی فرمے، "ان اکبر الاولیاء بعد الصحابة رضي الله تعالى عنهم القطب ثم الافراد على خلاف في



ذات ثم الامامان ثم الاوتاد ثم الابدال ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے بڑا ولی قطب ہوتا ہے، پھر افراد، اس میں اختلاف ہے، پھر امامان، پھر اوتاد، پھر ابدال۔

(الواقیت والحواہیر، المحدث الخالص والاربعون، ج 2، ص 446، مدار احیاء التراث العربی بیروت)

**اقول:** والمراد بالابدال البدلاء السبعة لما ذكر بعده ان الابدال

السبعة لا يزيدون ولا ينقصون وهؤلاء هم البدلاء اما الابدال فاربعون بل سبعون كما في الاحاديث۔ ترجمہ: میں کہتا ہوں ابدال سے مراد سات بدلاء ہیں اس دلیل کی وجہ سے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ بے شک ابدال سات ہیں نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم اور یہی بدلاء ہیں۔ رہے ابدال تو وہ چالیس (40) بلکہ ستر (70) ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔

تو کیا ضرور ہے کہ عہد کرامت مہد حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی رضی اللہ عنہ کا خضر حضور سے افضل ہو بلکہ ممکن ہے کہ حضور کا خادم ہو۔ حضور کا لقب ساقی عرش پر "قطب الدین" لکھا ہے اور یہ قطب اور غوث شیء واحد ہے نہ وہ قطب کہ ہر شہر ہر قریہ ہر لشکر کا جدا ہوتا ہے۔ غالباً اس لئے حضور کا نام سلطان المشائخ ہوا کہ قطب سلطان اولیائے دورہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور خادم کہ اپنے مخدوم کے مہمانوں کی خدمت کرے وہ درحقیقت مخدوم ہی کی خدمت ہے اور اس سے خادم کی کوئی اہانت نہیں ہوتی کہ ممکن ہے کہ اس دور سے کا خضر خود حضرت سلطانی کا مرید ہو اور مرید تو کوچہ شیخ کے کتوں کی بھی تعظیم کرتا ہے اور اس کی اہانت نہیں بلکہ اور ترقی عزت و بلندی مرتبت ہے۔ ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ)) ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت عطا فرماتا ہے۔

السلام ارزقنا حسن الادب من اولیاءك بحاجتهم عندك امین وانت مسجوب السائلین۔ اے اللہ ہم کو اپنے ولیوں سے حسن ادب عطا فرما اس مرتبے کے صدقے جو ان کا تیرے ہاں ہے۔ ہماری دعا قبول فرما اور تو مانگنے والوں سے محبت فرما بیوالا ہے۔

**دوم:** حکایت مذکورہ میں صرف ذکر نگہبانی ہے یہ بیان نہیں کہ وہ حفاظت

بطور خدمت تھی نہ حفاظت معنی خدمتگاری میں متعین، باپ اپنے بچوں یا استاد اپنے شاگردوں کو تعلیم شاد و پری (تیرا کی) کے لیے کہ سنت ہے اگر دریا میں بھیجے اور خود کنارے بیٹھا ان کے لباس و نعال (لباس اور جوتوں) کی حفاظت کرے کوئی عاقل اسے خدمتگار نہ کہے گا بلکہ رحمت و شفقت و نوازش پرورش۔ حکایت میں یہ صورت ہونا کس نے محال کیا فان واقعة عین یطرق البہا کل احتمال کما نص علیہ العلماء فی غیر ماقال۔ ترجمہ: کیونکہ معین واقعہ میں ہر احتمال راہ پاتا ہے جیسا کہ علماء نے اس پر نص فرمائی ہے۔ بغیر کسی قیل و قال کے۔

**سوم:** یہ دونوں جواب اہل ظاہر کے مدارک پر تھے ورنہ لسان حقائق (حقائق کی زبان) کے طور پر معاملہ بالکل معکوس (الٹ) ہے۔ وہم کرنے والا اصطلاح قوم سے ناواقف کے باعث کمال عظمت کو معاذ اللہ موجب اہانت (اہانت کا سبب) گمان کرتا ہے اور اہل ظاہر پر انکار کلمات اہل اللہ میں اکثر بلا اسی دروازے سے آتی ہے ان کی اصطلاح کو اپنے مفہوم پر حمل کرتے اور خطا میں گرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ

مندیاں در اصطلاح ہند مدح سندیاں در اصطلاح سندہ مدح  
در حق لوم مدح در حق تو خمر در حق او شہد و در حق نوسر

درحق اور دردد و درحق نوخار درحق اونوز و درحق تونار  
نوجہ دانسی زیان مرغان را کہ نہ دیدی گجہ سلیمان را  
ترجمہ: ہندیوں کے ہند کی اصطلاح مدح ہے، سندھیوں کے لیے سندھ کی  
اصطلاح مدح ہے، اس کے حق میں مدح اور تیرے حق میں مذمت، اس کے حق میں  
شہد اور تیرے حق میں زہر، اس کے حق میں گلاب کا پھول اور تیرے حق میں کانٹا، اس  
کے حق میں نور اور تیرے حق میں نار، تو کیا جانے پرندوں کے نقصان کو، کہ تو نے  
سلیمان کے زمانے کو نہیں دیکھا۔

محمد شاہ بادشاہ دہلی کے حضور مجمع علماء تھا بعض کلمات منسوبہ باولیاء پر رائے  
زنی ہو رہی تھی، ہر ایک اپنی سی کہتا اور اعتراض کرتا ایک صاحب کہ اس جماعت میں  
سب سے اعلم تھے خاموش تھے، بادشاہ نے عرض کی: آپ کچھ نہیں فرماتے، فرمایا: یہ  
سب صاحب میرے ایک سوال کا جواب دیں تو میں کچھ کہوں۔ سب ان عالم کی  
طرف متوجہ ہوئے، انہوں نے فرمایا: آپ حضرات بولی کتے کی سمجھتے ہیں؟ سب نے  
کہا: نہ، کہا: بلی کی؟ کہا: نہ۔ کہا: سچان اللہ تم مقرر ہو کہ ارذل خلق اللہ (کم تر مخلوق) کی  
بولی تم نہیں سمجھتے اولیاء کہ افضل خلق ہیں ان کا کلام کیونکر سمجھ لو گے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ (رحمہ) فرماتے ہیں "علمائے مصر جمع ہو کر ایک  
مجدوب کی زیارت کو گئے، انہوں نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا: مرحبا بعید عبدی۔ مرحبا  
میرے بندے کے بندوں کو۔ سب پریشان ہو کر لوٹ آئے، ایک صاحب جامع  
ظاہر و باطن سے ملے اور شکایت کی، انہوں نے فرمایا: ٹھیک تو ہے تم سمجھتے نہیں، تم  
خواہش نفس کے بندے ہو رہے ہو اور انہوں نے خواہش نفس کو اپنا بندہ کر لیا ہے تو  
انکے بندے کے بندے ہوئے۔

اب سنئے اصطلاح قوم میں "نعلین" کو "کونین" کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ حردیہ

نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ  
الْمُقَدَّسِ طَلْوِي﴾ ترجمہ: اپنے دونوں جوتے اتار ڈالو کہ تم پاکیزہ جنگل طلوی میں  
ہو۔ (پ 16، سورۃ طہ، آیت 12)

مفسر علام نظام الدین حسن بن محمد قس غرائب القرآن وغرائب الفرقان  
معروف جفسیر نیشاپوری میں اس آیت کریمہ کی تاویل یعنی بطور اہل اشارات و حقائق  
میں فرماتے ہیں "اترك الالتفات الى الكونين انك واصل الى جناب القدس  
یعنی نعلین سے "دونوں جہان" مراد ہیں انہیں اتار ڈالو یعنی ان کی طرف التفات نہ  
کرو کہ تم بارگاہ قدس میں پہنچ گئے۔

(غرائب القرآن تحت سورہ طہ آیت 12، ج 16، ص 119، معطی البانی مصر)

**اقول** (میں کہتا ہوں): نعل قطع راہ میں معین ہوتی ہے اور مقصد اولیاء  
وصول بحضرت کبریا ہے اور دنیا آخرت دونوں اس راہ کی قطع میں معین۔ دنیا یوں کہ  
اس میں اعمال سبب وصول جنت ہیں، اور آخرت یوں کہ وہیں وعدہ دیدار ہے معبد  
(اس کے ساتھ یہ بھی کہ) طالبان مولیٰ لذات کونین کو زیر قدم رکھتے ہیں، جو زیر قدم  
ہو اسے نعل کہنا مناسب ہے۔ حدیث میں ہے: ((الدنيا حرام على اهل الآخرة  
والآخرة حرام على اهل الدنيا، والدنيا والآخرة حرام على اهل الله  
(ترجمہ: دنیا حرام ہے آخرت والوں پر اور آخرت حرام ہے دنیا والوں پر، اور دنیا  
و آخرت دونوں حرام ہیں اللہ والوں پر۔

(الفر دوس بما تور الخطاب، ج 2، ص 230، دار الكتب العلمية، بیروت)

نیز نعل "زوجہ" کو کہتے ہیں، کما فی القاموس وغیرہ (جیسا کہ قاموس  
وغیرہ میں ہے)۔ (القاموس المحيط، فصل النون، ج 4، ص 59، معطی البانی مصر)

اور دنیا و آخرت دونوں سوتیں ہیں۔

فان من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومہ علم النوح والقلم

ترجمہ: دنیا اور اس کی سوتن یعنی آخرت آپ کی بخششوں میں سے ہے اور لوح و قلم آپ کے علموں میں سے ہیں۔ (فعیدہ سیدہ شریف، ص 79، مطبع انصار، دہلی) اسی طرف اشارہ ہے۔ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے فرماتے ہیں: ((مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِأَخْرَجَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَأَيُّهُمَا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى)) ترجمہ: جو اپنی دنیا کو پیار کرے گا اس کی آخرت کو نقصان ہوگا اور جو اپنی آخرت کو پیار کرے گا اس کی دنیا کو ضرر ہوگا تو باقی کو فانی پر ترجیح دو۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ج 4، ص 412، المكتبة الاسلامی، بیروت)

اور مدار دنیا بچیہ بشری (ظاہری جسم) پر ہے اور مدار طوہات آخرت (آخرت کے ثواب کا مدار) عقل تکلفی پر اور وجد و سماع کے غلبے میں ان کے زوال کا اندیشہ، خصوصاً جب قوت ضعف ہو اور برکت صاحب مجلس سے تجلی اشد و اقویٰ واقع ہو تو بدن فنا یا عقل زائل ہو جانا کچھ بعید نہیں۔

حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جب سجدے میں گئے مقتدیوں میں سے ایک مرید کا جسم گھلنا شروع ہوا یہاں تک کہ گوشت، پوست، استخوان (ہڈیاں) کسی کا نام و نشان نہ رہا صرف ایک قطرہ پانی رہ گیا۔ حضور نے بعد سلام روئی کے پھوئے میں اٹھا کر دفن فرمایا اور فرمایا: سبحان اللہ! ایک تجلی میں اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

لہذا سیدنا خضر حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قوت و مدد سے انکی دنیا و آخرت کی یعنی بچیہ بشری و عقل تکلفی کی حفاظت فرماتے تھے، کہہ یہ کمال عظمت ہے یا معاذ اللہ اہانت!

(فتاویٰ رضویہ، ملخصاً، ج 30، ص 85 تا 91، مرقاۃ المفاتیح، لاہور)

**الباب الثانی: حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

**فصل اول: سیرت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

### تعارف

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک "عبد القادر" ہے والد صاحب کا نام ابوصالح موسیٰ جنگلی دوست ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت بغداد شریف کے قریب قصبہ جیلان میں ہوئی، ایک قول پر آپ کی ولادت 470ھ میں اور ایک قول پر 471ھ میں ہوئی۔

(سہجۃ الاسرار، ذکر نسب و صفات رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 171، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو محمد اور القاب محی الدین، غوث اعظم، پیران پیر، محبوب سبحانی وغیرہ ہیں۔

### آپ کا نسب مبارک

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجیب الطرفین سید ہیں، آپ کا شجرہ نسب والد صاحب کی طرف سے گیارہویں پشت میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور والدہ صاحبہ کی طرف سے چودہویں پشت میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ (سہجۃ الاسرار، ذکر نسب و صفات رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 171، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن

حسینی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

### مبارک خاندان

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا خاندان اولیاء کا خاندان تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت ابوصالح جنگلی دوست، والدہ حضرت فاطمہ، نانا جان



## مبارک بچپن

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت رمضان المبارک میں ہوئی، آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ آپ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے، ایک بار رمضان کے چاند کی رویت میں اختلاف پڑ گیا تو لوگ میرے پاس آئے اور دریافت کیا تو میں نے انہیں بتایا کہ میرے بیٹے نے آج دودھ نہیں پیا، جس سے وہ سمجھ گئے کہ چاند ہو گیا، اس واقعہ سے میرے بیٹے کی فضیلت و شرافت کا شہرہ ہو گیا، میرے بیٹے نے کبھی بھی رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر نسب و مصنفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 172، مؤسسة الشرف، لاہور، 1440ھ، ص 44، مکتبہ نبویہ، لاہور)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں بچپن میں کبھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو کسی کہنے والے کی آواز سنتا: الیٰ ابن یمبارک، یعنی اے برکت والے! کہاں جاتے ہیں؟، میں ہم کراپٹی والدہ کی گود میں چلا جاتا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخیرین عن نفسه، ص 48، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ محبوب سبحانی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو ولی کب سے جانا؟ ارشاد فرمایا کہ میری عمر دس برس کی تھی میں مکتب میں پڑھنے جاتا تو فرشتے مجھ کو پہنچانے کے لئے میرے ساتھ جاتے اور جب میں مکتب میں پہنچتا تو وہ فرشتے لڑکوں سے فرماتے کہ اللہ عز و جل کے ولی کے بیٹھے کے لیے جگہ کشادہ کر دو۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخیرین عن نفسه، ص 48، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ شیخ محمد بن قاندا الاوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا: حج کے دن بچپن میں مجھے ایک مرتبہ جنگل کی

## آپ کی زوجہ محترمہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ جب بھی کسی اندھیرے مکان میں تشریف لے جاتیں تو وہاں چراغ کی مثل روشنی ہو جاتی تھی، ایک مرتبہ میرے والد صاحب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے، جیسے ہی اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی تو وہ روشنی فوراً ہی غائب ہو گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ شیطان تھا جو تمہاری خدمت کیا کرتا تھا، اسی لیے میں نے اسے ختم کر دیا، اب میں اس روشنی کو روحانی نور میں تبدیل کیے دیتا ہوں، اس کے بعد والدہ صاحبہ جب بھی کسی اندھیرے مکان میں تشریف لے جاتیں تو وہاں چاند کی مثل نور اور روشنی ہو جاتی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر تفصیل اصحابہ، ص 198، مؤسسة الشرف، لاہور)

## آپ کی اولاد

آپ کے شہزادوں میں سے دس کا تذکرہ بہجۃ الاسرار اور زبدۃ الآثار میں بڑی تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے، آپ کے یہ شہزادے علم میں پختہ، فقہ میں ماہر، متقی، پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے تھے، محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار میں فرماتے ہیں: ”صاحب بہجۃ الاسرار نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک کے علمی کمالات اور دینی خدمات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، مؤلف نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ آپ کی اولاد پاک سے لوگوں کو کس قدر علمی فیض حاصل ہوا اور کس قدر علماء کبار و فضلاء زمانہ نے ان سے تلمذ کیا، اس قسم کے کمالات علمیہ اور فیضانِ روحانیہ کسی بزرگ کی اولاد سے دیکھنے میں نہیں آئے۔“

(زبدۃ الآثار، ص 51، مکتبہ نبویہ، لاہور)

طرف جانے کا اتفاق ہوا اور میں ایک بیل کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا کہ اس بیل میری طرف دیکھ کر کہا: يَا عَبْدَ الْقَادِرِ مَا لِهَذَا خُلِقْتَ یعنی اے عبدالقادر! تم کو اس کے کاموں کے لئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ میں گھبرا کر گھر لوٹا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میدان عرفات میں لوگ کھڑے ہیں، اس کے بعد میں نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ مجھے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں وہاں جا کر علم دین حاصل کروں۔

والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا میں نے بیل والا واقعہ عرض کر دیا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ 80 دینار جو میرے والد ماجد کی وراثت تھے میرے پاس آئیں تو میں نے ان میں سے 40 دینار لے لئے اور 40 دینار اپنے بھائی سید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے چھوڑ دیئے، والدہ ماجدہ نے میرے چالیس دینار میری گدڑی میں سی دیئے اور مجھے بغداد جانے کی اجازت عنایت فرمادی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے ہر حال میں راست گوئی اور سچائی کو اپنانے کی تاکید فرمائی اور جیلہ کے باہر تک مجھے الوداع کہنے کے لئے تشریف لائیں اور فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! میں تجھے اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی کی خاطر اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت کو ہی دیکھنا نصیب ہوگا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 167، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ اسی سفر میں ڈاکوؤں کی توبہ والا مشہور و معروف واقعہ پیش آیا، آپ نے سچ بتانے (کہ میرے پاس 40 دینار ہیں) سے متاثر ہو کر ڈاکوؤں کے سردار اور ڈاکوؤں نے آپ کے مبارک ہاتھ پر توبہ کی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ رضی اللہ عنہ، ص 168، مؤسسة الشرف، لاہور)

## علم مبارک

اللہ تعالیٰ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے شمار ظاہری اور باطنی علوم

سے نوازا تھا۔

## علم تفسیر

بہجۃ الاسرار کے مصنف فرماتے ہیں کہ مجھے حافظ ابوالعباس احمد نے بتایا کہ میں اور تمہارا والد ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ایک قاری نے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کیں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آیت کی تفسیر میں ایک معنی بیان فرمائے، میں نے آپ کے والد سے دریافت کیا کہ کیا آپ اس معنی کو جانتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور معنی بیان کیے، میں نے پھر پوچھا تو آپ کے والد نے بتایا کہ ہاں یہ بھی جانتا ہوں، پھر اسی طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے گیارہ معانی بیان کیے، آپ کے والد سب کے بارے میں کہتے رہے کہ میں جانتا ہوں، پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید معانی بیان کیے، یہاں تک کہ چالیس معنی بیان کیے، گیارہویں معنی کے بعد سے میں آپ کے والد کے پوچھتا تو وہ لنگی میں جواب دیتے کہ میں ان معانی کو نہیں جانتا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر تفسیری معنی کی نسبت اس کے قائل کی طرف ملاتے رہے کہ یہ فلاں کا قول ہے، آپ کے والد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی جہر پر حیرت زدہ ہوئے۔ آخر میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اب ہم قال سے حال کی طرف آتے ہیں لا الہ الا اللہ، یہ کہنا تھا کہ سارے اہل مجلس مضطرب ہو گئے، اور چند لمحوں میں آپ کے والد نے اپنے کپڑے پارہ پارہ کر دیئے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 226، مؤسسة الشرف، لاہور)

لابور: ازبده الآثار، ص 53، مکتبہ نبویہ، لاہور

### علم فتویٰ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دنیائے اسلام کے ہر شہر سے استفتاء (سوالات) آتے تھے، جن پر آپ کی آخری رائے طلب کی جاتی تھی، (جب سے آپ نے فتویٰ دینا شروع کیا) ایک رات بھی ایسی نہ گزری ہوگی کہ جس رات آپ کے پاس دینی سوالات نہ آئے ہوں اور آپ نے ان پر غور نہ کیا ہو اور پھر ان پر اپنی رائے نہ ثبت کی ہو۔

(ازبده الآثار، ص 53، مکتبہ نبویہ، لاہور)

### آپ کی فقاہت

ایک مرتبہ بلا دعوت سے فتویٰ طلب کیا گیا، ایک شخص نے تین طلاقیں کی قسم اس طور پر کھائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرے گا کہ اس وقت کوئی دوسرا شخص وہ عبادت نہ کر رہا ہو، اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں، تو اس صورت میں وہ شخص کیا کرے؟ اس سوال سے علماء و فقہاء حیران رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے، جب یہی سوال حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ نے فوراً اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مکہ المکرمہ چلا جائے اور طواف کی جگہ اپنے لیے خالی کرائے اور تہا طواف کر کے اپنی قسم کو پورا کر لے، اس کی بیوی کو طلاقیں نہیں ہوں گی۔ اس جواب سے علماء حیران رہ گئے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ و تسمیۃ بعض شیوخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 226، مؤسسۃ المشرف، لاہور)

لابور: ازبده الآثار، ص 54، مکتبہ نبویہ، لاہور

مفتی شرع بھی ہے قاضی ملت بھی ہے

علم اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر

### تیرہ علوم

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ علوم میں کلام فرماتے تھے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے میں درس تفسیر، درس حدیث، درس علم الکلام، اور درس مناظرہ ہوا کرتا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن کے دونوں حصوں میں تفسیر، علوم حدیث، علم الکلام، علم مناظرہ، علم اصول، علم نحو پڑھاتے اور دوپہر کے بعد قراءتیں پڑھاتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ و تسمیۃ بعض شیوخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص 225، مؤسسۃ المشرف، لاہور)

### علم لدنی

ایک دفعہ شیخ بزاز رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت دودھ نوش فرما رہے تھے، تھوڑا سا آرام کیا اور چپ رہے، پھر فرمایا: لکے! اللہ تعالیٰ نے علم لدنی کے ستر دروازے میرے لیے کھول دیئے ہیں اور ہر دروازہ زمین و آسمان کی پہنائیوں سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ پھر آپ نے معارف و خواص پر گفتگو شروع کی جس سے اہل مجلس مدہوش ہو گئے۔

(ازبده الآثار، غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ظاہری و باطنی علوم، ص 53، مکتبہ نبویہ، لاہور)

### علم حقیقت

سیدنا احمد رفاقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر ان کے دائیں ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر ان کے بائیں ہاتھ، جس میں سے چاہیں پانی لیں، ہمارے اس وقت میں سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی غائب نہیں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر احترام المشائخ والعلماء، له وفتائہم علیہ، ص 444)



## عبادت و ریاضت

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "اربعین سنة اصلی الصبح بوضوء العشاء" میں چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتا رہا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ موصیاً بشی من عجائبہ، ص 118، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ مزید فرماتے ہیں: پندرہ سال تک یہ حالت رہی کہ عشاء کی نماز پڑھتا، ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور قرآن پڑھنا شروع کرتا یہاں تک کہ سحری کے وقت قرآن پاک مکمل ہو جاتا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ موصیاً بشی من عجائبہ، ص 118، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیس سال تک خدمت کی، اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے (یعنی ساری رات عبادت میں گزارتے) اور آپ کا معمول تھا کہ جب بے وضو ہوتے تھے تو اسی وقت وضو فرما کر دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتے تھے۔ آپ عشاء پڑھ کر خلوت میں تشریف لے جاتے اور طلوع فجر تک عبادت میں مصروف رہتے، اس دوران کوئی آپ سے ملاقات نہ کر سکتا، اس دوران بعض اوقات خلیفہ بغداد بھی ملنے آیا مگر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ و رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 164، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں پچیس سال عراق کے جنگلوں میں ریاضت کرتا رہا، میں لوگوں کو پہچانتا تھا مگر لوگ مجھے نہیں پہچانتے

تھے، میرے پاس رجال الغیب اور جنوں کی جماعتیں آتیں اور میں انہیں خدا شناسی کا راستہ دکھایا کرتا، چالیس سال تک میں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی، پندرہ سال تک نماز عشاء کے بعد ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر قرآن پاک ختم کرتا رہا، میرا ہاتھ دیوار میں گڑے ہوئے کیل کی طرح رہتا تھا کہ مجھے نیند نہ آئے حتیٰ کہ سحری کے وقت تک سارا قرآن پاک ختم کر لیتا، کبھی کبھی تین دن سے چالیس دن تک صرف گری پڑی چیزوں پر گزارا کرتا، میں بسلسلہ ریاضت گیارہ سال تک برج عجمی پر قیام پذیر رہا، میری اقامت کی وجہ سے ہی اس برج کا نام برج عجمی پڑ گیا، بسا اوقات یوں ہوتا کہ میں اپنے اللہ سے عہد کر لیتا کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے کھلایا پلایا نہیں جائے گا، چنانچہ میں اسی حالت میں چالیس روز تک رہا، چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا، میرے سامنے اس نے کھانا لگا دیا، اور خود چلا گیا، شدت بھوک کے عالم میں یہ کوئی بڑی ہمت نہ تھی کہ میں کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتا مگر مجھے اپنی قسم یاد آگئی اور میں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا، بھوک کی بیتابی سے میرے پیٹ سے ایک آواز آئی جو الجوع الجوع (بھوک بھوک) پکار رہی تھی، میں نے اس آواز کی بھی کچھ پروا نہ کی، پھر میرے پاس شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میری اس آواز کو سنتے ہی فرمانے لگے: عبد القادر! یہ کیسی آواز ہے؟ میں نے عرض کیا: یا حضرت! یہ میرے نفس کے قلق و اضطراب کی شورش ہے لیکن میری روح میرے اللہ کے پاس پرسکون ہے، پھر آپ نے فرمایا: آؤ باب الراج کی طرف چلیں، آپ نے وہاں پہنچ کر مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دیا اور خود چلے گئے، اس کے بعد حضرت خضر حبیبی (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اٹھو اور ابوسعید المخزومی کی طرف چلیں، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے سامنے کھانا رکھا تھا، میں نے

پوچھا: یا حضرت! مجھے کھانا کون دے رہا ہے، آپ نے بتایا: یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، آپ مجھے کھلاتے گئے حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا، پھر آپ نے مجھے اپنے ہاتھ خرقة پہنایا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ موسوعا شعی من عجائبہ ص 118، 119 مؤسسۃ الشرف، لاہور)  
(آبجود آثار بعد الآثار ص 58، 59 مکتبہ نبویہ، لاہور)

قسمیں دے دے کے کھاتا ہے پلاتا ہے تجھے

پیارا اللہ ترا چاہئے والا تیرا

### تبلیغ و ارشاد

☆ حضرت بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرسی پر بیٹھے فرما رہے تھے کہ میں نے حضور سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: بیٹا تم بیان کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے نانا جان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں ایک عجیب مرد ہوں، بغداد میں نصحاء کے سامنے بیان کیسے کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: بیٹا! اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے منہ میں سات دفعہ لعاب مبارک ڈالا اور مجھ سے فرمایا کہ "لوگوں کے سامنے بیان کیا کرو اور انہیں اپنے رب جودہن کی طرف عمدہ حکمت اور نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔"

پھر میں نے نماز ظہر ادا کی اور بیٹھ گیا، میرے پاس بہت سے لوگ آئے اور مجھ پر چلائے، اس کے بعد میں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت کی کہ میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے بیٹے تم بیان کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے والد! لوگ مجھ پر چلاتے ہیں۔ پھر

آپ نے فرمایا: اے میرے فرزند! اپنا منہ کھولو۔

میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ دفعہ لعاب ڈالا، میں نے عرض کیا کہ آپ نے سات دفعہ کیوں نہیں ڈالا؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دژدہن کے ادب کی وجہ سے۔ پھر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ موسوعا شعی من عجائبہ ص 58، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ پھر کیا تھا دور و نزدیک سے لوگ آپ کا وعظ سننے کے لیے حاضر ہونے لگے، بڑے بڑے اجتماعات ہونے لگے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس مبارک میں باوجود یہ کہ شرکاء اجتماع بہت زیادہ ہوتے تھے لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز مبارک جیسی نزدیک والوں کو سنائی دیتی تھی ویسی ہی دور والوں کو سنائی دیتی تھی یعنی دور اور نزدیک والوں کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز مبارک یکساں تھی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ موسوعا شعی من عجائبہ ص 181 مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی ذہن مرہم (قدس سرہ) فرماتے ہیں: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس شریف میں کل اولیاء حبیب (رحمۃ اللہ علیہ) اور انبیاء کرام حبیب (رحمۃ اللہ علیہ) جسمانی حیات اور ارواح کے ساتھ نیز جن اور ملائکہ تشریف فرما ہوتے تھے اور حبیب رب العالمین جودہن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دژدہن بھی تربیت و تائید فرمانے کے لئے جلوہ افروز ہوتے تھے اور حضرت سیدنا خضر حبیب (رحمۃ اللہ علیہ) تو اکثر اوقات مجلس شریف کے حاضرین میں شامل ہوتے تھے اور نہ صرف خود آتے بلکہ مشائخ زمانہ میں سے جس سے بھی آپ حبیب (رحمۃ اللہ علیہ) کی ملاقات ہوتی تو ان کو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہونے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ "جس کو بھی فلاح و کامرانی کی خواہش ہو اس کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس شریف کی ہمیشہ حاضری ضروری ہے۔"

عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ (یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) کا اعلان فرمائے گا اور زمانہ کے تمام اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کے فرمانبردار ہوں گے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر احبار المشائخ عندہ بلد الف، ص 14، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ حضرت عبدالرحمن طفوئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور غوث اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ابھی نو جوان ہی تھے کہ ہمارے شیخ ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیادت کے لیے آیا کرتے تھے، ایک دن شیخ ابوالوفاء نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ جب آپ مرتبہ کمال کو پہنچیں تو مجھے ضرور یاد رکھئے گا، پھر کہا: اے عبدالقادر! ہر پرندہ چھپا کر خاموش ہو جاتا ہے مگر آپ کا طائر روحانیت قیامت تک چھپاتا رہے گا۔

مرغ سب بولتے ہیں، بول کے چپ رہتے ہیں  
ہاں اصل ایک نواج رہے گا تیرا

### محی الدین

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القاب میں سے محی الدین بھی ہے جس کا مطلب ہے دین کو زندہ کرنے والا، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس لقب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کے دن سفر سے بغداد کی طرف واپس آرہا تھا کہ ایک نہایت ہی کمزور اور لاغر شخص پر میرا گزر ہوا، اس نے سلام کیا، میں نے جواب دیا، پھر وہ کہنے لگا مجھے اٹھاؤ، میں نے اسے اٹھا کر بٹھایا تو اچانک اس کا چہرہ بارونق اور جسم موٹا اور تروتازہ ہو گیا، میں حیران ہوا تو وہ کہنے لگا: حیرت و تعجب کی بات نہیں، میں آپ کے جد پاک محمد مصطفیٰ علی اللہ تعالیٰ عنہ دمع کا دین ہوں، جو مردہ ہو رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے مجھے نئی زندگی عطا فرمائی ہے، آپ محی الدین ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ جب میں جامع مسجد کی حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے اپنا جوتا اتار کر مجھے پہنے کو دیا اور

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں

وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے ہاتھ پر پانچ سو سے زائد یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکو، چور، فاسق و فاجر، فسادی اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر وعظہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 184، مؤسسة الشرف، لاہور)

### غوث پاک اور ماقبل و مابعد کے مشائخ

☆ حضرت شیخ امام ابوالحسن علی بن اہلبتی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ بقا بن بطو کے ساتھ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس کی زیارت کی، میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر سے باہر تشریف لائے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سینے سے لگالیا اور انہیں خلعت پہنا کر ارشاد فرمایا: اے شیخ عبدالقادر! بے شک میں تمہارے علم شریعت، علم حقیقت، علم حال اور فعل حال میں محتاج ہوں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ ونسبہ بعض شیوخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 226، مؤسسة الشرف، لاہور)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

☆ شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز اپنے مریدین سے فرمایا کہ عنقریب عراق میں ایک عجیب شخص جو کہ اللہ عزوجل اور لوگوں کے نزدیک عالی مرتبت ہوگا اُس کا نام عبدالقادر ہوگا اور بغداد شریف میں سکونت اختیار کریگا، قَدیمیٰ ہذہ



مجھے ”یا سیدی محی الدین“ کہہ کر مخاطب کیا، جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد لوگ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور ”یا محی الدین، یا محی الدین“ پکارتے ہوئے میرے ہاتھوں کو بوسے دینے لگے، حالانکہ اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔

(سہجۃ الاسرار لا یزید الا انوار، ص 55، مکتبہ نبویہ، لاہور)

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو  
اے خضر مجمع البحرین ہے چشمہ تیرا

### کرامات

☆ ابو السعد الحمری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ابوالمظفر حسن بن نجم تاجر نے شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: حضور والا! میرا ملک شام کی طرف سفر کرنے کا ارادہ ہے اور میرا قافلہ بھی تیار ہے، سات سودینار کا مال تجارت ہمراہ لے جاؤں گا۔ تو شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر تم اس سال سفر کرو گے تو تم سفر میں ہی قتل کر دیے جاؤ گے اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا۔

وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد سن کر مغموم حالت میں باہر نکلا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اس نے شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد سنایا تو آپ نے فرمایا اگر تم سفر کرنا چاہتے ہو تو جاؤ تم اپنے سفر سے صحیح و تندرست واپس آؤ گے، میں اس کا ضامن ہوں۔ آپ کی بشارت سن کر وہ تاجر سفر پر چلا گیا اور ملک شام میں جا کر ایک ہزار دینار کا اس نے اپنا مال فروخت کیا اس کے بعد وہ تاجر اپنے کسی کام کے لئے حلب چلا گیا، وہاں ایک مقام پر اس نے اپنے ہزار دینار رکھ دیئے اور رکھ کر دیناروں کو بھول گیا اور حلب میں اپنی قیام گاہ پر آ گیا، نیند کا غلبہ تھا کہ آتے

ہی سو گیا، خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ عرب بدوؤں نے اس کا قافلہ لوٹ لیا ہے اور قافلے کے کافی آدمیوں کو قتل بھی کر دیا ہے اور خود اس پر بھی حملہ کر کے اس کو مار ڈالا ہے، گھبرا کر بیدار ہوا تو اسے اپنے دینار یاد آ گئے فوراً دوڑتا ہوا اس جگہ پر پہنچا تو دینار وہاں ویسے ہی پڑے ہوئے مل گئے، دینار لے کر اپنی قیام گاہ پر پہنچا اور واپسی کی تیاری کر کے بغداد لوٹ آیا۔

جب بغداد شریف پہنچا تو اس نے سوچا کہ پہلے حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ وہ عمر میں بڑے ہیں یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے سفر کے متعلق جو فرمایا تھا بالکل درست ہوا ہے اسی سوچ و بچار میں تھا کہ حسن اتفاق سے شاہی بازار میں حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی ملاقات ہو گئی تو آپ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ ”پہلے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضری دو کیوں کہ وہ محبوب سبحانی ہیں انہوں نے تمہارے حق میں ستر (70) مرتبہ دعا مانگی ہے یہاں تک کہ اللہ جودہن نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل فرما دیا اور مال کے ضائع ہونے کو بھول جانے سے بدل دیا۔ جب تاجر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہی بازار میں تجھ سے بیان فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے کہ میں نے ستر (70) مرتبہ اللہ عز و جل کی بارگاہ میں تمہارے لئے دعا کی کہ وہ تمہارے قتل کے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل فرما دے اور تمہارے مال کے ضائع ہونے کو صرف تھوڑی دیر کے لئے بھول جانے سے بدل دے۔

(سہجۃ الاسرار، ذکر فضائل من کلامہ مرحوم عباسی بن عجائب ص 64، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ ایک بی بی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اپنا بیٹا چھوڑ

گئیں کہ اس کا دل حضور سے گرویدہ ہے اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس کی تربیت فرمائیں۔ آپ نے اسے قبول فرما کر مجاہد سے پر لگا اور ایک روز ان کی ماں آئیں دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت کمزور اور زرد رنگ ہو گیا ہے اور اسے جو کی روٹی کھاتے دیکھا جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں تو دیکھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تناول فرمایا تھا، عرض کی: میرے مولیٰ! حضور تو مرغی کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی۔ یہ سن کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: قُضِيَ بِإِذْنِ اللَّهِ الْيُسْحَى الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيمٌ۔ یعنی جی اٹھ اس اللہ عز و جل کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہو کر آواز کرنے لگے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہنچ جائے گا تو چاہے کھائے۔

(سبحان الاسرار، ذکر فضائل من كلامه مرصعاً من عجائب ص 128، مؤسسة الشرف، لاہور)

چچو حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ابو العباس موسیٰ رحمہ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک رات اپنے شیخ عبدالقادر جیلانی، غوث صمدانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ بغداد میں تھے اس وقت آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں بادشاہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف حاضر ہوا اس نے آپ رحمہ اللہ کو سلام کیا اور نصیحت کا خواست گار ہوا اور آپ کی خدمت میں دس تھیلیاں پیش کیں جو دس غلام اٹھائے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: میں ان کی حاجت نہیں رکھتا اور قبول کرنے سے انکار فرمادیا اس نے بڑی عاجزی کی، تب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تھیلی اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑی اور دوسری تھیلی بائیں

ہاتھ میں پکڑی اور دونوں تھیلیوں کو ہاتھ سے دبا کر نیچوڑا کہ وہ دونوں تھیلیاں خون ہو کر بہہ گئیں، آپ نے فرمایا: اے ابو المظفر! کیا تمہیں اللہ عز و جل کا خوف نہیں کہ لوگوں کا خون لیتے ہو اور میرے سامنے لاتے ہو۔ وہ آپ کی یہ بات سن کر حیرانی کے عالم میں بے ہوش ہو گیا۔

پھر حضرت سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ عز و جل کی قسم! اگر اس کے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رشتے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں خون کو اس طرح چھوڑتا کہ اس کے مکان تک پہنچتا۔

(سبحان الاسرار، ذکر فضائل من كلامه مرصعاً من عجائب ص 120، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ راوی کا قول ہے کہ میں نے خلیفہ کو ایک دن حضرت سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دیکھا کہ عرض کر رہا ہے کہ حضور میں آپ سے کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میرا دل اطمینان پائے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں غیب سے سیب چاہتا ہوں۔ اور پورے عراق میں اس وقت سیب نہیں ہوتے تھے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو دو سیب آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے ایک اس کو دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ والے سیب کو کانا تو نہایت سفید تھا، اس سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی اور المستنجد نے اپنے ہاتھ والے سیب کو کانا تو اس میں کیڑے تھے وہ کہنے لگا: یہ کیا بات ہے میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں نہایت عمدہ سیب دیکھا؟ آپ نے فرمایا: ابو المظفر! تمہارے سیب کو ظلم کے ہاتھ لگے تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔

(سبحان الاسرار، ذکر فضائل من كلامه مرصعاً من عجائب ص 121، مؤسسة الشرف، لاہور)

☆ راوی کہتے ہیں: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ابو غالب فضل اللہ بن اسمعیل بغدادی ازجی سوداگر حاضر ہوا وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنے لگا: اے میرے سردار! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جدا مجد حضور پر نور شافع یوم النور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان و نشان ہے کہ جو شخص دعوت میں بلایا جائے اس کو دعوت قبول کرنی چاہیے۔ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے گھر دعوت پر تشریف لائیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا۔ پھر کچھ دیر بعد آپ نے مراقبہ کر کے فرمایا: ہاں آؤں گا۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خچر پر سوار ہوئے، شیخ علی نے آپ کی دائیں رکاب پکڑی اور میں نے بائیں رکاب تھامی اور جب اس کے گھر میں ہم آئے دیکھا تو اس میں بغداد کے مشائخ، علماء اور معززین جمع ہیں، دسترخوان بچھایا گیا جس میں تمام شیریں اور ترش چیزیں کھانے کے لئے موجود تھیں اور ایک بڑا صندوق لایا گیا جو سر بہر تھا وادی اسے اٹھائے ہوئے تھے اسے دسترخوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا، تو ابو غالب نے کہا: شروع فرمائیے۔ اس وقت حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراقبہ میں تھے اور آپ نے کھانا نہ کھایا اور نہ ہی کھانے کی اجازت دی تو کسی نے بھی نہ کھایا، آپ کی ہیبت کے سبب مجلس والوں کا حال ایسا تھا کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، پھر آپ نے شیخ علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ صندوق اٹھا لائیے۔ ہم اٹھے اور اسے اٹھایا تو وہ وزنی تھا ہم نے صندوق کو آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا آپ نے حکم دیا کہ صندوق کو کھولا جائے۔

ہم نے کھولا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا موجود تھا جو مادر زاد اندھا تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا: کھڑا ہو جا۔ ہم نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

کہنے کی دیر تھی کہ لڑکا دوڑنے لگا اور بیٹا بھی ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ کبھی بیماری میں مبتلا نہیں تھا، یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور برپا ہو گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حالت میں باہر نکل آئے اور کچھ نہ کھایا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں شیخ ابوسعید قیلوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا تو انہوں نے کہا: حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادر زاد اندھے اور برص والوں کو اچھا کرتے ہیں اور خدا عزوجل کے حکم سے مردے زندہ کرتے ہیں۔

(بہجة الاسرار ذکوة فی اصول من کلامه مرصعاً من عجائب من 123، مؤسسه الشرف لاہور)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن منبر پر بیٹھے بیان فرما رہے تھے کہ بارش شروع ہوگئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بادل کو مخاطب کر کے) فرمایا: میں تو جمع کرتا ہوں اور (اے بادل) تو متفرق کر دیتا ہے۔ تو بادل مجلس سے ہٹ گیا اور مجلس سے باہر برسنے لگا، راوی کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی قسم! شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام ابھی پورا نہیں ہوا تھا کہ بارش ہم سے بند ہوگئی اور ہم سے دائیں بائیں برسی تھی اور ہم پر نہیں برسی تھی۔

(بہجة الاسرار ذکوة فی اصول من کلامه مرصعاً من عجائب من 147، مؤسسه الشرف لاہور)

☆ حضرت عبدالملک ذیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک رات حضور پر نور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے میں کھڑا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر سے ایک عصا دست اقدس میں لئے ہوئے تشریف فرما ہوئے میرے دل میں خیال آیا کہ کاش حضور اپنے اس عصا سے کوئی کرامت دکھلائیں۔ ادھر میرے دل میں یہ خیال گزرا اور ادھر حضور نے عصا کو زمین پر گاڑ دیا تو وہ عصا مثل چراغ کے روشن ہو گیا اور بہت دیر تک روشن رہا پھر حضور پر نور نے اسے اکھیر لیا تو وہ عصا جیسا تھا ویسا



ہی ہو گیا، اس کے بعد حضور نے فرمایا: بس اے ذیال! تم بھی چاہتے تھے۔

(سہجۃ الاسرار ذکرفصول من کلامہ سرسحابشی من عجائب ص 150، مؤسسۃ الشرف، لاہور)  
☆ ایک دفعہ دریائے دجلہ میں زوردار سیلاب آ گیا، دریا کی طغیانی کی شدت کی وجہ سے لوگ ہراساں اور پریشان ہو گئے اور حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد طلب کرنے لگے حضرت نے اپنا عصا مبارک پکڑا اور دریا کی طرف چل پڑے اور دریا کے کنارے پہنچ کر آپ نے عصا مبارک کو دریا کی اصلی حد پر نصب کر دیا اور دریا کو فرمایا کہ بس یہیں تک۔ آپ کا فرمانا ہی تھا کہ اسی وقت پانی کم ہونا شروع ہو گیا اور آپ کے عصا مبارک تک آ گیا۔

(سہجۃ الاسرار ذکرفصول من کلامہ سرسحابشی من عجائب ص 153، مؤسسۃ الشرف، لاہور)  
☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک جوان حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنے لگا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے میں نے آج رات ان کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ عذاب قبر میں مبتلا ہیں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں جاؤ اور میرے لئے ان سے دعا کا کہو۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نو جوان سے فرمایا: کیا وہ میرے مدرسہ کے قریب سے گزرا تھا؟ نو جوان نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

پھر دوسرے روز اس کا بیٹا آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آج رات اپنے والد کو سبز حلیہ زیب تن کیے ہوئے خوش و خرم دیکھا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں عذاب قبر سے محفوظ ہو گیا ہوں اور جو لباس تو دیکھ رہا ہے وہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے مجھے پہنچایا گیا ہے پس اے میرے بیٹے! تم ان کی

بارگاہ میں حاضری کو لازم کرلو۔

پھر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے رب! عذاب میں مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس مسلمان کے عذاب میں تخفیف کروں گا جس کا گزر (تمہارے) مدرسہ پر ہوگا۔

(سہجۃ الاسرار ذکرامعاجبہ و سنوایہ ص 194، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ حضرت عبداللہ جبائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہمدان میں ایک شخص سے ملا جو دمشق کا رہنے والا تھا اس کا نام "ظریف" تھا ان کا کہنا ہے کہ میں بشر قرظی کو نیشاپور کے راستے میں ملایا یہ کہا کہ خوارزم کے راستے میں ملا، اس کے ساتھ شکر کے چودہ اونٹ تھے اس نے مجھے بتایا کہ ہم ایسے جنگل میں اترے جو اس قدر خوفناک تھا کہ اس میں خوف کے مارے بھائی بھائی کے ساتھ نہیں ٹھہر سکتا تھا جب ہم نے شب کی ابتداء میں گھڑیوں کو اٹھایا تو ہم نے چار اونٹوں کو گم پایا جو سامان سے لدے ہوئے تھے میں نے انہیں تلاش کیا مگر نہ پایا قافلہ تو چل دیا اور میں اپنے اونٹوں کو تلاش کرنے کے لئے قافلے سے جدا ہو گیا، ساربان نے میری امداد کی اور میرے ساتھ ٹھہر گیا، ہم نے ان کو تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے حضرت سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان یاد آیا کہ اگر ٹوختی میں پڑے تو مجھ کو پکارنا تو تجھ سے مصیبت دور ہو جائے گی۔

میں نے یوں پکارا اے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اونٹ گم ہو گئے، اے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اونٹ گم ہو گئے۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو صبح ہو چکی تھی جب روشنی ہو گئی تو میں نے ایک شخص کو ٹیلے پر دیکھا جس کے کپڑے انتہائی سفید تھے اس نے مجھ کو اپنی آستین سے اشارہ کیا کہ اوپر آؤ۔ جب ہم ٹیلے پر چڑھے تو کوئی شخص نظر نہ آیا مگر وہ چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے

جنگل میں بیٹھے تھے ہم نے ان کو پکڑ لیا اور قافلے سے جا ملے۔

(ہجۃ الاسرار: ذکر اصحابہ و بشراہم، ص 196، 197 مؤسسۃ الشرف، لاہور)

ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرما رہے تھے اور شیخ علی بن ہتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کو نیند آ گئی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مجلس سے فرمایا خاموش رہو اور آپ منبر سے نیچے اتر آئے اور شیخ علی بن ہتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھتے رہے۔

جب شیخ علی بن ہتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے بیدار ہوئے تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ نے خواب میں تاجدار مدینہ، راحت قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں اسی لئے باادب کھڑا ہو گیا تھا پھر آپ نے پوچھا کہ نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کیا نصیحت فرمائی؟ تو کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضری کو لازم کر لو۔

بعد ازیں لوگوں نے شیخ علی بن ہتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کا کیا مطلب تھا کہ میں اسی لئے باادب کھڑا ہو گیا تھا۔ تو شیخ علی بن ہتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں جو کچھ خواب میں دیکھ رہا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو بیداری میں دیکھ رہے تھے۔

(ہجۃ الاسرار: ذکر فضول من کلامہ مرصعاً بشی من عجائب ص 58 مؤسسۃ الشرف، لاہور)

### غوث پاک کی سیرت پر کتب

**سوال:** غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر لکھی گئی کچھ مستند کتب کے

نام بیان کرویں؟

**جواب:** چند مستند کتب درج ذیل ہیں:

☆ "ہجۃ الاسرار" اس کے مصنف امام علی بن یوسف شطونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ ☆ "نور النظر فی اخبار شیخ عبد القادر" اس کے مصنف علامہ ابو بکر عبد اللہ تہمی عراقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ☆ "اسنی المفاخر" اس کے مصنف امام عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ☆ "درر الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر" اس کے مصنف علامہ سراج الدین ابو حفص عمر ابن علی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ☆ "الروض الزاہر فی مناقب عبد القادر" اس کے مصنف علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ☆ "زبدۃ الآثار" اس کے مصنف شیخ محقق مصنف علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ☆ "زبدۃ الآثار" اس کے مصنف شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ ☆ "تحفۃ قادریہ" اس کے مصنف مولانا ابوالمعالی محمد مسلمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

**سوال:** ہجۃ الاسرار اور اس کے مصنف کا کچھ تعارف کروادیں۔

**جواب:** "ہجۃ الاسرار" حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر مستند ترین کتاب ہے، اس کے مصنف امام علی بن یوسف شطونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، یہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صرف دو واسطے سے مرید ہیں۔

(1) امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "امام اجل، سید العلماء، شیخ القراء، عمدۃ العرفاء، نور الملتہ والدین، ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر نخعی شطونی قدس سرہ، انہوں نے صرف دو واسطے سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 384، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) امام ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ "حصن حصین شریف" کے

مصنف ہیں، ان کے شاگرد ہیں۔

(3) امام ذہبی ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے، اور طبقات القراء میں ان کی مدح ستائش کی اور ان کو امام اوحد (یکتا امام) لکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں "علی بن یوسف بن جریر اللخمی شطونفی الامام الاوحد المقرئ نور الدین شیخ القراء بالمدینار المصرية" ترجمہ: علی بن یوسف بن جریر نخعی شطونفی نور الدین امام یکتا، مدرس قراءت اور بلاد مصری کے شیخ القراء ہیں۔

(زبدۃ الآثار بحوالہ طبقات المقرئین، ص 3، مطبع بکسلنگ کمپنی، حریہ)

(4) امام اجل عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی یعنی رحمہ اللہ نے "مرآة الجنان" میں اس جناب کو ان مناقب جلیلہ سے یاد فرمایا "روى الشيخ الامام الفقيه العالم المقرئ ابو الحسن على بن يوسف بن جرير بن معصود الشافعي اللخمى فى مناب الشيخ عبدالقادر رضى الله تعالى عنه بسنده" ترجمہ: شیخ امام زبردست فقیہ مدرس قراءت علی ابن یوسف بن جریر بن معصود شافعی نخعی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی۔

(5) اور امام اجل امام ابن الجوزی نے "نہایۃ الدراآت فی اسماء الرجال القراءات" میں فرمایا "علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معصود نور الدین ابو الحسن اللخمی الشطونفی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصرية ولد بالقاهرة سنة اربع و اربعين و ستمائة و تصدر للاقراء بالجامع الازهر من القاهرة و تكاثر عليه الناس لاجل الفوائد والتحقيق و بلغنى انه عمل على المشاطبة شرحا فلو كان ظهر لكان من اجود شروحا توفي يوم السبت او ان الظهر دفن يوم الاحد العشرين من ذى الحجة سنة ثلث عشرة و سبع مائة رحمہ اللہ" ترجمہ: یعنی علی بن یوسف نور الدین ابو الحسن شافعی

استاذ محقق استہ کمال والے جو عقلموں کو حیران کر دے، بلاد مصر کے شیخ قاہرہ میں 644ھ کو پیدا ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدر تعلیم پر جلوس فرمایا، ان کے فوائد تحقیق کے سبب خلائق کا ان پر ہجوم ہوا، میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی، یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو ان کی تمام شرحوں سے بہتر شروح میں ہوتی، روز ہفتہ بوقت ظہر وفات پائی اور بروز یک شنبہ 20 ذی الحجہ 713ھ میں دفن ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ جبہ۔

(رسالة الآثار بحوالہ نہایۃ الدرایات فی اسماء الرجال والغرائب، ص 5، مطبع بکسلنگ کمپنی، حریہ)

(6) امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ نے "حسن المحاضرة بأخبار مصر والقاهرة" میں فرمایا "علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطونفی الامام الاوحد نور الدین ابو الحسن شیخ القراء بالمدینار المصرية تصد للاقراء بالجامع الازهر و تكاثر عليه الطلبة" ترجمہ: علی بن یوسف ابو الحسن نور الدین امام یکتا ہیں، اور بلاد مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسند تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم اور تاریخ ولادت و وفات اسی طرح ذکر فرمائی۔

(7) نیز امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب "بغیۃ الوعاة" میں لکھا اور اس میں نقل فرمایا کہ "له اليد الطولى فى علم التفسير" ترجمہ: علم تفسیر میں اس جناب کو یدِ طولی تھا۔

(8) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب "زبدۃ الاسرار" میں اس جناب کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے "بہجة الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقرئ، الاوحد البارع نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی و بینہ و بین الشیخ رضی



بندہ مجبور ہے خاطر (دل) پہ ہے قبضہ تیرا

**جواب:** دلوں پر حقیقی قبضہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا ہے

﴿وَمَا كَانَ عِطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا﴾ ترجمہ: اور تیرے رب کی عطا پر

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 379، رد خصال و تہذیب، لاہور)

مخلوق کے لیے دلوں پر قبضہ و تصرف ثابت کرنے کے لیے امام اہل سنت

رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل دلائل دیئے:

(زبانہ الاسرار، حصہ کتاب، ص 5، طبع نکلنگ کمپنی، جوہر)

(9) حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الأئمار شریف میں فرمایا "اے کتاب بھجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور است" ترجمہ: یہ کتاب بھجۃ الاسرار ایک عظیم، شریف اور مشہور کتاب ہے۔

(10) امام اجل يافعی وغيره اکابر اس کتاب بھجے الاسرار سے سند لیتے

آکے

(۱۱) امام اجل ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب حضرت شیخ

محی الدین عبدالقادر غنی و شطوطی رحمہ اللہ فضائل سے پڑھی، اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی۔

(12) اور علامہ عمر بن عبد الوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً، ج 21، ص 384 تا 387 مرصفاً و نقیضاً، لاہور)

(1) اللہ تعالیٰ علی الاطلاق فرماتا ہے: وَلَكِنَّ اللَّهَ يَنْسِلُطُ رُسُلَهُ عَلٰی مَنْ يَشَاءُ ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ و قابو دیتا ہے۔

(ب) 28 سورة الحشر، آیت 6

اس کا اطلاق اجسام و ابصار و اساع و قلوب سب کو شامل ہے وہ اپنے محبوبوں کو جس کے چاہے دست و پا پر قدرت دے، چاہے چشم و گوش (آنکھ اور کان) پر، چاہے دل و ہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی، کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے، نیک ارادے نہیں ڈالتے، برے خطروں سے نہیں پھرتے؟ ضرور سب کچھ باذن اللہ کرتے ہیں پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی۔

(2) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِذْ يُوحٰى رَبُّكَ اِلٰى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنۡیۡ مَعَكُمْ فَتَلۡبِثُوۡا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ ترجمہ: جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم رکھو مسلمانوں کے۔ (ب) 9 سورة الانفال، آیت 12

(3) سیرت ابن اسحاق و سیرت ابن ہشام میں ہے بنی قریظہ کو جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راہ میں اپنے کچھ اصحاب پر گزرے، ان سے دریافت فرمایا: تم نے ادھر جاتے ہوئے کوئی شخص دیکھا؟ عرض کی: وحید بن خلیفہ کو نقرہ جنگ پر سوار جاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: (ذٰک جبریل بعث الی بنی قریظۃ ینزلزل بہم حصونہم وینقذ الرعب فی قلوبہم) ترجمہ: وہ جبریل تھا کہ بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا کہ ان کے قلعوں میں زلزلے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام مع الروض الاثنت عشر، بنی قریظہ، ج 2، ص 195، مکتبہ فاروقیہ، ملتان)

(4) امام تہجدی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (اِذَا جَلَسَ الْقَاضِیُ مَجْلِسَہٗ هَبَطَ

عَلِیْہِ مَلٰٓئِکَۃٌ یُسَدُّوۡنَہٗ وَیُوقَفُوۡنَہٗ وَیُرِیۡدُوۡنَہٗ مَا لَہُمۡ یَجۡرُ فَاِذَا جَارَ عَرَجًا وَتَرَکَآہُ) ترجمہ: جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں کہ اس کی رائے کو درستی دیتے ہیں اور اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں اور اسے نیک راستہ سمجھاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرے، جہاں اس نے میل کیا فرشتوں نے اسے چھوڑا اور آسمان پر چڑھ گئے۔

(السنن الکبریٰ، کتاب آداب القاضی باب من انتلی بشیء، ج 10، ص 88، دار صادر، بیروت)

(5) دیلمی مسند الفردوس میں صدیق اکبر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، دونوں سے روای کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((لَوْ لَہٗ اُبْعِثْتُ فِیْکُمْ لُبَّیۡتُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَیۡدِیَ اللّٰہِ عَمَرَ بِمَلِکِہِ یُوقِفُہٗ وَیُسَدُّہٗ اَنۡہٗ فَاِذَا اَخۡطَا صَرَفَہٗ حَتّٰی یَکُوۡنَ صَوَابًا)) ترجمہ: اگر میں تم میں ظہور نہ فرماتا تو بیشک عمر بنی کیا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے تاکید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر بات میں اسے راہ پر رکھتے، اگر عمر کی رائے لغزش کرنے کو ہوتی ہے وہ پھیر دیتے ہیں یہاں تک کہ عمر سے حق ہی صادر ہوتا ہے۔

(الفردوس بمأثور الخطاب، ج 3، ص 372، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(6) ملائکہ کی شان تو بلند ہے۔ شیاطین کو قلوب عوام میں تصرف دیا ہے جس سے فقط اپنے چنے ہوئے بندوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ ﴿اِنَّ عِبَادِیۡ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلۡطٰنٌ﴾ ترجمہ: میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں۔

(ب) 14 سورة الحجج، آیت 42

(7) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿یُؤَسِّسُ فِیۡ ضَلٰوٰرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَ النَّاسِ﴾ ترجمہ: شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

(ب) 30 سورة النّاس، آیت 5، 6

(8) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: «شَیْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُؤْجِسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا» ترجمہ: شیطان آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کی۔

(اب 8، سورۃ الانعام، آیت 112)

(9) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ)) ترجمہ: بے شک شیطان انسان کی رگ رگ میں خون کی طرح جاری و ساری ہے۔

(صحيح البخاري، باب الاعتكاف، ج 1، ص 272، قدیمی کتب خانہ، کراچی) (صحيح البخاري، باب الصوم، باب المعتكف يدخل البيت لحاجته، ج 1، ص 335، افتاب عالمہ بیروت، لاہور)

(10) صحیحین وغیرہما میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب اذان ہوتی ہے شیطان گوز مارتے ہوئے بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سنے، جب اذان ہو چکتی ہے پھر آتا ہے۔ جب تکبیر ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے، جب تکبیر ہو چکتی ہے پھر آتا ہے ((حَتَّى يَخْطُرَ بِنَفْسِ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ يَذْدَى كَمْ صَلَّى)) ترجمہ: یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے اندر حائل ہو کر خطرے ڈالتا ہے کہتا ہے کہ یہ بات یاد کرو بات یاد کرو، ان باتوں کے لئے جو آدمی کے خیال میں بھی نہ تھیں، یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ کتنی پڑھی۔

(صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب فعل التثانين، ج 1، ص 85، قدیمی کتب خانہ، کراچی) (صحيح مسلم، كتاب الصلوة، باب فضل الاذان، وعرب النبط، ج 1، ص 168، قدیمی

کتب خانہ، کراچی)

(11) حدیث پاک میں ہے ((إِنَّ الشَّيْطَانَ وَاضِعُ خَطْمَهُ عَلَى قَلْبِ

ابن آدم، فَإِنَّ ذَكَرَ اللَّهَ خَسَسَ، وَإِنْ نَسِيَ التَّقَمَّ قَلْبَهُ فَذَلِكَ الْوَسْوَاسُ الْخَنَاسُ)) ترجمہ: بیشک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے، جب آدمی خدا تعالیٰ کو یاد کرتا ہے شیطان دبک جاتا ہے اور جب آدمی (ذکر سے) غفلت کرتا ہے تو شیطان اس کا دل اپنے منہ میں لے لیتا ہے تو یہ ہے وسوسہ ڈالنے والا دبک جانے والا۔

(نسب الایمان، ج 1، ص 403، دار المکتب العلمیہ، بیروت) (انوار الاصول، الاصل التاسع والاحسن، ص 354، دار صادر، بیروت) (فتاویٰ رضویہ، ملخصاً، ج 21، ص 380 تا 382، صافانڈینس، لاہور)

جب فرشتوں بلکہ شیاطین کے لیے قبضہ و تصرف ثابت ہے تو اولیاء اللہ کے لیے ثابت ماننے میں کیا احتمال ہے، اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ علیہ اس بات کو سمجھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”کہ شیطان ولہ ملک دونوں مشہور اور حدیثوں میں مذکور ہیں پھر اولیاء کرام کو قلوب میں تصرف کی قدرت عطا ہوئی کیا محل انکار ہے۔ حضرت علامہ سلجھاسی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبدالعزیز رضوی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ عوام جو اپنے حاجات میں اولیاء کرام مثل حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت کرتے ہیں نہ کہ اللہ عزوجل سے، حضرات اولیاء نے ان کو قصداً ادھر لگا لیا ہے کہ دعا میں مرا وطنی نہ ملتی دونوں پہلو ہیں، عوام (مراد) نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کئے جاتے، تو اگر بالکل خالص اللہ عزوجل ہی سے مانگتے پھر مرا وطنی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہو جاتے، اس لئے اولیاء نے ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر (مراد) نہ ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھی، اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 383، صافانڈینس، لاہور)



## غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کادلوں پر تصرف

اس کے بعد امام اہل سنت رحمہ اللہ جب نے مستند کتب (بہجۃ الاسرار جس کا تعارف ماقبل میں ہو چکا، اور ملا علی قاری رحمہ اللہ جب کی نزہۃ الخاطر) سے حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے کادلوں پر تصرف کے واقعات مکمل سندوں کے ساتھ نقل کیے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(1) مولانا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "نزهة الخاطر الفخری ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ سے" میں فرماتے ہیں "روی الشيخ الحلیل ابوصالح المغربي رحمه الله تعالى انه قال قال لي سیدی الشيخ ابو مدین فرس مر، یا ابا صالح سافر الی بغداد وأت الشيخ محی الدین عبدالقادر ليعلمن الفقر، فسافرت الی بغداد فلما رأیته رأیت رجلا مارأیت اکثرهية منه (فساق الحديث الی اخره الی ان قال) قلت یا سیدی اريد ان تمدنی ملئت بهذا الوصف فنظر نظرة فتفرقت عن قلبي جواذب الازادات كما يتفرق الظلام بهجوم النهار وانا الآن انفق من تلك النظرة" ترجمہ: یعنی شیخ حلیل ابوصالح مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی، مجھ کو میرے شیخ حضرت ابوشعیب مدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا: اے ابوصالح! سفر کر کے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر کے حضور حاضر ہو کر وہ تجھ کو فقر تعلیم فرمائیں، میں بغداد گیا جب حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے مدعی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا میں نے اس ہیبت و جلال کا کوئی بندہ خدا نہ دیکھا تھا حضور نے مجھ کو ایک سو بیس دن یعنی تین چلے خلوت میں بیٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اے ابوصالح! ادھر کو دیکھو تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی۔ کعبہ معظمہ، پھر مغرب کی طرف اشارہ

کر کے فرمایا: ادھر دیکھ تجھ کو کیا نظر آتا ہے۔ میں نے عرض کی: میرے پیر ابو مدین۔ فرمایا: کدھر جانا چاہتا ہے کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ میں نے عرض کی: اپنے پیر کے پاس۔ فرمایا: ایک قدم میں جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا؟ میں نے عرض کی: بلکہ جس طرح آیا تھا، فرمایا: یہ افضل ہے۔ پھر فرمایا: اے ابوصالح! اگر تو فقر چاہتا ہے تو ہر گز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا اور اس کا زینہ تو حید ہے اور تو حید کا مدار یہ ہے کہ عین السر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ مٹا دے لوح دل بالکل پاک و صاف کر لے، میں نے عرض کی: اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں، یہ سن کر حضور نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسی کا فور ہو گئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری، اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلا رہا ہوں۔

دیکھئے خاطر (دل) پر اس سے بڑھ کر اور کیا قبضہ ہوگا کہ ایک نگاہ میں دل کو تمام خطرات سے پاک فرما دیا اور نہ فقط اسی وقت بلکہ ہمیشہ کے لئے۔

بہجۃ الاسرار میں امام شطون فی رحمہ اللہ جب نے بھی اس واقعہ کو یوں مستحجج روایت فرمایا کہ "حدثنا الفقيه ابو الحجاج يوسف بن عبدالرحيم بن حجاج بن يعلى القاسى المالکى المحدث بالقاهرة 671هـ قال اخبرنا جدی حجاج بن عباس 623هـ قال حججت مع الشيخ ابی محمد صالح بن ویرجان الدکالی رحمہ اللہ تعالیٰ 588هـ فلما كنا بعرفات وافينا بها الشيخ ابالقاسم عمر بن مسعود المعروف باليزار فتسما لما وجلسا يندكران ايام الشيخ محی الدین عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ سے فقال الشيخ ابو محمد قال لی سیدی الشيخ ابو مدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے یا صالح سافر الی بغداد الحديث"

یعنی فقیہ محدث ابوالحجاج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میرے جد امجد حجاج بن یعلیٰ بن یسٰی قاسی نے مجھے خبر دی کہ میں نے شیخ ابو محمد صالح کے ساتھ میں حج کیا، عرفات میں ہم کو حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بزار ملے، دونوں شیخ بعد سلام بیٹھ کر حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمانے لگے، ابو محمد صالح نے فرمایا مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابو مدین نے فرمایا: اے صالح! سفر کر کے بغداد حاضر ہو۔

(بہجة الاسرار، ذکر فضول من کلامہ مرصعاً، ص 52، معطفی البانی، مصر)

**تنبیہ:** یہاں سے معلوم ہوا کہ ان شیخ کا نام گرامی صالح ہے اور کنیت ابو محمد "نزہۃ الخاطر" میں ابو صالح واقع ہوا سہو قلم ہے۔

(2) اسی ہیجہ الاسرار میں ہے کہ حضرت صالح یہ روایت فرما چکے تو حضرت سید عمر بزار فرمے: "وانا ایضاً کنت جالساً بین یدیه فی خلوتہ فضرب بیدہ فی صدری فاشرق فی قبلہ نور علی قدر دائرة الشمس ووجدت الحق من وقتی وانا الی الان فی زیادة من ذلك النور" یعنی یونہی میں بھی ایک روز حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے خلوت میں حاضر تھا حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر مارا، فوراً ایک نور قرص آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا، اور اس وقت سے میں نے حق کو پایا، اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

(بہجة الاسرار، ذکر فضول من کلامہ مرصعاً، ص 53، معطفی البانی، مصر)

(3) اسی ہیجہ الاسرار شریف میں اس سند کے ساتھ ہے: حدثنا الشیخ

ابوالفتوح محمد ابن الشیخ ابی المحاسن یوسف بن اسمعیل التیمی البکری البغدادی قال اخبرنا الشیخ الشریف ابو جعفر محمد بن ابی القاسم العلوی قال اخبرنا الشیخ العارف ابو الخیر بشر بن محفوظ ببغداد

بمنزلة الحديث یعنی ہم سے شیخ ابوالفتوح محمد صدیق بغدادی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو سید ابو جعفر محمد علوی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابو الخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دولت خانے پر بیان فرمایا کہ ایک روز میں اور بارہ صاحب اور (جن کے نام حدیث میں مفصل مذکور ہیں) خدمت اقدس حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا: "لِيَطْلُبَ كُلُّ مِنْكُمْ حَاجَةً أُعْطِيَهَا لَهُ" ترجمہ: تم میں سے ہر ایک ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں (اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ و منصب کی مرادیں مانگیں جو تفصیل مذکور ہیں)

حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "کلا نمد هولاء وهولاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا" ترجمہ: ہم ان اہل دین اور اہل دنیا سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے، اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔ خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا پایا، میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ واردات قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ نہیں (اوروں کو ان کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کر کے فرماتے ہیں): "واما انا فان الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع یدہ علی صدری وانا جالس بین یدیه فی مجلسه ذلك فوجدت فی الوقت العاجل نوراً فی صدری وانا الی الان افرق به بین موارد الحق والباطل وامیز به بین احوال الہدی والضلال وکنت قبل ذلك شدید القلق لالتباسها علق" ترجمہ: اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا، حضور نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا کہ فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کر لیتا

ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہو سکتے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ سرسحابشی، ص 30، 31، معطفی البانی، مصر)

(4) بہجۃ الاسرار میں ہی اس سند کے ساتھ مذکور ہے: اخبرنا ابو محمد بن

الحسن ابن ابی عمران القرشی و ابو محمد سالم بن علیا الدمیاطی قال اخبرنا الشیخ العالم الربانی شہاب الدین عمر السہروردی الحدیث یعنی ہمیں ابو محمد قرشی و ابو محمد دمیاطی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہمیں شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلہ سہروردیہ نے خبر دی کہ مجھے علم کلام کا بہت شوق تھا، میں نے اس کی کتابیں از بر حفظ کر لی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہو گیا تھا میرے علم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے، راہ میں مجھ سے فرمایا: اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے دیکھو ان کے سامنے باحیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا، حضور نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے؟ میں نے عرض کی: فلاں فلاں کتابیں۔ فامریدہ علی صدری فواللہ مانزعہا وانا احفظ من تلك الكتب لفظة وانسانی اللہ جمیع مسائلہا ولكن وفر اللہ فی صدری العلم اللدنی فی الوقت العاجل فقامت من بین یدیہ وانا انطق بالحکمة وقال لی یا عمر انت اخر المشہورین

بالعراق، قال وکان الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان الطریق والتصرف فی الوجود علی التحقیق۔ ترجمہ: حضور نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالیٰ کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دیے، ہاں! اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا، تو میں حضور کے پاس سے علم الہی کا گویا ہو کر (کلام کرتے ہوئے) اٹھا، اور حضور نے مجھ سے فرمایا ملک عراق میں سب سے پہلے نامور تم ہو گے یعنی تمہارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا، اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریق ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین قفلیسی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ سہروردی نے مجھے بغداد مقدس میں چلے میں بٹھایا تھا، میں چالیسویں روز میں کیا واقعہ دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انہو کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیانے بھر بھر کر جواہر خلق پر پھینکتے ہیں اور لوگ ٹوٹ رہے ہیں جب جواہر کی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے سے ابل رہے ہیں، دن ختم کر کے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کروں۔ میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا: جو تم نے دیکھا وہ حق ہے۔ اور اس جیسے کتنے ہی، یعنی صرف اتنے ہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے، بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے ہیں، یہ وہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دئے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلامہ سرسحابشی، ص 32، 33، معطفی البانی، مصر)

اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہوگا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرمادیں کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ اور ساتھ ہی علم لدنی سے سینہ بھریں۔

(5) کھجے الاسرار میں اس سند کے ساتھ موجود ہے: حدثنا الشيخ الصالح ابو عبد الله محمد بن كامل بن ابي المعالي الحسيني قال سمعت الشيخ العارف ابا محمد مفرج بن بنهان بن ركاف الشيباني، يعني هم من شيخ صالح ابو عبد الله محمد حسيني نے حدیث بیان کی کہ میں نے بے شیخ عارف ابو محمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سوفیقہ کے فقہاء میں سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے، اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں، ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے تاکہ انھیں جواب سے بند کر دیں، یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے، حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا جب وہ فقہاء آ کر بیٹھ لئے حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ انور سے ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی مگر جسے خدا نے چاہا اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا۔ جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے۔ پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر نیچے ہو کر مہر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پر نور کے قدموں پر رکھے، تمام مجلس سے ایک شورا اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد پھر ہل گیا، حضور پر نور ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمادئے۔

جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا: یہ تمہارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے: لما جلسنا فقدنا جميع ما نعرفه من العلم حتى كانه نسخ منا فلم يمر بنا قط فلما ضمنا الى صدره رجع الى كل منا ما نزع عنه من العلم ولقد ذكرنا مسائلنا التي هيأنا حاله وذكر فيها اجوبته "جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعہ سب ہم سے گم ہو گیا ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا، جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا جینا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کیلئے تیار کر کے لے گئے تھے۔ حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

(سبحه الاسرار مذكر وعظ رضى الله تعالى عنه، ص 96، معنطى الجابى، مصر)

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بھلا دیں اور پھر ایک آن میں عطا فرمادیں۔

(6) کھجے الاسرار میں اس سند کے ساتھ مذکور ہے: اخبرنا الشيخ ابو الحسن على بن عبد الله الابهرى وابو محمد سالم الدمياطى الصوفى قالا سمعنا الشيخ شهاب الدين السهروردى الحديث - يعني هم من ابو الحسن ابهرى وابو محمد سالم الدمياطى الصوفى نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو فرماتے سنا کہ میں اپنے شیخ معظم و علم مکرم سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی کے ہمراہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا، میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا، اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا۔ فرمایا: "کیف لا اتادب مع من صرفه مالکى فى قلبى وحالى وقلوب



الاولیاء واحوالہم ان شاء امسکھا وان شاء ارسلھا "ترجمہ: میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب و احوال پر تصرف بخشا ہے۔ چاہیں روک لیں چاہیں چھوڑ دیں۔

(بیحۃ الاسرار، ذکر الشیخ ابوالنجیب عبدالقادر السیوری، ص 235، مصطفیٰ البلی، مصر) کہتے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

(7) اور سب سے اجل واعلیٰ سینے، ہیچہ الاسرار میں اس سند صحیح کے ساتھ موجود ہے: حدثنا الشیخ ابو محمد القاسم بن احمد الهاشمی الحرمی، الحنبلی قال اخبرنا الشیخ ابو الحسن علی البخاز قال اخبرنا الشیخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزار، یعنی شیخ ابو محمد ہاشمی ساکن حرم محترم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انھیں عارف حضرت ابوالحسن علی بخاز نے خبر دی کہ انھیں امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبر دی کہ میں روزہ جمعہ کو حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جامع مسجد کو جاتا تھا، راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا، میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے، ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ اثر و دام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا، یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معالوگ تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے، یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہو گئے، میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا یعنی دولت قرب تو نصیب تھی، یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معا حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا: اور ارشاد فرمایا: اے عمر! تم ہی نے اس کی خواہش کی تھی، او ما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتها عنی وان شئت

اقلت بها الی، یعنی کیا تمھیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

(بیحۃ الاسرار، فصول من کلامہ مرحوم ابنی، من عجائب احوالہ، ص 76، مصطفیٰ البلی، مصر) یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) بعینہ انھیں الفاظ سے مولانا علی قادری حبہ رحمہ اللہ نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی، عارف باللہ سیدی نور المملتہ والدین جامی فرماتے ہیں: "نادانستی کہ دہانے مردمان بدست من است اگر خواہم دہانے ایشان داذ خود بگرددانم و اگر خواہم دونے در خود گنم" ترجمہ: تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہے اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

(نصائح الانس من حشرات القدس، شرحہ شیخ ابو عمرو بلی، ص 521، از انتشارات کتاب فروشی محمودی)

یہی تو اس سگ کوئے قادری حضرت مولانا نے عرض کیا تھا، ع

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد میں عرض کیا تھا،

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزانہ تیرا  
اس قصیدہ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشتیاء کا رد تھا جو حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامان بارگاہ کے قلب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کو وہ مصرع تھا جس طرح دوسری جگہ عرض کیا ہے،

رنج اعدا کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انھیں  
آپ گستاخ رکھے حکم و تکلیباتی دوست

اب اس کلام کو ایک حدیث مفید مسلمین و محافظ ایمان و دین پر ختم کریں، امام  
ممدوح ندویؒ فرماتے ہیں "حدثنا الشيخ الفقيه ابو الحسن علي بن الشيخ  
ابو العباس احمد بن المبارك البغدادي المحريمي قال اخبرنا الفقيه الشيخ  
محمد بن عبد اللطيف الترمسي البغدادي الصوفي قال كان شيخنا الشيخ  
محي الدين عبد القادر رضي الله تعالى عنه اذا تكلم بالكلام العظيم يقول عقيه  
بالله قولوا صدقت وانما اتكلم عن يقين لاشك فيه انما انطق فانطق  
واعطى فافرق واومر فافعل والعهد على من امرنى ولدية على العاقلة  
تكذيبكم لى سم ساعة لاديانكم وسبب لذهاب دنياكم وانحر كم  
اناسيا فاناقتال ويحذر كم الله نفسه لو لالحام الشريعة على لسانى  
لاخبرتكم بما تاكلون وماتدخرون فى بيوتكم انتم بين يدي كالقوارير  
يرى مافى بطونكم وظواهركم لو لالحام الحكيم على لسانى لطفى صاع  
يوسف بمافيه لكن العلم مستجير بذيل العالم كيلا يبدء مكنونة"

ترجمہ: حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے  
بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عز و جل کا عہد ہے کہ جو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے  
کلام فرماتا ہوں جس میں اصلاً کوئی شک نہیں میں کہلوا یا جاتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھے  
عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں، اور ذمہ  
داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا، اور خون بہا مددگاروں پر، تمہارا میری بات کو  
جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کروے اور اس

میں تمہاری دنیا و آخرت کی بربادی ہے۔ میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں، اور  
اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ  
ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، تم سب  
میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، تمہارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمہارے دلوں  
کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے اگر حکم الہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو  
یوسف کا پچا نہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے، مگر ہے یہ کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا  
ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائے۔

(بہجۃ الاسرار، کلمات احیاء، ص 24، مصطفیٰ الہابی، مصر)

صدقت یا سیدی واللہ انت الصادق المصدوق من عند اللہ و جلی  
لسان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم و نرف و بعد و عظم ذکرہ۔ ترجمہ: اے  
میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا۔ قسم خدا کی اللہ عز و جل کے نزدیک اور رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کے فرمان کے مطابق آپ بڑے سچے ہیں، آپ پر بھی اللہ کی رحمت  
و برکت اور سلام۔ (فتاویٰ رسوبہ منحصراً، ج 21، ص 383 تا 395، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فرمادہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

(ب3، سورہ آل عمران، آیت 73)

اس آیت کریمہ سے مسلمان کو دو ہدایتیں ہوئیں:

**ایک** یہ کہ مقبولات بارگاہ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضل نہ بتائے کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔  
**دوسری** یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی افضلیت ثابت ہو تو نفس کی خواہش اپنے ذاتی علاقہ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہ کو اصلاً دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آباؤ اساتذہ و مشائخ کو اوروں سے افضل ہی کریں جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اس سے کچھ نہ ہو اور جسے مفضل کیا وہی مفضل ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اس سے ہوں، یہ اسلامی شان ہے مسلمان کو اسی پر عمل چاہئے، اکابر خود رضائے الہی میں فتاح تھے جسے اللہ حمد و نعت نے ان سے افضل کیا، کیا وہ اس پر خوش ہوں گے کہ ہمارے متوسل ہمیں اس سے افضل بتائیں۔ حاشا للہ! وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضبناک ہوں گے تو اس سے کیا فائدہ کہ اللہ حمد و نعت کی عطا کا بھی خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے۔

### حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی فضائل

حضرت عظیم البرکت سیدنا سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ اللہ عنہ بزرگ اکابر اولیاء و اعظم محبوبان خدا سے ہیں، امام اجل ابوحد سیدی ابوالحسن علی بن یوسف نور الملت والدین نجفی شطونی قدس سرہ اللہ عنہ کتاب مستطاب بیچہ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں ”الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ هذا الشیخ من اعیان مشائخ العراق واجلاء العارفين وعظماء المحققين وصادر المقربين

### فصل سوم: افضلیت غوث پاک رضی اللہ عنہ

**سوال:** فتاویٰ رضویہ میں امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان

رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا:

زید کہتا ہے کہ جناب محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں غوث الثقلین یا قطب الاقطاب نہیں تھے بلکہ سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب اور غوث الثقلین تھے اور جناب سید عبدالقادر جیلانی نے جناب سید احمد کبیر رفاعی سے مدینہ منورہ میں چند اولیاء کے ہمراہ بیعت کی ہے، یہ بیعت اس وقت ہوئی کہ جب سید احمد کبیر رفاعی کے لئے حضور منیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دسم کے مزار انور سے دست مبارک نکلا تھا، اور اکثر عرب میں سید عبدالقادر جیلانی کو مذکورہ بالا صفتوں سے کوئی نہیں مانتا، ہاں سید احمد کبیر رفاعی کو مانتے ہیں۔ عمر و کہتا ہے کہ سیدنا احمد کبیر رفاعی کی ولایت اور قطبیت میں ہمیں بالکل کلام نہیں، مگر ان کی فضیلت سیدنا جناب سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں ہو سکتی، اور مدینہ منورہ کی بیعت کا کسی جگہ ثبوت نہیں ملتا، اور اکثر عرب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی بہت قدر و منزلت کرتے ہیں اور قطب الاقطاب و غوث الثقلین کی صفات حضرت پیران پیر صاحب ہی پر بولی جاتی ہیں۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ زید کے پیر صاحب سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔

**جواب:** سب سے پہلے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فضیلت دینے کا معیار اور طریقہ ارشاد فرمایا کہ فضیلت کسے اور کس طرح دینی چاہئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

### فضیلت دینے کا معیار:

اللہ حمد و نعت فرماتا ہے: **قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ** ﴿۱۰۷﴾

صاحب المقامات العلیة والحالات العظيمة والكرامات الجلیلة والاهوال السنية والافعال الخارقة والانفاس الصادقة صاحب الفتح الموفق والكشف المشرق والقلب الانوار والسر الظہر والقدر الاکبر ترجمہ: حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار ان مشائخ واکابر عارفین واعظم محققین وافسران مقررین سے ہیں جن کے مقامات بلند اور عظمت رفیع اور کرامتیں جلیلہ اور احوال روشن اور افعال خارق عادات اور انفاس سچے عجیب فتح اور چکا دینے والے کشف اور نہایت نورانی دل اور ظاہر تر سر اور بزرگ تر مرتبہ والے۔

(بہجۃ الاسرار وسعد الانوار، الشیخ احمد بن امی الحسن الرفاعی، ص 235، مصطفیٰ المصنوع، مصر)

یوں ہی دو ورق میں اس جناب رفعت قباب کے مراتب عالیہ و مناقب سامیہ و کرامات بدیعہ و فضائل رفیعہ ذکر فرماتے ہیں۔

حضرت محمد روح قدس سرہ (الترغیب) کا روضہ انور سید اطہر علیہ السلام جب دمع پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا ہے:

فی حالة البعد و حی كنت ارسلها \* تقبل الارض عنی و هی نائبتی  
وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامد دیمینک کی تحظی بہا شفقی  
ترجمہ: زمانہ دوری میں میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا وہ میری طرف سے زمین بوی کرتی، اب جسم کی نوبت ہے کہ حاضر بارگاہ ہے حضور دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔

(الحدادی للفتاویٰ، تنویر الحلق فی اسکان رؤیة النبی والملک، ص 261، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک روضہ انور سے باہر کرنا

اور حضرت احمد رفاعی کا اس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور و ماثور ہے۔

تنویر الحلق فی اسکان رؤیة النبی والملک للامام الجلیل السیوطی میں ہے ”لما

وقف سید احمد الرفاعی تجاه الحجرة الشریفة قال:

فی حالة البعد و حی كنت ارسلها \* تقبل الارض عنی و هی نائبتی  
وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامد دیمینک کی تحظی بہا شفقی  
فخرحت الیہ الید الشریفة فقبلها“

ترجمہ: جب میرے سردار احمد رفاعی حجرہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہوئے تو

یوں کہا: جب میں دور ہوتا تو اپنی روح کو بھیجتا تھا جو میری نائب ہو کر میری طرف سے زمین بوی کرتی تھی، یہ زیارت کا وقت ہے میں خود حاضر ہوا ہوں اپنا دست اقدس بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ دست بوی کی سعادت پائیں۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک آپ کی طرف نکلا جس کو آپ نے چوما۔

(الحدادی للفتاویٰ، تنویر الحلق فی اسکان رؤیة النبی والملک، ص 261، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اور بیعت یہی کرامت جلیلہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی مذکور و مزبور ہے۔ کتاب تفریح الخاطر مناقب الشیخ عبدالقادر میں ہے ”ذکروا ان الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاء مرة الى المدينة المنورة وقرأ بقرب الحجرة الشریفة هذین البیتین (فذكرهما کما مر و قال) فظهرت یدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصافحها ووضعها علی رأسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ ترجمہ: راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینہ نور بار ہو کر روضہ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا



دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔

(تفہیم الخطوط مترجمہ مع اصل عربی متن، المئمة الثانية والعشرون، ص 56، 57، دار الاشاعت، بیجل آباد)

اور تھوڑے کوئی مانع نہیں حضور سرکار غوثیت نے پہلا حج (پانچ سو ہجری) میں فرمایا ہے، جب عمر شریف اڑتیس سال تھی، حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سفر میں ہم رکاب تھے حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ام عہدہ میں خود سال تھے حضرت کو گیارہواں سال تھا، ممکن کہ اس بار حضور سرکار غوثیت نے یہ اشعار بارگاہ عرش چاہ میں عرض کئے اور ظہور دست اقدس و بوسہ مصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں۔

حيث قال احمد بن ابى الحسن المعروف بابن الرفاعي توفي يوم الخميس الثاني والعشرين من جمادى الاولى سنة ثمان وسبعين وخمسائة بام عبيدة وهو في عشر السبعين، ترجمہ: کہا: احمد ابن ابوالحسن جو کہ ابن رفاعی کے نام سے مشہور ہیں، کا وصال 22 جمادی الاولیٰ 578ھ بروز جمعرات ام عہدہ کے مقام پر ہوا، چنانچہ آپ ستر کی دہائی میں فوت ہوئے۔

مگر بروایت ہیبت الاسرار عنقریب آتی ہے اس پر 509ھ میں سات آٹھ برس کے ہو گئے ابتداء درجہ دس سال کے۔

(وفیات الاعیان مترجمہ ابن الرفاعي، ج 1، ص 172، دار الثقافة، بیروت)

جب حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے باتباع سرکار غوثیت انہوں نے بھی وہ اشعار عرض کئے اور سرکار کرم کے اس کرم سے مشرف ہوئے ہوں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ اٹکے لیے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین و آخرین کا جمع ہوا، جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں، ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا، ملائکہ اور رجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے، تمام افق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔

(سہجۃ الاسرار ذکرا اخبار المشائخ بالکشف عن ہیبتہ الحال حين قال ذلك، ص 8، 9، مصطفیٰ البلی، مصر)

والحمد لله رب العالمین۔

وہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالاتیرا اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلو تیرا تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہئے سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا گونیں جھک گئیں سر مجھ گئے گل ٹوٹ گئے کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

(6) قال اخبرنا ابو محمد الحسن بن احمد بن محمد وخلف بن

احمد بن محمد الحریمی قال اخبرنا جلدی محمد بن دنف قال اخبرنا الشيخ ابو القاسم بن ابی بکر بن احمد قال سمعت الشيخ خليفة رضي الله تعالى عنه وكان كتيرا الرؤيا لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقلت له يا رسول الله لقد قال الشيخ عبدالقادر قدسي هذه على رقة كل ولي الله، فقال صدق الشيخ عبدالقادر وكفى لا وهو

القطب و انصار عا۔ ترجمہ: شیخ ابوالقاسم بن ابی بکر احمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا عرض کی یا رسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا پاؤں ہر دلی اللہ کی گردن پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اخبار المشائخ بالکشف عن بیئۃ الحال حين قال ذلك، ص 40، مصطفیٰ البابی امیر)

کلب بواب عالی عرض کرتا ہے الحمد للہ! اللہ نے ہمارے آقا کو اس کنبے کا حکم دیا، کہتے وقت ان کے قلب مبارک پر بجلی فرمائی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلعت بھیجا، تمام اولیاء اولین و آخرین جمع کئے گئے، سب کے مولہ میں پہنایا گیا، ملائکہ کا جھگٹ ہوا، رجال الغیب نے سلامی دی، تمام جہان کے اولیاء نے گردنیں جھکا دیں، اب جو چاہے راضی ہو، جو چاہے ناراض، جو راضی ہو اس کے لئے رضا، جو ناراض ہو اس کیلئے ناراضی۔ جس کا جی چلے، اس سے کہو: **مُؤْتُوا بِغِيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ**۔ مرجاؤ اپنی جلن میں بے شک اللہ لوگوں کی جانتا ہے۔ ولله الحجة البالغة۔

(7) قال اخبرنا الحسن بن نجيم الحواري قال اخبرنا الشيخ

البارف علي بن ادريس اليعقوبي قال سمعت الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالى عنه يقول لا تسئلونهم مشائخ والملفكة لهم مشائخ وانا شيخ الكل، قال وسمعت في مرض موته يقول لا اولاد في بيوتكم وبين الخلق كلهم بعد ما بين السماء والارض لا تقيسوني باحد ولا تقيسوا علي احد۔ ترجمہ: ولی

جلیل حضرت علی بن ادريس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی، کہا میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے: آدمیوں کے لئے پیر ہیں، قوم جن کے لئے پیر ہیں، فرشتوں کے لئے پیر ہیں، اور میں سب کا پیر ہوں، اور میں نے حضور کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے: مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں۔ مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخیرہا عن نفسه الخ، ص 22، 23، مصطفیٰ البابی، امیر)

اے ہمارے آقا! آپ نے سچ کہا، خدا کی قسم! آپ صادق مصدوق ہیں۔

(8) قال اخبرنا ابو المعالي صالح بن احمد المالكي قال اخبرنا

الشيخ ابو الحسن البغدادي المعروف بالخفاف والشيخ ابو محمد عبد اللطيف البغدادي المعروف بالمطرز قال ابو الحسن اخبرنا شيخنا الشيخ ابو السعود احمد بن ابي بكر الحریمی سنة ثمانين وخمسائة وقال ابو محمد اخبرنا شيخنا عبد الغني بن نقطة قال اخبرنا شيخنا ابو عمرو عثمان الصريفي قال لا والله ما اظهر الله تعالى ولا يظهر الى الوجود مثلاً الشيخ محي الدين عبدالقادر رضي الله تعالى عنہ۔ ترجمہ: ہم کو دو مشائخ کرام نے خبر دی، ایک شیخ ابوالحسن بغدادی معروف بہ خفاف، دوسرے شیخ ابومحمد اللطیف بغدادی معروف بہ مطرز۔ اول نے کہا ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی فرمے کہ ہمارے سامنے 580ھ میں فرمایا، اور دوم نے کہا ہم کو ہمارے مرشد حضرت عبدالغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ ان کے سامنے ان کے مرشد حضرت شیخ ابوعمر عثمان صریفی فرمے کہ فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ حریص نے اولیاء

میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے۔  
(بہجۃ الاسرار ذکر لفظوں میں کلامہ مرستیابی، من عجائب احوالہ مختصر، ص 25، معطفی البانی مصر)

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم  
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہوتا تیرا

(9) قال اخبرنا الشيخ ابو المحاسن يوسف بن احمد البصري قال سمعت الشيخ العالم اباطالب عبدالرحمن بن محمد الهاشمي الواسطي قال سمعت الشيخ القدوة جمال الدين ابا محمد بن عبدالبصري بها يقول وقد سئل عن الخضر عليه السلام قلت ميت قال اجتمعت بابي العباس الخضر عليه الصلوة والسلام وقلت اخبرني عن حال الشيخ عبدالقادر قال هو فرد الاحباب وقطب الاولياء في هذا الوقت وما والله تعالى وليا الى مقام الاو كان الشيخ عبدالقادر اعلاه ولا سقى الله حبيبا كاسامن حبه الا وكان للشيخ عبدالقادر اهناه، ولا وهب الله لمحرب حالا الا وكان الشيخ عبدالقادر اجله، وقد اودعه الله تعالى سرامن اسراره سبق به جمهور الاولياء وما اتخذ الله وليا كان اول يكون الا وهو متادب معه الى يوم القيامة - ترجمة: میں نے شیخ امام جمال الملہ والدین حضرت ابو محمد بن عبد بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بصرہ میں سنا، ان سے سوال ہوا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا انتقال ہوا؟ فرمایا: میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملا اور عرض کی: مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجئے۔ حضرت خضر نے فرمایا: وہ آج تمام محبوبوں میں یکساں اور تمام اولیاء کے قطب ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا ہو نہ

کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبدالقادر نے نہ پایا ہو، نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اس سے بزرگ تر نہ ہوں۔ اللہ نے ان میں اپنا وہ راز و دیت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے، اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دے سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار ذکر الشيخ ابو محمد القاسم بن عبدالبصري، ص 173، معطفی البانی، مصر)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

(10) قال اخبرنا الشريف ابو عبدالله محمد بن الخضر الحسيني

الموصلی قال سمعت ابي يقول كنت يوما جالسا بين يدي سيدي الشيخ محي الدين عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخطر في قلبي زيارة الشيخ احمد رفاعي رضی اللہ عنہ فقال لي الشيخ احمد؟ قلت نعم فاطرق يسيرا، ثم قال لي يا خضرها الشيخ احمد فاذا انا بجانبه فرأيت شيخا مهابا فقممت اليه وسلمت عليه فقال لي يا خضر من يرى مثل الشيخ عبدالقادر سيد الاولياء يتحنى رؤية مثلي وهل انا الامن رعيته ثم غاب وبعد وفاة الشيخ انحدرت من بغداد الى ام عبيدة لازوره، فلما قدمت عليه اذا هو الشيخ الذي رأيته في جانب الشيخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ في ذلك الوقت لم تجد درويته عندي زيادة معرفة به فقال لي يا خضر الم تكفك الاولى - ترجمة: ہم کو سید حسینی ابو عبد اللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں،

حضور نے فرمایا: کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ حضور نے تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا: اے خضر! ویہ ہیں شیخ احمد۔ اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے اُن کو دیکھا کہ رعب دار شخص ہیں میں کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا: اے خضر! وہ جو شیخ عبدالقادر کو دیکھے جو تمام اولیاء کے سردار ہیں وہ میرے دیکھنے کی تمنا کرے، میں تو انہیں کی رعیت میں سے ہوں۔ یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہو گئے پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا انہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو میں نے اس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ ان کی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا: اے خضر! کیا پہلی تمہیں کافی نہ تھی!

(بیہجۃ الاسرار ذکر احمد بن ابی الحسن الرفاعی، ص 237، 238، معطفی البلی، مصر)

(11) قال اخبرنا ابو القاسم محمد بن عبادة الانصاری الحلبي

قال سمعت الشيخ العارف ابا اسحق ابراهيم بن محمود البعلبكي المقرئ قال سمعت شيخنا الامام ابا عبدالله محمد البطائحي، قال انحدرت في حياة سيد الشيخ محي الدين عبدالقادر رضي الله تعالى عنه الى ام عبيدة، واقمت برواق الشيخ احمد رضي الله تعالى عنه اياماً فقال لي الشيخ احمد يوماً اذكر لي شيئاً من مناقب الشيخ عبدالقادر وصفاته فذكرت له شيئاً منها، فحساء رجل في اثناء حديثي فقال لي مه لا تذكر عندنا مناقب غير مناقب هذا، او اشار الى الشيخ احمد فنظر اليه الشيخ احمد مغضباً، فرفع الرجل من بين يديه ميتاً ثم قال ومن يستطيع وصف مناقب الشيخ عبدالقادر ومن

يبلغ مبلغ الشيخ عبدالقادر ذلك رجل بحر الشريعة عن يمينه، و بحر الحقيقة عن يساره، من ايهما شاء اغترف الشيخ عبدالقادر لاثاني له في عصرنا هذا، قال و سمعته يوماً يوصي اولاد اخته و اكابر اصحابه، و قد جاء رجل يوعده مسافراً الى بغداد قال له اذا دخلت الى بغداد فلا تقدم على زيارة الشيخ عبدالقادر شيئاً ان كان حياً ولا على زيارة قبره ان كان ميتاً، فقد اخذله العهد ايما رجل من اصحاب الاحوال دخل بغداد ولم يزره سلب حاله ولو قبيل الموت، ثم قال والشيخ محي الدين عبدالقادر حسرة على من لم يره رضي الله عنه ترجمه: امام ابو عبد الله بطائحي كونا فرماتے تھے: میں حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا، ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر کے کچھ مناقب و اوصاف سناؤ، میں نے کچھ مناقب شریف ان کے سامنے بیان کئے، میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کیا ہے اور حضرت سید رفاعی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمارے سامنے ان کے سوا کسی کے مناقب ذکر نہ کرو، یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اس کا دم نکل گیا لوگ اس کی لاش اٹھا کر لے گئے، پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کر سکتا ہے، شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے، شریعت کا دریا ان کے ذہن پر ہے اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں، ہمارے اس وقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی جانی نہیں۔ امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت



فرماتے تھے ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے ان سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو ان کی زیارت اور پردہ فرما جائیں تو ان کے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرے کہ اللہ حمد سے ان سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحب حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو نہ حاضر ہو اس کا حال سلب ہو جائے اگرچہ اس کے مرتے وقت، پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہے اس پر جسے ان کا دیدار نہ ملا۔

(ہجۃ الاسرار، ذکر الشیخ احمد بن الحسن الرفاعی، ص 238، مطبعی البانی، مصر)

یہ کہینہ بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے:

اے حسرت آنا نہ کہ نہ دیدند جمالت

محروم مداد ایں سبگ خود داذنوا لست

ترجمہ: جنہوں نے آپ کا جمال نہ دیکھا ان پر حسرت ہے، اپنے اس کتے کو اپنی عطا سے محروم نہ رکھیں۔

مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اے شخص! ظاہر شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنی رکن ایمان نہیں کہ جو ان سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے ہے مگر واللہ کہ ان کے مخالف سے اللہ حمد نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوصاً انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے، عبدالقادر کا انکار قادر مطلق حمد کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائے گا۔

باز اہلب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جزا کاٹنے کی فکر میں ہے کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجر تیرا **تذنیل:** اخیر میں ہم دو جلیل القدر اجلۃ المشاہیر علماء کبار مکہ معظمہ کے کلمات ذکر کریں جن کی وفات کو تین تین سو برس سے زائد ہوئے، اول امام اجل ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ ضالی، دوم علامہ علی قاری مکی حنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ وغیرہا کتب جلیلہ۔ دو غرض سے:

**ایک یہ کہ** اگر دو مطرودوں، مخذلوں، گنہگاروں، مجہولوں واسطی و قرمانی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب بچہ الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں یہ بالاتفاق اجلا کا بر علماء ہیں۔

**دوسری یہ کہ** دونوں صاحب اکابر مکہ معظمہ سے ہیں، تو اس افتراء کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہل عرب پر کیا حالانکہ غالباً تاریخ الحرمین وغیرہ میں ہے، اور حاضری حرمین طہیین سے مشرف ہونے والا جانتا ہے کہ اہل حرمین طہیین بعد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اٹھتے بیٹھتے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کی بھی گیارہ ہی عبارات نقل کریں:

(1) علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی 1014ھ کتاب نزہۃ الخاطر القاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے ہیں "لقد بلغنی عن بعض الاکابر ان الامام الحسن ابن سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما ترک الخلافۃ لما فیہا من الفتنة والآفة عوضہ اللہ سبخنہ وتعالی القطبۃ الکبریٰ فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ تعالیٰ عنہ القطب الاکبر سیدنا السید الشیخ عبدالقادر هو القطب الاوسط والمہدی خاتمة الاقطاب" ترجمہ: بیشک مجھے اکابر سے پہنچا

کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیال فتوہ بلا یہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور انکی اولاد و امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا۔ پہلے قطب اکبر خود حضور سید امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مصحف)

(ترجمہ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر، ص 8 قلمی نسخہ)

(2) اسی میں ہے ”من مشائخہ حماد الدباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روى ان يومسا كان سيدنا عبدالقادر عنده في رباطه ولما غاب من حضرته قال ان هذا الاعجمي الشريف قدما يكون على رقاب اولياء الله يصير مامورا من عند مولاه بان يقول قدمي هذا على رقة كل ولي الله ويتواضع له جميع اولياء الله في زمانه ويعظمونه لظهور شانہ“ ترجمہ: حضرت حماد دباس حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مصحف) ایک روز انہوں نے سرکار غوثیت کی غیبت میں فرمایا، ان جو ان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا انہیں اللہ عزوجل حکم دے گا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور ان کے زمانے میں جمع اولیاء اللہ انکے لئے سر جھکائیں گے، اور ان کے ظہور مرتبہ کے سبب ان کی تعظیم بجالائیں گے۔

(ترجمہ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر، ص 8 قلمی نسخہ)

نامور من اللہ ہونا ملحوظ رہے اور جمع اولیاء زمانہ میں بے شک حضرت سیدی رفاغی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی داخل۔

(3) اسی میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ”قدمی هذه على رقة كل ولي الله“ فرمانا اور اولیاء حاضرین و غائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اس کی ولایت سلب ہو جانا بیان

کر کے فرماتے ہیں ”و هذا تنبيه بينة على انه قطب الاقطاب والغوث الاعظم“ ترجمہ: یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں۔ (ترجمہ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر، ص 9، 10 قلمی نسخہ)

(4) اسی میں ہے ”ومن كلامه رضي الله تعالى عنه تحدثنا بنعم الله تعالى

عليه بيني وبينكم وبين الخلق كلهم بعد ما بين السماء والارض فلا تقيسوني باحد ولا تقيسوا علي احدا يعني فلا يقاس الملوك بغيرهم وهذا كله من فتوح الغيب المبرء من كل عيب“ ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کا جو کلام ارشاد فرمایا ان میں سے یہ ہے کہ فرمایا مجھ میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں، مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو۔ اس پر علامہ علی قاری فرماتے ہیں اس لئے کہ سلاطین کا رعیت پر قیاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے ہے جو ہر غیب سے پاک و صاف ہے۔

(5) اسی میں ہے ”وعن عبدالله بن علي بن عسرون التميمي

الشافعي قال دخلت وانا شاب الى بغداد في طلب العلم وكان ابن السقا يومئذ رفيقي في الاشتغال بالنظامية وكنا نتعبد ونزور الصالحين وكان رجل ببغداد يقال له الغوث، وكان يقال عنه انه يظهر اذا شاء وخفي اذا شاء فقصدت انا وابن السقا والشيخ عبدالقادر الجيلاني وهو شاب يومئذ الى زيارته فقال ابن السقا ونحن في الطريق اليوم اسأله عن مسئلة لا يدري لها جوابا، فقلت وانا اسأله عن مسئلة فانظر ماذا يقول فيها وقال سیدی الشیخ عبدالقادر قد مررنا بمعاذ الله ان اسأله شیخنا انا بین یدیه اذا

حالت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ان غوث کی زیارت کو گئے، راستے میں ابن السقانے کہا آج ان سے وہ مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب انہیں نہ آئے گا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں، حضرت شیخ عبدالقادر فرمے: **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں ان کے سامنے ان سے کچھ پوچھوں میں تو ان کے دیدار کی برکتوں کا نظارہ کروں گا۔ جب ہم ان غوث کے یہاں حاضر ہوئے ان کو اپنی جگہ نہ دیکھا تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں ابن السقا کی طرف نگاہ غضب کی اور فرمایا: تیری خرابی اے ابن السقا! تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے، تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، بے شک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبداللہ! تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، ضرور تم پر دنیا اتنا گوبر کرے گی کہ کان کی ٹونک اس میں غرق ہو گے، بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا: اے عبدالقادر! بے شک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرما رہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور تمام اولیائے وقت نے آپ کی تعظیم کیلئے گردنیں جھکا لی ہیں۔ وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے پھر ہم نے انہیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو نشان قرب ظاہر ہوئے کہ وہ اللہ حورجن کے قرب میں ہیں خاص و عام ان پر جمع ہوئے اور انہوں نے فرمایا: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور اولیاء وقت نے اس کا ان کے لئے اقرار کیا، اور ابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اس سے نکاح

انظر برکات رويته فلما دخلنا عليه لم نره في مكانه فمكثنا ساعة فاذا هو جالس فنظر الي ابن السقا مغضبا وقال له ويلك يا ابن السقا تسألني عن مسئلة لم أرد لها جوابا، هي كذا وجوابها كذا، اني لاري نار الكفر تلهب فيك۔ ثم نظر الي وقال يا عبد الله تسألني عن مسألة لتتظر ما قول فيها هي كذا وجوابها كذا لتخون عليك الدنيا الي شحمتي اذنيك باساءة ادبك۔ ثم نظر الي سيد عبدالقادر وادناه منه واكرمه وقال له يا عبدالقادر لقد ارضيت الله ورسوله بادل بك كآتي اراك ببغداد وقد صعدت على الكرسي متكئ على الملا وقلت قدمي هذه على رقبة كل ولي الله، وكآتي اري الاولياء في وقتك وقد حنوا رقبهم اجلالا لك، ثم غاب عنا لوقته فلم نره بعد ذلك، قال واما سيدي الشيخ عبدالقادر فانه ظهرت اماره قربه من الله عز وجل واجتمع عليه الخاص والعام، وقال قدمي هذه على رقبة كل ولي الله واقرت الاولياء بفضلته في وقته واما ابن السقا فرأى بنتا للملك حسينة ففتر بها وسأل ان يزوجهها به فابى الا ان ينتصر فاجابه الي ذلك۔ والعياذ باللہ تعالیٰ۔ واما انا فحجت الي دمشق واحضرني السلطان نور الدين الشهيد وولاني على الاوقات فوليتها واقبلت على الدنيا اقبالا كثيرا فصدق كلام الغوث فينا كلنا۔ ترجمہ: عبداللہ بن علی بن عمرو بن تمیمی شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا اس زمانے میں ابن السقا درمہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا، ہم عبادت کرتے اور صالحین کی زیارت کرتے تھے، بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے، اور ان کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں، ایک دن میں اور ابن السقا اور اپنی نو عمری کی

کی درخواست کی اس نے نہ مانا مگر یہ نصرانی ہو جائے، اس نے یہ نصرانی ہونا قبول کر لیا، والعباد باللہ تعالیٰ۔ رہائیں، میرا دمشق جانا ہوا، وہاں سلطان نور الدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔ غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا۔

(نزہۃ المخاطر والفاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر ص 32، قلمی نسخہ)

اولیاء وقت میں حضرت رفاغی بھی ہیں۔

یہ مبارک روایت بھجے الاسرار شریف میں دو سندوں سے ہے۔

(سہجۃ الاسرار، ذکر اخبار المشایخ منہ بذلک، ص 8، مصطفیٰ البابی، مصر)

اور ایک یہی کیا، علامہ علی قاری نے اس کتاب میں چالیس روایات اور بہت کلمات کو ذکر کئے سب بھجے الاسرار شریف سے ماخوذ ہیں، یونہی اکابر ہمیشہ اس کتاب مبارک کی احادیث سے استناد کرتے آئے مگر محروم۔

(6) اسی میں ہے "قال رضي الله تعالى عنه وعزّة ربّي ان السعداء والاشقياء يعرضون علي وان بولي عيني في اللوح المحفوظ انا حجة الله عليكم جميعكم انا نائب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ووارثه في الارض ويقول الانس لهم مشائخ والجن لهم مشائخ والملئكة لهم مشائخ وانا شيخ الكل، رضي الله تعالى عنه، ونفعنا به" ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضي الله تعالى عنه نے فرمایا "مجھے عزت پروردگار کی قسم! بے شک سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، بیشک میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے، میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں ان کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے: آدمیوں کے پیر ہیں، قوم جن کے پیر ہیں، فرشتوں کے پیر ہیں اور میں ان سب کا پیر ہوں۔ (علی قاری اسے نقل کر کے عرض کرتے ہیں) اللہ حرد جن کی رضوان

حضور پر ہوا اور حضور کے برکات سے ہم کو نفع دے۔

(نزہۃ المخاطر والفاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص 32، قلمی نسخہ)

(7) اسی میں ہے "روى عن السيد الكبير القطب الشهير سيد

احمد الرفاعي رضي الله تعالى عنه انه قال الشيخ عبدالقادر بحر الشريعة عن يعينه وبحر الحقيقة عن يساره من ايها شاء اغترف السيد عبدالقادر لاتاني له في عصرنا هذا رضي الله تعالى عنه" ترجمہ: سید کبیر قطب شہیر سید احمد الرفاعی رضي الله تعالى عنه سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: شیخ عبدالقادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر ان کے رہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر ان کے بائیں ہاتھ، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں رضي الله تعالى عنه۔

(نزہۃ المخاطر والفاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص 34، قلمی نسخہ)

(8) امام ابن حجر کی شافعی متونی 974ھ اپنے فتاویٰ حدیث میں فرماتے

ہیں "انهم قد يؤمرون تعريفا لجاهل او شكرا وتحدثنا بنعمة الله تعالى كما وقع الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالى عنه انه بينما هو بمجلس وعظه واذا هو يقول قدمي هذه على رقة كل ولي الله تعالى فاجابه في تلك الساعة اولياء الدنيا قال جماعة بل واولياء الجن جميعهم وطاطنوا و وسهم وخضعوا له واعترفوا بما قاله الارجل باصبعها فابى فسلب حاله" ترجمہ: کبھی اولیاء کو کلمات بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو ان کے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکر الٰہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کے لئے جیسا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضي الله تعالى عنه کے لئے ہوا کہ انہوں نے اپنی مجلس وعظ میں وقف فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، فوراً تمام دنیا کے اولیاء نے قبول کیا اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاء جن نے بھی، اور سب نے اپنے



سر جھکا دئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اور ان کے اس ارشاد کا اقرار کیا مگر اصحابان میں ایک شخص منکر ہوا فورا اس کا حال سلب ہو گیا۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی بذہ الخ، ص 414، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(9) پھر فرمایا ”وَمَنْ طَاطَأَ رَأْسَهُ ابْنَ النَجِيبِ الْمَهْرُورِ دِي وَقَالَ عَلَى رَأْسِي وَاحْمَدُ الرَّفَاعِيُّ قَالَ عَلَى رِقَبَتِي وَحَمِيدُ مَنْهُمْ وَنَسِلُ فَقَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، وَابْنُ مَدِينٍ فِي الْمَغْرِبِ وَأَنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْهَدُكَ وَاشْهَدْ مَلَائِكَتُكَ اِنِّیْ سَمِعْتُ وَاطَعْتُ، وَكَذَا الشَّيْخُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقِنَاوِيُّ مَدْعُوهُ وَقَالَ صَدَقَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ“ ترجمہ: حضور کے ارشاد پر جنہوں نے اپنے سر جھکائے ان میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران حیر) حضرت سید عبد القادر ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے اپنا سر مبارک جھکا دیا اور کہا (گردن کیسی) میرے سر پر میرے سر پر۔ اور ان میں سے حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے کہا میری گردن پر، اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے جن کی گردن پر حضور کا پاؤں ہے، اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ: میرا پاؤں ہر ولی کی گردن پر۔ لہذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے، اور انہیں میں حضرت سید ابومدین شعیب مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا میں بھی انہیں میں ہوں الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا، اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبدالرحیم قادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گردن مبارک بچھائی اور کہا سچ فرمایا، مانے ہوئے سچے نے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (میں)۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی بذہ الخ، ص 414، دار احیاء

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ انکے لیے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین و آخرین کا مجمع ہوا، جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں، ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا، ملائکہ اور رجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے، تمام انق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔

(سبحۃ الاعراس، ذکر اخبار المشائخ بالکشف عن ہیئۃ الحال حین قال ذلک، ص 8، 9، مصطفیٰ البانی، مصر)

والحمد لله رب العالمین۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالاتیرا اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلو اتیرا تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہئے سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے کل ٹوٹ گئے کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

(6) قال اخبرنا ابو محمد الحسن بن احمد بن محمد وخلف بن

احمد بن محمد الحریمی قال اخبرنا جدی محمد بن دنف قال اخبرنا الشیخ ابو القاسم بن ابی بکر بن احمد قال سمعت الشیخ خلیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان کثیرا الرؤیا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت له یا رسول اللہ لقد قال الشیخ عبدالقادر قدسی هذه علی رقبۃ کل ولی اللہ، فقال صدق الشیخ عبدالقادر وکفی لا و هو

القطب و انصار عاہ۔ ترجمہ: شیخ ابوالقاسم بن ابی بکر احمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا عرض کی یا رسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان۔

(بہجة الاسرار، ذکر اخبار المشائخ بالكشف عن بيئة الحال حين قال ذلك، ص 10، مصطفی البانی)

کلب باب عالی عرض کرتا ہے الحمد للہ! اللہ نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا، کہتے وقت ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلعت بھیجا، تمام اولیاء اولین و آخرین جمع کئے گئے، سب کے مولجہ میں پہنایا گیا، ملائکہ کا جمگھٹ ہوا، رجال الغیب نے سلامی دی، تمام جہان کے اولیاء نے گردنیں جھکا دیں، اب جو چاہے راضی ہو، جو چاہے ناراض، جو راضی ہو اس کے لئے رضا، جو ناراض ہو اس کیلئے ناراضی۔ جس کا جی چلے، اس سے کہو: **مُؤْتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِم بِذَاتِ الضُّؤُرِ**۔ مرجاؤ اپنی جلن میں بے شک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ واللہ الحجة البالغة۔

(7) قال اخبرنا الحسن بن نجيم الحوز اني قال اخبرنا الشيخ

البارف علي بن ادریس اليعقوبي قال سمعت الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالى عنه يقول الانس لهم مشائخ والملئكة لهم مشائخ وانا شيخ الكل، قال وسمعت في مرض موته يقول لا اولاد بيني وبينكم وبين الخلق كلهم بعد ما بين السماء والارض لا تقيسوني باحد ولا تقيسوا علي احدا۔ ترجمہ: ولی

جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی، کہا میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے: آدمیوں کے لئے پیر ہیں، قوم جن کے لئے پیر ہیں، فرشتوں کے لئے پیر ہیں، اور میں سب کا پیر ہوں، اور میں نے حضور کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے: مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں۔ مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔

(بہجة الاسرار، ذکر کلمات اخبر بها عن نفسه، ص 22، 23، مصطفی البانی، مصر)

اے ہمارے آقا! آپ نے سچ کہا، خدا کی قسم! آپ صادق مصدوق ہیں۔

(8) قال اخبرنا ابوالمعالی صالح بن احمد المالکی قال اخبرنا

الشيخ ابو الحسن البغدادي المعروف بالخفاف والشيخ ابو محمد عبد اللطيف البغدادي المعروف بالمطرز قال ابو الحسن اخبرنا شيخنا الشيخ ابو السعود احمد بن ابي بكر الحريمي سنة ثمانين وخمسة وقال ابو محمد اخبرنا شيخنا عبد الغني بن نقطة قال اخبرنا شيخنا ابو عمرو عثمان الصريفي قالوا والله ما اظهر الله تعالى ولا يظهر الى الوجود مثلاً للشيخ محي الدين عبدالقادر رضي الله تعالى عنه۔ ترجمہ: ہم کو دو مشائخ کرام نے خبر دی، ایک شیخ ابوالحسن بغدادی معروف بہ خفاف، دوسرے شیخ ابومحمد عبداللطیف بغدادی معروف بہ مطرز۔ اول نے کہا ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے 580ھ میں فرمایا، اور دوم نے کہا ہم کو ہمارے مرشد حضرت عبدالغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ ان کے سامنے ان کے مرشد حضرت شیخ ابوعمر عثمان صریفی فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیاء

میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً کاشم نے پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے۔  
(بہجۃ الاسرار ذکر فضول من کلامہ سر صغابنی، من عجائب احوالہ مختصر، ص 25، مصطفیٰ البانی مصر)

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم  
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

(9) قال اخبرنا الشيخ ابو المحاسن يوسف بن احمد البصري قال سمعت الشيخ العالم اباطالب عبدالرحمن بن محمد الهاشمي الواسطي قال سمعت الشيخ القدوة جمال الدين ابا محمد بن عبدالبصري بها يقول وقد سئل عن الخضر حبه (عنوة و لائق) احيى هو ام ميت قال اجتمعت بناهي العباس الخضر عليه الصلوة والسلام وقلت اخبرني عن حال الشيخ عبدالقادر قال هو فرد الاحباب وقطب الاولياء في هذا الوقت وما والله تعالى وليا الى مقام الاو كان الشيخ عبدالقادر اعلاه ولا سقى الله حبيبا كاسامن حبه الا و كان للشيخ عبدالقادر اهانه، ولا وهب الله لمقرب حالا الا و كان الشيخ عبدالقادر اجله، وقد اودعه الله تعالى سرامن اسراره سبق به جمهور الاولياء وما اتخذ الله وليا كان اول يكون الا وهو متادب معه الى يوم القيمة - ترجمة: میں نے شیخ امام جمال الملہ والدین حضرت ابو محمد بن عبدالصری رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً سے پھرہ میں سنا، ان سے سوال ہوا تھا کہ حضرت خضر حبه (عنوة و لائق) زندہ ہیں یا انتقال ہوا؟ فرمایا: میں حضرت خضر حبه (عنوة و لائق) سے ملا اور عرض کی: مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجئے۔ حضرت خضر نے فرمایا: وہ آج تمام محبوبوں میں یکساں اور تمام اولیاء کے قطب ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا ہو نہ

کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبدالقادر نے نہ پایا ہو، نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اس سے بزرگ تر نہ ہوں۔ اللہ نے ان میں اپنا وہ راز و دلیت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے، اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دے سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار ذکر الشيخ ابو محمد القاسم بن عبدالصري، ص 173، مصطفیٰ البانی، مصر)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

(10) قال اخبرنا الشريف ابو عبدالله محمد بن الخضر الحسيني الموصلي قال سمعت ابي يقول كنت يوما جالسا بين يدي سيدي الشيخ محي الدين عبدالقادر رضي الله تعالى عنه فخطر في قلبي زيارة الشيخ احمد رفاعي رضي الله عنه فقال لي الشيخ احمد؟ قلت نعم فاطرق يسيرا ثم قال لي يا خضرها الشيخ احمد فاذا انا بجانبه فرأيت شيخا مها با فقممت اليه وسلمت عليه فقال لي يا خضر من يرى مثل الشيخ عبدالقادر سيد الاولياء يتمنى رؤية مثلي وهل انا الامن رعيته ثم غاب و بعد وفاة الشيخ انحدرت من بغداد الى ام عبيدة لازوره، فلما قدمت عليه اذا هو الشيخ الذي رأيته في جانب الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالى عنه في ذلك الوقت لم تحدو رؤيته عندي زيادة معرفة به فقال لي يا خضر الم تكفك الاولی۔ ترجمہ: ہم کو سید حسینی ابو عبد اللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں،

حضور نے فرمایا: کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ حضور نے تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا: اے خضر! لو یہ ہیں شیخ احمد۔ اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے اُن کو دیکھا کہ رعب دار شخص ہیں میں کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا: اے خضر! وہ جو شیخ عبدالقادر کو دیکھے جو تمام اولیاء کے سردار ہیں وہ میرے دیکھنے کی تمنا کرے، میں تو انہیں کی رعیت میں سے ہوں۔ یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہو گئے پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا انہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو میں نے اس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ ان کی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا: اے خضر! کیا پہلی تمہیں کافی نہ تھی!

(بہجة الاسرار، ذکر احمد بن ابی الحسن الرفاعی، ص 237، 238، مسططی البلی، مصر)

(11) قال اخبرنا ابو القاسم محمد بن عبادة الانصاري الحلبي قال سمعت الشيخ العارف ابا اسحق ابراهيم بن محمود البعلبكي المقرئ قال سمعت شيخنا الامام ابا عبدالله محمد البطائحي، قال انحدرت في حيلة سيد الشيخ محي الدين عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی ام عبیدة، واقمت برواق الشيخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایاماً فقال لی الشيخ احمد یوماً اذکر لی شیئاً من مناقب الشيخ عبدالقادر وصفاته فذكرت له شيئاً منها، فحجاء رجل فی اثناء حدیثی فقال لی مه لا تذکر عندنا مناقب غیر مناقب هذا، او اشار الی الشيخ احمد فنظر الیه الشيخ احمد مغضباً، فرفع الرجل من بین یدیه میثاقاً قال ومن یستطع وصف مناقب الشيخ عبدالقادر ومن

یبلغ مبلغ الشيخ عبدالقادر ذلك رجل بحر الشريعة عن يمينه، وبحر الحقيقة عن يساره، من ابهما شاء اغترف الشيخ عبدالقادر لاثاني له في عصرنا هذا، قال وسمعت يوماً يوصي اولاد اخته واکابر اصحابه، وقد جاء رجل يوعدة مسافراً الی بغداد قال له اذا دخلت الی بغداد فلا تقدم علی زیارة الشيخ عبدالقادر شيئاً ان كان حياً ولا علی زیارة قبره ان كان ميتاً، فقد انجله العهد ایما رجل من اصحاب الاحوال دخل بغداد ولم یزره سلب حاله ولو قبيل الموت، ثم قال والشيخ محي الدين عبدالقادر حسرة علی من لم یره رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ: امام ابو عبداللہ بطائحي کو سنا کہ فرماتے تھے: میں حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا، میں حضرت شیخ عبدالقادر کے کچھ مناقب و اوصاف سناؤ، میں نے کچھ مناقب شریف ان کے سامنے بیان کئے، میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کیا ہے اور حضرت سید رفاعی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمارے سامنے ان کے سوا کسی کے مناقب ذکر نہ کرو، یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اس کا دم نکل گیا لوگ اس کی لاش اٹھا کر لے گئے، پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کر سکتا ہے، شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے، شریعت کا دریا ان کے دہنے ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں، ہمارے اس وقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔ امام ابو عبداللہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت



فرماتے تھے ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے ان سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو ان کی زیارت اور پردہ فرما جائیں تو ان کے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کہ اللہ حرمین نے ان سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحب حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو نہ حاضر ہو اس کا حال سلب ہو جائے اگر چہ اس کے مرتے وقت، پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہے اس پر جسے ان کا دیدار نہ ملا۔

(سہجۃ الاسرار، ذکر الشیخ احمد بن الحسن الرفاعی، ص 238، معطفی السیاح، مصر)

یہ کمینہ بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے:

اے حسرت آنا نہ کہ ندیدند جمالت

محروم مداد ایں سگی خود را ز نوال

ترجمہ: جنہوں نے آپ کا جمال نہ دیکھا ان پر حسرت ہے، اپنے اس کتے کو اپنی عطا سے محروم نہ رکھیں۔

مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا، والعباد باللہ رب العالمین۔ اے شخص! ظاہر شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنی رکن ایمان نہیں کہ جو ان سے محبت نہ رکھے شرعاً اسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیاء حبیب (علیہ السلام) کے لئے ہے مگر واللہ کہ ان کے مخالف سے اللہ حرمین نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوصاً انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے، عبدالقادر کا انکار قادر مطلق حرمین کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائے گا۔

بازا شہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجر تیرا **تذنیل:** اخیر میں ہم دو جلیل القدر اجلۃ المشاہیر علماء کبار مکہ معظمہ کے کلمات ذکر کریں جن کی وفات کو تین سو برس سے زائد ہوئے، اول امام اجل ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، دوم علامہ علی قاری مکی حنفی صاحب مرتقاۃ شرح مشکوٰۃ وغیرہا کتب جلیلہ۔ دو غرض سے:

**ایک** یہ کہ اگر دو مطرودوں، مخذلوں، گنہگاروں، مجہولوں واسطی و قرمانی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب بھتہ الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں یہ بالاتفاق اجلہ اکابر علماء ہیں۔

**دوسرے** یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکہ معظمہ سے ہیں، تو اس افتراء کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہل عرب پر کیا حالانکہ غالباً تاریخ الحرمین وغیرہ میں ہے، اور حاضری حرمین طہیین سے مشرف ہونے والا جانتا ہے کہ اہل حرمین طہیین بعد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اٹھتے بیٹھتے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کی بھی گیارہ ہی عبارات نقل کریں:

(1) علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی 1014ھ کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے ہیں "لقد بلغنی عن بعض الاکابر ان الامام الحسن ابن سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما ترک الخلافۃ لما فیہا من الفتنة والآفة عوضه الله سبحانه وتعالى القطیبة الکبریٰ فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ تعالیٰ عنہ القطب الاکبر سیدنا السید الشیخ عبدالقادر هو القطب الاوسط والمہدی خاتمة الاقطاب" ترجمہ: بیشک مجھے اکابر سے پہنچا

کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے جب بخیال فتنہ و ہلاکت ترک فرمائی اللہ عز و جل نے اس کے بدلے ان میں اور ان کی اولاد امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا۔ پہلے قطب اکبر خود حضور سید امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ عنہما (رحمہم)

(نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر ص 6 قلمی نسخہ)

(2) اسی میں ہے "من مشائخہ حماد الدباس رضی اللہ عنہما" روای ان یوما کان سیدنا عبدالقادر عنده فی رباطہ ولما غاب من حضرته قال ان هذا الاعجمی الشریف قدماً یکون علی رقاب اولیاء اللہ یصیر ماموراً من عند مولاه بان یقول قدمی هذا علی رقبۃ کل ولی اللہ ویتواضع لہ جمیع اولیاء اللہ فی زمانہ ویعظمونہ لظہور شانہ" ترجمہ: حضرت حماد دباس حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں رضی اللہ عنہما (رحمہم) ایک روز انہوں نے سرکار غوثیت کی غیبت میں فرمایا، ان جوان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا انہیں اللہ عز و جل حکم دے گا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور ان کے زمانے میں جمیع اولیاء اللہ ان کے لئے سر جھکائیں گے، اور ان کے ظہور مرتبہ کے سبب ان کی تعظیم بجا لائیں گے۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر ص 8 قلمی نسخہ)

نامور من اللہ ہونا ملحوظ رہے اور جمیع اولیاء زمانہ میں بے شک حضرت سیدی رفاغی رضی اللہ عنہ بھی داخل۔

(3) اسی میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہما کا "قلمی" ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ "فرمانا اور اولیاء حاضرین و غائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اس کی ولایت سلب ہو جانا بیان

کر کے فرماتے ہیں "وہذا تنبیہ ینبہ علی انہ قطب الاقطاب والغوث الاعظم" ترجمہ: یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر ص 9، 10 قلمی نسخہ)

(4) اسی میں ہے "ومن کلامہ رضی اللہ عنہما" تحدا بنعم اللہ تعالیٰ

علیہ ینبہ و ینکم و بین الخلق کلہم بعد ما بین السماء والارض فلا تفتیسونی باحد ولا تفتیسوا علی احدا یعنی فلا یقاس الملوک بغیرہم و ہذا کلہ من فتوح الغیب المبرہ من کل عیب" ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہما نے اللہ عز و جل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کا جو کلام ارشاد فرمایا ان میں سے یہ ہے کہ فرمایا مجھ میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں، مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو۔ اس پر علامہ علی قاری فرماتے ہیں اس لئے کہ سلاطین کا رعیت پر قیاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے ہے جو ہر عیب سے پاک و صاف ہے۔

(5) اسی میں ہے "وعن عبداللہ بن علی بن عسرون التیمی

الشافعی قال دخلت وانا شاب الی بغداد فی طلب العلم وکان ابن السقا یومئذ رفیق فی الاشتغال بالنظامیہ وکانا تعبد ونزور الصالحین وکان رجل یبغداد یقال لہ الغوث، وکان یقال عنہ انہ یظہر اذا شاء و یخفی اذا شاء فقصدت انا وابن السقا والشیخ عبدالقادر الجیلانی وهو شاب یومئذ الی زیارۃ فقال ابن السقا ونحن فی الطريق الیوم اسأله عن مسئلہ لایدری لها جواباً فقلت وانا اسأله عن مسئلہ فانظر ماذا یقول فیہا وقال سیدی الشیخ عبدالقادر فری مرراً معاذاً للہ ان اسأله شیئاً من ان ین یدہ اذا

انظر برکات رويته فلما دخلنا عليه لم نره في مكانه فمكثنا ساعة فاذا هو جالس فنظر الي ابن السقام غضبا وقال له ويلك يا ابن السقام تسألني عن مسألة لم أرد لها جوابا، هي كذا وجوابها كذا، اني لاري نار الكفر تلهب فيك، ثم نظر الي وقال يا عبدالله تسألني عن مسألة لتنظر ما قول فيها هي كذا وجوابها كذا لتخون عليك الدنيا الي شحمتي اذنيك باساءة ادبك، ثم نظر الي سيد عبدالقادر وادناه منه واكرمه وقال له يا عبدالقادر لقد ارضيت الله ورسوله بآدبك كآتي اراك ببغداد وقد صعدت على الكرسي متكئ على الملا وقلت قدمي هذه على رقة كل ولي الله، و كآتي اري الاولياء في وقتك وقد حنوا رقبهم اجلا لآلك، ثم غاب عنا لوقت فلم نره بعد ذلك، قال واما سيدى الشيخ عبدالقادر فانه ظهرت اماره قربه من الله عز وجل واجتمع عليه الخاص والعام، وقال قدمي هذه على رقة كل ولي الله واقرت الاولياء بفضلهم في وقته واما ابن السقام فآرى بنتا للملك حسينة ففتن بها وسأل ان يزوجهها به فآبى الا ان يتصرفا جابه الي ذلك - والعياذ بالله تعالى - واما انا فحجت الي دمشق واحضرني السلطان نور الدين الشهيد وولاني على الاوقات فوليتها واقبلت على الدنيا اقبالا كثيرا قد صدق كلام الغوث فينا كلنا، ترجمه: عبداللہ بن علی بن عمرو بن تمیم شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا اس زمانے میں ابن السقام رسہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا، ہم عبادت کرتے اور صالحین کی زیارت کرتے تھے، بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے، اور ان کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں، ایک دن میں اور ابن السقام اور اپنی نوعمری کی

حالت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ان غوث کی زیارت کو گئے، راستے میں ابن السقام نے کہا آج ان سے وہ مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب انہیں نہ آئے گا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں، حضرت شیخ عبدالقادر فرمایا: تیری خرابی اے ابن السقام! تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے، تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، بے شک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبداللہ! تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ، ضرورت پر دنیا اتنا گور کرے گی کہ کان کی ٹوٹک اس میں غرق ہو گے، بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا: اے عبدالقادر! بے شک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرما رہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور تمام اولیائے وقت نے آپ کی تعظیم کیلئے گردنیں جھکا لی ہیں۔ وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے پھر ہم نے انہیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ پر تو نشان قرب ظاہر ہوئے کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں خاص و عام ان پر جمع ہوئے اور انہوں نے فرمایا: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور اولیاء وقت نے اس کا ان کے لئے اقرار کیا، اور ابن السقام ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اس سے نکاح

کی درخواست کی اس نے نہ مانا مگر یہ نصرانی ہو جائے، اس نے یہ نصرانی ہونا قبول کر لیا، و العباد باللہ تعالیٰ۔ رہائش، میرا مشق جانا ہوا، وہاں سلطان نور الدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔ غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا۔

(نزہۃ الخاطر والقاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص 32، قلمی نسخہ)

اولیاء وقت میں حضرت رفاعی بھی ہیں۔

یہ مبارک روایت بچہ الاسرار شریف میں دو سندوں سے ہے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اخبار المشایخ، ص 10، مسطقی الملی، مصر)

اور ایک یہی کیا، علامہ علی قاری نے اس کتاب میں چالیس روایات اور بہت کلمات کے ذکر کئے سب بچہ الاسرار شریف سے ماخوذ ہیں، یونہی اکابر ہمیشہ اس کتاب مبارک کی احادیث سے استناد کرتے آئے مگر محروم محروم۔

(6) اسی میں ہے "قال رضي الله تعالى عنه وعزّة ربّي ان السعداء والاشقياء يعرضون عليّ وان يؤيّدوني في اللوح المحفوظ انا حجة الله عليكم جميعكم انا نائب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ووارثه في الارض ويقول الانس لهم مشائخ والجن لهم مشائخ والملئكة لهم مشائخ وانا شيخ الكل، رضي الله تعالى عنه، ونفعنا به" ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضي الله تعالى عنه نے فرمایا "مجھے عزت پروردگار کی قسم! بے شک سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، بیشک میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے، میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں ان کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے: آدمیوں کے پیر ہیں، قوم جن کے پیر ہیں، فرشتوں کے پیر ہیں اور میں ان سب کا پیر ہوں۔ (علی قاری اسے نقل کر کے عرض کرتے ہیں) اللہ عزوجل کی رضوان

حضور پر ہوا اور حضور کے برکات سے ہم کو نفع دے۔

(نزہۃ الخاطر والقاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص 32، قلمی نسخہ)

(7) اسی میں ہے "روى عن السيد الكبير القطب الشهير سيد

احمد الرفاعي رضي الله تعالى عنه انه قال الشيخ عبدالقادر بحر الشريعة عن

يمينه وبحر الحقيقة عن يساره من ايها شاء اغترف السيد عبدالقادر

لاثنائي له في عصرنا هذا رضي الله تعالى عنه" ترجمہ: سید کبیر قطب شہیر سید احمد الرفاعی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: شیخ عبدالقادر وہ ہیں کہ شریعت کا

سمندر ان کے دہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر ان کے بائیں ہاتھ، جس میں سے

چاہیں پانی پی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں رضي الله تعالى

عنه۔ (نزہۃ الخاطر والقاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص 34، قلمی نسخہ)

(8) امام ابن حجر کی شافعی متوفی 974ھ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے

ہیں "انهم قد يؤمرون تعريفا لجاهل او شكرا وتحديثا بنعمة الله تعالى كما

وقع الشيخ عبدالقادر رضي الله تعالى عنه انه بينما هو بمجلس وعظه واذا هو

يقول قلبي هذه على رقة كل ولي الله تعالى فاجابه في تلك الساعة

اولياء الدنيا قال جماعة بل واولياء الجن جميعهم وطأ طوارء وسهم

وعضمواله واعترفوا بمافالہ الارجل باصبهان قباہی فسلب

حاله" ترجمہ: کبھی اولیاء کو کلمات بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جوان کے مقامات

عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکر الٰہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کے

لئے جیسا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضي الله تعالى عنه کے لئے ہوا کہ انہوں نے اپنی مجلس

وعظ میں دفعہ فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، فوز اتمام دنیا کے اولیاء نے

قبول کیا اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاء جن نے بھی، اور سب نے اپنے



سر جھکائے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اور ان کے اس ارشاد کا اقرار کیا مگر اصفہان میں ایک شخص منکر ہوا فوز اس کا حال سلب ہو گیا۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی بدیع الخ، ص 414، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(9) پھر فرمایا ”وَمَنْ طَاطَأَ رَأْسَهُ ابْنَ النَجِيبِ السَّهَرُورِ دِي وَقَالَ عَلَى رَأْسِي وَاحْمَدُ الرَّفَاعِي قَالَ عَلَى رِقَبَتِي وَحَمِيدُ مِنْهُمْ وَسَلَّ فَقَالَ الشَّيْخُ عَبْدِ الْقَادِرٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، وَأَبُو مَدِينٍ فِي الْمَغْرِبِ وَأَنَا مِنْهُمْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُكَ وَأَشْهَدُ مَنْ كُنْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ وَأَطَعْتُ، وَكَذَا الشَّيْخُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْقَنَاوِي مَذْنُوقَهُ وَقَالَ صَدَقَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ“ ترجمہ: حضور کے ارشاد پر جنہوں نے اپنے سر جھکائے ان میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سید عبد القاہر ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے اپنا سر مبارک جھکا دیا اور کہا (گردن کیسی) میرے سر پر میرے سر پر۔ اور ان میں سے حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے کہا میری گردن پر، اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے جن کی گردن پر حضور کا پاؤں ہے، اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ: میرا پاؤں ہر ولی کی گردن پر۔ لہذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے، اور انہیں میں حضرت سید ابوبکر بن شعیب مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا میں بھی انہیں میں ہوں الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا، اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گردن مبارک بچھائی اور کہا سچ فرمایا، مانے ہوئے سچے نے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم (میں)۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی بدیع الخ، ص 414، دار احیاء

(التراث العربی، بیروت)

(10) پھر فرمایا ”ذَكَرَ كَثِيرُونَ مِنَ الْعَارِفِينَ الَّذِينَ ذَكَرْنَا هُمْ وَغَيْرَهُمْ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ إِلَّا بِأَمْرٍ أَعْلَمَا بِقَطْبِيَّتِهِ فَلَمْ يَسْمَعْ أَحَدًا التَّخَلُّفَ بَلْ جَاءَ بِأَسَانِيدَ مُتَعَدِّدَةٍ عَنْ كَثِيرِينَ مِنْهُمْ أَخْبَرُوا قَبْلَ مَوْلَدِهِ بِنَحْوِ مِائَةِ سَنَةٍ أَنَّهُ سَيُولَدُ بَارِضُ الْعَجَمِ مَوْلُودُهُ مَظْهَرُ عَظِيمٍ يَقُولُ ذَلِكَ فَتَنْدَرِجُ الْأَوْلِيَاءُ فِي وَقْتِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ“ ترجمہ: اولیاء کرام کہ ہم نے ذکر کئے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی و حضرت سید احمد رفاعی و حضرت شعیب مغربی و حضرت عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہوں نے اور ان کے سوا اور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عز و جل نے ان کی قطبییت کمزری ظاہر فرمانے کے لئے انہیں اس فرمانے کا حکم دیا ولہذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ متعدد سندوں سے بہت اولیاء کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ انہوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہونگے اور یہ فرمانیں گے کہ: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی بدیع الخ، ص 414، دار احیاء

(التراث العربی، بیروت)

(11) پھر فرمایا ”وَحَكَمِي إِمَامَ الشَّافِعِيَّةِ فِي زَمَنِ أَبِي سَعِيدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَصْرُونَ قَالَ دَخَلَتْ بَغْدَادَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَوَافَقَتْ ابْنَ السَّقَّاءَ وَافْتَتَاهُ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ بِالنِّزَامِيَّةِ، وَكَانَ نَزْوَرُ الصَّالِحِينَ وَكَانَ بِبَغْدَادَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ

الغوث "ترجمہ: امام ابو سعید عبداللہ بن ابی عمرو نے کہ اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے ذکر فرمایا کہ میں بغداد مقدس میں طلب علم کے لئے گیا ابن السقا اور میں مدرسہ نظامیہ میں شریک درس تھے اور اس وقت بغداد میں ایک شخص کو غوث کہتے تھے، وہی پوری حدیث گزری، ان غوث کا ہمارے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دینا کہ آپ برسر منبر مجمع میں فرمائیں گے: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور تمام اولیائے عصر آپ کے قدم پاک کی تعظیم کیلئے اپنی گردنیں خم کریں گے، اور پھر ایسا ہی واقع ہونا، حضور کا یہ ارشاد فرمانا اور تمام اولیائے عالم کا اقرار کرنا کہ بیشک حضور کا قدم ہم سب کی گردن پر ہے۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی بذہ علی رقبہ الخ، ص 414، دار احیاء التراث العربی بیروت)

آخر میں ابن حجر نے فرمایا "وہذہ الحکایۃ التی کادت ان تتواتر فی المعنی لکثرة ناقلہا وعدالتہم" یعنی یہ حکایت قریب تو اتر ہے کہ اس کے ناقلین بکثرت ثقہ عادل ہیں۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی بذہ علی رقبہ الخ، ص 415، دار احیاء التراث العربی بیروت)

فتاویٰ حدیثیہ نے ابن السقا کی بد انجامی میں یہ اور زائد کیا کہ جب وہ بد بخت کہ بہت بڑا عالم جید اور علوم شرعیہ میں اپنے اکثر اہل زمانہ پر فائق اور حافظ قرآن اور علم مناظرہ میں کمال سربراہ آردہ تھا جس سے جس علم میں مناظرہ کرتا اسے بند کر دیتا، ایسا شخص جب شان غوث میں گستاخی کی شامت سے معاذ اللہ معاذ اللہ نصرانی ہو گیا، بادشاہ نصاریٰ نے اسے بیٹی تو دے دی مگر جب بیمار پڑا اسے بازار میں پھینکوا دیا بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا، ایک شخص کہ اسے پہچانتا تھا گزرا اس سے پوچھا تو

تو حافظ تھا اب بھی قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے۔ کہا سب محو ہو گیا صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے ﴿رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ ترجمہ: کتنی تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا کہ کسی طرح مسلمان ہوتے۔

(پ 14 سورۃ الحجرات، آیت 2)

امام ابن ابی عمرو فرماتے ہیں پھر ایک دن میں اسے دیکھنے گیا اسے پایا کہ گویا اس کا سارا بدن آگ سے جلا ہوا ہے، وہ نزع میں تھا، میں نے اسے قبلہ کی طرف کیا تو وہ پورب کو پھر گیا، میں نے پھر قبلہ کو کیا تو وہ پھر پھر گیا۔ اسی طرح میں جتنی بار اسے قبلہ رخ کرتا وہ پورب کو پھر جاتا یہاں تک کہ پورب ہی کی طرف منہ کئے اس کا دم نکل گیا، وہ ان غوث کا ارشاد یاد کیا کرتا اور جانتا تھا کہ اسی گستاخی نے اس بلا میں ڈالا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ انتہی۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی بذہ علی رقبہ الخ، ص 415، دار احیاء التراث العربی بیروت)

اگر کہ پھر اسلام کیوں نہیں لاتا تھا، کلمہ پڑھ لینا کیا مشکل تھا، اقول (میں کہتا ہوں) اس کا جواب قرآن عظیم دے گا ﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ: تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے جو مالک سارے جہان کا ہے۔

(پ 30 سورۃ التکویر، آیت 29)

اور فرماتا ہے ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ ترجمہ: کوئی نہیں بلکہ ان کی بد اعمالیوں نے ان کے دلوں پر رنگ چڑھا دی ہے۔

(پ 30 سورۃ المطففين، آیت 14)

اور فرماتا ہے ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾ ترجمہ: یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر

نمبر لگادی گئی کہ اب انہیں کچھ سمجھ نہ رہی۔

(ب 28، سورۃ المنافقون، آیت 3)

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابن حجر فرماتے ہیں "وفی هذه ابلغ زجر واكد ردع عن الانكار على اولياء الله تعالى خوفا من ان يقع المنكر فيما وقع فيه ابن السقامن تلك الفتنة المهلكة الابدية التي لا اقيح منها، نعوذ بالله من ذلك، ونساله بوجهه الكريم وحببيه الرؤف الرحيم ان يؤمننا من ذلك ومن كل فتنة ومحنة وبسنة وكرمه وفيها ايضا اتم حث على اعتقادهم والادب معهم وحسن الظن بهم ما امکن" ترجمہ: اس واقعہ میں اولیاء کرام پر انکار سے کمال جھڑکنا اور سخت منع ہے اس خوف سے کہ منکر اس مہلک فتنے میں پڑ جائے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کا ہلاک ہے اور جس سے بدتر کوئی خباثت نہیں جس میں ابن السقامن گویا، اللہ عزوجل کی پناہ۔ ہم اللہ عزوجل سے اس کے وجہ کریم اور اس کے حبیب رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگتے ہیں کہ ہم کو اپنے احسان و کرم کے ساتھ اس سے اور ہر فتنہ و محنت سے امان بخشے۔ نیز اس واقعہ میں کمال ترغیب ہے اس کی کہ اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت و ادب رکھیں اور جہاں تک ہواں پر نیک گمان کریں۔

والفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدسی بدو علی رقبہ الخ، ص 415، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

فقیر کوئے قادری امید کرتا ہے کہ اتنے بیان میں اہل انصاف و سعادت کے لئے کفایت ہو۔ اللہ عزوجل مسلمان بھائیوں کو اتباع حق و ادب اولیاء کی توفیق دے اور ابن السقامن اس شخص کے حال سے پناہ دے جس نے بزم خود حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ میں حق نیاز مندی ادا کیا اور نتیجہ معاذ اللہ وہ ہوا کہ سید کبیر کے غضب اور حضور غوثیت کی سرکار میں اسے ادب پر خاتمہ ہوا،

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے برادر! مقتضائے محبت اتباع و تصدیق ہے نہ کہ نزاع و تکذیب۔ سچا محبت حضرت احمد کبیر کے ارشادات کو بالائے سر لے گا اور جس بارگاہ ارفع کو انہوں نے سب سے ارفع بتایا اور ان کا قدم اقدس اپنے سر مبارک پر لیا انہیں کو ارفع و اعظم مانے گا۔ عبدالرزاق محدث شیعہ تھا مگر حضرات عالیہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے افضل کہتا، اس سے پوچھا جاتا تو جواب دیتا: کفنی بی ازرا ان احب علیائہم اخالفہ۔ یعنی امیر المومنین نے خود حضرات شیخین کو اپنے نفس کریم سے افضل بتایا ہے مجھے یہ گناہ بہت ہے کہ علی سے محبت رکھوں پھر انکا خلاف کروں۔ (میرزا الاعتماد عبدالرازق من بیام، ج 2، ص 812، دار المعرفۃ، بیروت)

واقعی تکذیب مخالفت اگرچہ بزم عقیدت و محبت ہوا علی درجہ کی عداوت ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ، اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کا حسن ادب روزی (عطا) کرے اور انہیں کی محبت پر خاتمہ فرمائے اور انہیں کے گروہ پاک میں اٹھائے، آمین! آمین!

(فتاویٰ رضویہ ملخصہ، ج 28، ص 387 تا 402، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

### شاہ بدیع الدین مدار اور غوث پاک

**سوال:** ہمارے ہاں بعض لوگ کہتے ہیں غوث پاک افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شاہ بدیع الدین مدار افضل ہیں، اور آپس میں بحث و مباحثہ جاری ہے، خطرہ ہے کہ آپس میں جھگڑا نہ ہو جائے۔

**جواب:** امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

عوام کو ایسے امور میں بحث کرنا سخت مضرت (نقصان) کا باعث ہوتا ہے۔ مبارک (کہیں ایسا نہ ہو کہ) کسی طرف گستاخی ہو جائے تو عیاذ اللہ سخت تباہی و بربادی،

بلکہ اس کی شامت سے زوالِ ایمان کا اندیشہ ہے، حضرت شاہ بدیع الدین مدار فری  
 (رحمہم اللہ) ضرور اکابر اولیاء سے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ حضور پر نور سیدنا غوث  
 الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ و افضل ہے۔ غوث اپنے دور میں تمام اولیائے  
 عالم کا سردار ہوتا ہے۔ اور ہمارے حضور (غوث پاک) امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کے بعد سے سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک تمام عالم کے غوث  
 اور سب غوثوں کے غوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور ان سب کی گردن پر ان  
 کا قدم پاک ہے۔

امام ابو الحسن علی بن یوسف بن حریری بن شطونی ذریعہ (رحمہم اللہ) نے کتاب  
 مستطاب بحیۃ الاسرار شریف میں بسند مسلسل دو اکابر اولیاء اللہ معاصرین حضور غوث  
 اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدی احمد ابن ابی بکر حریری و حضرت ابو عمرو عثمان ابن  
 صریفینی ذریعہ (رحمہم اللہ) سے دو حدیثیں روایت فرمائیں۔۔۔۔۔ ان دونوں حدیثوں  
 کا متن یہ ہے کہ دونوں حضرات کرام نے فرمایا: واللہ ما اظہر اللہ تعالیٰ ولا یظہر  
 الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یعنی خدا کی قسم،  
 اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند نہ کوئی ولی عالم میں  
 ظاہر کیا نہ ظاہر کرے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضول من کلام شیء من عجائب احوالہ، ص 25، مصطفیٰ البانی، مصر)

نیز امام ممدوح کتاب موصوف میں حضرت سیدی ابو محمد بن عبدالصمدی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیدنا خضر حبیبہ (رحمہم اللہ) کو فرماتے  
 سنا: ما وصل اللہ تعالیٰ ولیا الی مقام الاو کان الشیخ عبدالقادر اعلاہ  
 ولا یسقی اللہ حبیباً کاساً من جہ الاو کان الشیخ عبدالقادر اہناہ،  
 ولا وہب اللہ لمقرب حالاً الاو کان الشیخ عبدالقادر اجلہ، وقد اودعہ

اللہ تعالیٰ سرّاً من اسرارہ سبق بہ جمہور الاولیاء وما اتخذ اللہ ولیا کان  
 او یکون الا وہو متادب معہ الی یوم القیمة۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس ولی کو کسی  
 مقام تک پہنچایا شیخ عبدالقادر کا مقام اس سے اعلیٰ ہے، اور جس پیارے کو اپنی محبت  
 کا جام پلایا شیخ عبدالقادر کے لئے اس سے بڑھ کر خوشگوار جام ہے اور جس مقرب  
 کو کوئی حال عطا فرمایا شیخ عبدالقادر کا حال اس سے اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے  
 اسرار سے وہ راز ان میں رکھا ہے جس کے سبب ان کو جمہور اولیاء پر سبقت ہے۔  
 اور اللہ تعالیٰ کے جتنے ولی ہو گئے یا ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبدالقادر کا ادب  
 کریں گے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر ابو محمد القاسم بن عبدالصمدی، ص 173، مصطفیٰ البانی، مصر)

یہ شہادتیں ہیں حضرت خضر اور حضرات اولیاء کرام کی، حبیبہ (رحمہم اللہ)

(رحمہم اللہ)

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا  
 جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

(فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 559 تا 581، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال:** غوث پاک افضل ہیں یا امام مہدی؟

**جواب:** اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مد فرماتے ہیں: ”فقیر یہ

نہیں کہتا کہ حضرت امام مہدی کا مفضول ہونا قطعی ہے، لیکن میں یہ کہتا ہوں اور صاف  
 کہتا ہوں کہ حضرت غوثیت پر ان کی تفصیل معلوم نہیں“

(اکبر اعظم، اولیاء کہے دو میان غوث پاک کا رتبہ مترجم، ص 208، بیوم رضا، لاہور)



## فصل چہارم: کچھ روایات منسوب بہ غوث اعظم اگر میرے بعد نبی ہوتا تو

**سوال:** اس روایت کا کیا حکم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے۔

**جواب:** یہ قول اگرچہ شرطیہ انداز میں معنوی طور پر درست ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور بغیر ثبوت اس کی نسبت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کرنا جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ جب اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ”یہ قول کہ ”اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے“ اگرچہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح و جائز الاطلاق ہے کہ بے شک مرتبہ علیہ رفیعہ حضور نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرتبہ نبوت (مرتبہ نبوت کے پیچھے) ہے۔ خود حضور معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو قدم میرے جد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھایا میں نے وہیں قدم رکھا سو اقدام نبوت کے، کہ ان میں غیر نبی کا حصہ نہیں،

از بنی برداشتن گمار از تو نہادند قدم

غیر اقدام النبوة سدمشاھا الختار

ترجمہ: نبی کا کام قدم اٹھانا اور آپ کا کام قدم رکھنا ہے علاوہ اقدام نبوت کے، کہ وہاں ختم نبوت نے راستہ بند کر دیا ہے۔

اور جواز اطلاق یوں کہ خود حدیث میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے وارد ((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) ترجمہ: میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ج 2، ص 209، امین)

کیسی ”بنی ثلاثہ“ مستند رکھ لیا، کتاب معرفۃ الصحابة، لو کان بعدی نبی لکان عمر، ج 3، ص 85، دار الفکر بیروت ثلاثہ المعجم الکبیر، ج 17، ص 180، المكتبة الفیصلیة، بیروت ثلاثہ امام احمد بن حنبل، حدیث عقبہ بن عامر، ج 4، ص 154، المكتبة الاسلامی، بیروت

دوسری حدیث میں حضرت ابراہیم صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وارد ((لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ، لَكَانَ صَدِيقًا نَبِيًّا)) ترجمہ: اگر ابراہیم جیتے تو صدیق و پیغمبر ہوتے۔

(تاریخ دمشق الکبیر، باب ذکر بنیہ وبناتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وازواجہ، ج 3، ص 75، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علماء نے امام ابو محمد جوینی ندویؒ کی نسبت کہا ہے کہ: اگر اب کوئی نبی ہو سکتا تو وہ ہوتے، امام ابن حجر کی اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں ”قال فی شرح المہذب“ نقلًا عن الشیخ الامام المجمع علی جلالہ وصلاحہ و امامتہ ابی محمد الجوینی الذی قبل فی ترجمتہ لو جاز ان یبعث اللہ فی ہذہ الامۃ نبیا لکان ابا محمد الجوینی“ ترجمہ: شرح مہذب میں کہا نقل کرتے ہوئے اس شیخ و امام سے جن کی جلالت و امامت پر اجماع ہے یعنی ابو محمد جوینی علیہ السلام جن کے تعارف میں کہا گیا ہے کہ اگر اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت میں کسی نبی کو بھیجنا جائز ہوتا تو وہ ابو محمد جوینی ہوتے۔

(الغناوی الحدیثیہ، مطلب قبل لو جاز ان یبعث اللہ فی ہذہ الامۃ نبیا، ص 324، 325، جدار احیاء التراث العربی، بیروت)

مگر ہر حدیث حق ہے، ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لئے ثبوت چاہیے، بے ثبوت نسبت جائز نہیں، اور قول مذکور ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 414 تا 418، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

## روحوں کا تھیلا

**سوال:** اس روایت کی کیا حیثیت ہے کہ ارواح کی زمیمل عزرائیل حبہ (رضی اللہ عنہ) سے حضرت پیران پیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ناراض اور غصہ میں ہو کر چھین لی تھی اور ارواح کو آزاد کر دیا تھا۔

**جواب:** زمیمل ارواح (روحوں کا تھیلا) چھین لینا خرافات مختصرہ جہاں (جاہلوں کی گڑھی ہوئی باتوں میں) سے ہے۔ سیدنا عزرائیل حبہ (رضی اللہ عنہ) رسل ملائکہ سے ہیں اور رسل ملائکہ اولیاء بشر سے بالاجماع افضل۔ تو مسلمانوں کو ایسے اہاطیل و اہیہ سے احترام لازم (پنچنا ضروری ہے)۔ واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 418، 419، اضافہ نڈیش، لاہور)

**تنبیہ:** مینائے انکاریہ طرز ادا ہے (یعنی منع کرنے کی وجہ اس کو بیان کرنے کا انداز ہے) ورنہ ممکن کہ سیدنا عزرائیل حبہ (رضی اللہ عنہ) نے کچھ روحمیں باہر الہی قبض فرمائی ہوں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی دعا سے باذن الہی پھر اپنے اجسام کی طرف پلٹ آئی ہوں کہ احیاء مزوہ (مردہ کو زندہ کرنا) حضور پر نور و دیگر محبوبان خدا سے ایسا ثابت ہے کہ جس کے انکاری گنجائش نہیں۔

یوں ہی ممکن کہ حضرت ملک الموت نے بظہر صحائف محمود اثبات (جن صحائف میں لکھتا اور ثنا پایا جاتا ہے اس پر نظر کرتے ہوئے) قبض بعض ارواح شروع کیا اور علم الہی میں قضائے ابرام نہ پایا تھا بمرکت دعائے محبوب قبض سے باز رکھے گئے ہوں۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی فری مرہ (ربانی کتاب لوائح الانوار میں حالات حضرت سیدی شیخ محمد شریعی فری مرہ میں لکھتے ہیں "لما ضعف

ولده احمد واشرف علی الموت وحضر عزرائیل لقبض روحہ قال له الشيخ، ارجع الی ربك فراجعہ فان الامر نسخ فرجع عزرائیل وشفی احمد من تلك الضعفة وعاش بعدها ثلاثین عاما" ترجمہ: جب ان کے صاحبزادے احمد تاواں ہو کر قریب مرگ ہوئے اور حضرت عزرائیل حبہ (رضی اللہ عنہ) ان کی روح قبض کرنے آئے حضرت شیخ نے ان سے گزارش کی کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے اس سے پوچھ لیجئے کہ حکم موت منسوخ ہو چکا ہے۔ عزرائیل حبہ (رضی اللہ عنہ) پلٹ گئے، صاحبزادے نے شفا پائی اور اس کے بعد تیس برس زندہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الطبقات الکبریٰ (لوافح الانوار)، خاتمة الكتاب، ج 2، ص 185، شیخ محمد الشریعی دار الفکر بیروت) (فتاویٰ رضویہ (حاشیہ)، ج 28، ص 419، اضافہ نڈیش، لاہور)

## غوث پاک رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانا

**سوال:** یہ قول مشہور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ رضی اللہ عنہ کی روح کو دودھ پلایا، اس قول پر بعض لوگوں نے یہ اعتراضات وارو کیے ہیں کہ روح کوئی چیز کھاتی پیتی نہیں، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کادودھ نہ اترتا تھا، اس قول اور ان اعتراضات کی کیا حقیقت ہے؟

**جواب:** قول مذکور اگرچہ عقلاً محال نہیں مگر سنداً ثابت نہیں۔ بے اصل ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ جب اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "حضرت ام المومنین محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم رحمہا رحمہم کا روح اقدس سیدنا القوت الاعظم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانا، بعض مداحین حضور اسے واقعہ خواب بیان کرتے ہیں کما رأیت فی بعض کتبہم التصریح بذلك ترجمہ: جیسا کہ میں نے ان کی بعض کتابوں میں اس پر تصریح دیکھی۔

اس تقدیر پر تو اصلاً استبعاد (دور از قیاس) نہیں اور اب اس پر جو کچھ ایراد کیا گیا (یعنی اعتراضات کیے گئے) سب بے جا و بے محل ہے اور اگر بیداری ہی میں مانا جاتا ہو، تاہم بلاشبہ عقلاً اور شرعاً جائز اور اس میں درایت (عقلاً) کوئی استحالہ (محال ہونا) درکنار استبعاد (بعید از قیاس) بھی نہیں۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ترجمہ: بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (پ 1 سورۃ البقرہ، آیت 20)

نہ ظاہر میں ام المؤمنین کے پاس شیو (دودھ) نہ ہونا کچھ اس کے منافی کہ امور خارجہ للعادۃ (ایسے امور جو عادت کے خلاف ہوں، جیسا کہ کرامات وغیرہ) اسباب ظاہر پر موقوف نہیں، نہ روح عام متکلمین کے نزدیک مجردات سے ہے اور فی نفسہا مادہ نہ سہی تاہم مادہ سے اس کا تعلق بدیہی (واضح ہے)۔ نہ جسم، جسم شہادت میں منحصر۔ جسم مثالی بھی کوئی چیز ہے کہ ہزاروں احادیث برزخ وغیرہ اس پر گواہ۔

کیفما مکان (کوئی بھی صورت ہو) شک نہیں کہ روح مفارق (جسم سے جدا روح) کی طرف نصوص متواترہ میں نزول (اترنا) و صعود (چڑھنا) و وضع (رکھنا) و تمکن (قدرت ہونا) وغیرہ اعراض جسم و جسمانیت (جسم اور جسمانیت کے اوصاف) قطعاً منسوب (ہیں) اور وہ نسبتیں اہل حق کے نزدیک ظاہر پر محمول (ہیں)، جب ارواح شہداء کامیوہ ہائے جنت کھانا ثابت۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ أَرْوَاحَ الشَّهْدَاءِ فِي طَبَقٍ خَضِرٍ تَعْلُقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ)) ترجمہ: بے شک شہداء کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں میوہ ہائے جنت سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی ثواب شہید، ج 1، ص 177، امین کمپنی، دہلی)

جبکہ دوسری روایت میں ارواح عام مومنین کے لئے یہی ارشاد فرمایا: ((

نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَلْقَى فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يُبْعَثُ)) ترجمہ: مومن کی روح پرندہ کی صورت میں جنت کے درختوں میں رہتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اپنے جسم کی طرف لوٹا دے گا۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث کرب بن مالک انصاری، ج 3، ص 455، المکتب الاسلامی بیروت)

تو دودھ پلانے میں کیا استحالہ ہے۔ حال روح بعد فراق و پیش از تعلق میں فارق کیا ہے؟ (روح کے جسم سے جدا ہونے کے بعد اور جسم سے تعلق ہونے سے پہلے کی حالت میں فرق کرنے والی کون سی چیز ہے؟ یعنی ان میں کوئی فرق نہیں) آخر حضرت ابراہیم علیہ السلام دوحہ (العدوہ و الشیخ) کے لئے صحیح حدیث میں ہے کہ جنت میں دودھ ایہ ان کی مدت رضاعت پوری کرتی ہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ أَبْرَاهِيمَ أُنْبِئِي، وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الْقُدْسِ، وَإِنَّ لَهُ ظَنَيْنِ يَحْمِلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ)) ترجمہ: ابراہیم میرا بیٹا جو شیر خوارگی کی عمر میں وصال فرما گیا ہے بیشک جنت میں اس کیلئے دودھ ایہ ہیں جو اس کی مدت رضاعت پوری کریں گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب راحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم العسبان والعیال، ج 2، ص 254، قدیمی کتب خانہ، کراچی) (مسند احمد بن حنبل، عن انس بن مالک، ج 3، ص 112، المکتب الاسلامی بیروت)

بایں ہمہ یہ باتیں ثانی استحالہ (محال ہونے کی نفی کرتی) ہیں نہ (کہ) مثبت وقوع (یعنی وقوع کو ثابت کرنے والی نہیں ہیں) بقول بالوقوع (اس کے وقوع کا قول) تا وقتیکہ نقل ثابت نہ ہو جزاف (من گھڑت) و بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ملخصاً، ج 28، ص 416 تا 418، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**شب معراج اور روح غوث اعظم رضی اللہ عنہ**

**سوال:** سنا ہے کہ معراج کی رات غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اس

وقت حاضر ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوئے، کیا اس کی کچھ حقیقت ہے؟

**جواب:** امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "اس کی اصل حضرات مشائخ کرام قدس سرہم کے کلام میں مذکور (ہے)۔

فاضل عبدالقادر قادری بن شیخ محی الدین اربلی "تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ" میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت و حقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب "حرز العاشقین" میں فرماتے ہیں ((ان ليلة المعراج جاء جبرئیل علیہ السلام بہراق الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یسرع من البرق الخاطف الظاہر، و عمل رجلہ كالہلال الباہر، و مسمارہ كالانجم الظواہر، و لم یأخذ السکون و التمكن لم یركب علیہ النبی الامین، فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم، لم لم تسکن یاہراق حتی اركب علی ظہرك، فقال روحی فداء لکرباب نعلک یا رسول اللہ اتمنی ان تعاهدنی ان لا ترکب یوم القيمة علی غیر حمین دخولک الجنة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یكون لك ماتمیت، فقال البراق التمس ان تضرب یدک المبارکة علی رقبתי لیكون علامة لی یوم القيمة، ف ضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی رقبۃ البراق، ففرح البراق فرحاً حتی لم یسع جسده روحہ و نفی اربعین ذراعاً من فرحہ و توقف فی رکوبہ لحظۃ لحکمۃ خفیۃ ازلیۃ فظہرت روح الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وقال یا سیدی ضعی قدمک علی رقبתי و اركب فوضع

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدمہ علی رقبته و ركب، فقال قدمی علی رقبته و قدمک علی رقبۃ کل اولیاء اللہ تعالیٰ انتہی)) ترجمہ: شب معراج جبریل امین علیہ السلام خدمت اقدس حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم میں براق حاضر لائے کہ چمکتی اچک لے جانوائی بجلی سے زیادہ شباب و تیز رفتار تھا، اور اس کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکا چونڈا لے والا ہلال اور اس کی کیلیں جیسے روشن تارے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے قرار سکون نہ ہوا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سبب پوچھا: بولا: میری جان حضور کی خاک نعل پر قربان، میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمائیں کہ روز قیامت مجھی پر سوار ہو کر جنت میں تشریف لے جائیں۔ حضور معلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔ براق نے عرض کی: میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر دست مبارک لگا دیں کہ وہ روز قیامت میرے لیے علامت ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔ دست اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت و شادمانی ہوئی کہ روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اور طرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا ہو گیا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک حکمت نہانی ازل کے باعث ایک لمحہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہر نے حاضر ہو کر عرض کی: اے میرے آقا! حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن مبارک پر قدم اقدس رکھ کر سوار ہوئے اور ارشاد فرمایا: میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر۔

التفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر العقیقۃ الاولی، ص 25، 24، مسنی دار الاشاعت علویہ، تصویب فیصل آباد

اس کے بعد فاضل عبدالقادر اربلی فرماتے ہیں "فایضا ان تكون



من المنكرين المتعجبين من حضور روحه ليلة المعراج لانه وقع من غيره  
في تلك الليلة كما هو ثابت بالاحادیث الصحیحة کرویته علی اللہ حبہ دمع  
ارواح الانبیاء فی السموات وبلالا فی الجنة وایسا القرنی فی مقعد  
الصدق وامرأة ابی طلحة فی الجنة، وسماعہ علی اللہ حبہ دمع خشخشة  
الغمیصاء بنت ملحان فی الجنة كما ذکرنا قبل هذا و ذکر فی حوز  
العاشقین وغیره من الكتب ان نبینا علی اللہ حبہ دمع لقی ليلة المعراج سیدنا  
موسى حبہ (علیہ السلام) فقال موسى مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح انت قلت  
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، اريد ان يحضر احد من علماء امتك  
لیتکلم معی فاحضر النبی علی اللہ حبہ دمع روح الغزالی رحمه الله تعالى الی  
موسى حبہ (علیہ السلام) (وساق القصة ثم قال)، وفی کتاب رفیق الطلاب لاجل  
العارفین الشیخ محمد الجشتی نقلاً عن شیخ الشیوخ قال قال النبی علی اللہ  
حبہ دمع انی رأیت رجلاً من امتی فی ليلة المعراج ارانیهم الله تعالى (الخ ثم  
قال) وقال الشیخ نظام الدین الکنجوی کان النبی علی اللہ حبہ دمع راکیا علی  
البراق وغاشیته علی کتفی انتهی وقال عمدة المحدثین الامام نجم الدین  
الغیطی فی کتاب المعراج ثم رفع الی سدة المنتهی فغشیه سحابة فیها  
من کل لون فتاخر جبریل حبہ (علیہ السلام) ثم عرج لمستو سمع فیہ صریف الاقلام  
ورأی رجلاً مغیبا فی نور العرش فقال من هذا أملك؟ قیل لا - قال: أنبی  
قیل لا، هذا رجل کان فی الدنیا لسانه رطب من ذکر الله تعالى وقلبه معلق  
بالمساجد ولم یستسب لوالدیه قط الخ مافی التفریح ملخصاً "ترجمہ: اسے  
برادر اخیج اور ڈراسے کہ کہیں تو انکار کر بیٹھے اور شب معراج حضور غوث پاک رحم

اللہ تعالیٰ حبہ کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح حدیثوں میں اوروں کے لئے وارد  
ہوا ہے، مثلاً حضور اقدس ملی اللہ حبہ دمع نے آسمانوں میں ارواح انبیاء علیہم السلام  
دیکھا اور ملاحظہ فرمایا، اور جنت میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مقعد صدق میں  
اویس قرنی اور بہشت میں زبجہ ابوطحہ کو اور جنت میں غمیصاء بنت ملحان کی پیکھل سنی،  
جیسا کہ ہم اس سے قبل ذکر کر چکے ہیں۔

اور حرز العاشقین وغیرہ کتابوں میں کہ حضرت سیدنا موسیٰ حبہ (علیہ السلام) کی  
درخواست پر حضور پر نور ملی اللہ حبہ دمع نے روح امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ حبہ کو حکم  
حاضری دیا۔ روح امام نے حاضر ہو کر موسیٰ حبہ (علیہ السلام) سے کلام کیا۔ اور عارف  
اجل شیخ محمد چشتی نے کتاب رفیق الطلاب میں حضرت شیخ الشیوخ رحمہم اللہ سے نقل  
کیا کہ حضور اقدس ملی اللہ حبہ دمع نے فرمایا: میں نے شب معراج کچھ لوگ اپنی امت  
کے ملاحظہ فرمائے اور شیخ نظام الدین گنجوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے: جب حضور  
پر نور صلی اللہ علیہ وسلم روح رفیق افروز پشت براق پر تھے اور براق کا زین پوش  
میرے کندھے پر تھا۔

اور عمدة المحدثین امام نجم الدین غیطی کتاب المعراج میں فرماتے ہیں: جب  
حضور علی ملی اللہ حبہ دمع سدة المنتهی تک تشریف لے گئے اس پر ایک ابر چھایا جس  
میں ہر قسم کا رنگ تھا، جبریل امین حبہ (علیہ السلام) پیچھے رہ گئے۔ سید عالم ملی اللہ حبہ دمع  
مستوی پر جلوہ فرما ہوئے وہاں قلموں کے لکھنے کی آواز گوش اقدس میں آئی اور ایک  
شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نور عرش میں چھپا ہوا ہے، حضور نے دریافت فرمایا: کیا یہ فرشتہ  
ہے؟ جواب ہوا: نہیں۔ پوچھا کیا یہ نبی ہے؟ کہا: نہیں بلکہ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں  
اس کی زبان یا خدا میں تر رہتی اور دل مسجدوں میں لگا رہتا۔ کبھی کسی کے ماں باپ کو

درکات وحاشا گجرات، ہند)

علامہ شہاب الدین فجاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

(نسیم الریاض بحوالہ منابیل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع، ج 1، ص 248، ترکات وحاشا گجرات، ہند)

بالجملہ روح مقدس کا شب معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً اور شرعاً مجبور اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور، کتب حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرت قادر وسیع و موفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر رد و انکار کیا مقتضائے ادب و شعور۔

**اشکال:** اب یہ رہا کہ اس حدیث میں کہ براق برق رفتار زمین سے لپٹ گیا۔ اور اس روایت میں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گردن حضور غوث اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر قدم رکھ کر زیب پشت براق ہوئے، بظاہر قافی ہے۔

**اقول** (میں کہتا ہوں): اصلاً منافات نہیں، بلکہ جب اسی روایت میں مذکور کہ براق فرط فرحت سے چالیس ہاتھ اونچا ہو گیا اور پُر ظاہر کہ جو مژگب (سواری) اس قدر بلند ہووہ کیسا ہی زمین سے ملصق (چسبی) ہو جائے تاہم قامت انسان سے بہت بلند رہے گا اور اس پر سواری کے لئے ضرور حاجت نردبان (سیڑھی) ہوگی۔ اب ایک چھوٹے سے جانور فیل (ہاتھی) ہی کو دیکھیے کہ جب ذرا بلند و بالا ہوتا ہے، اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قدرے دقت رکھتی ہے۔ تو اگر براق

بُرا کہہ کر اپنے والدین کو بُرا نہ کہلوا یا۔

(تفہیم الخطا فی مناقب الشیخ عبدالقادر، المکتبۃ الاولی، ص 25 تا 28، منی دارالاشاعت علیہ رضویہ، بیسل آباد)

یعنی جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث و اقوال علماء و اولیاء سے ثابت ہے تو روح اقدس حضور پر نور سید الاولیاء غوث الاصفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری کیا جائے تعجب و انکار ہے بلکہ ایسی حالت میں حاضر نہ ہونا ہی محل استعجاب ہے اک ذرا انصاف و اندازہ قدر قادریت درکار ہے۔

**اقول وباللہ التوفیق:** (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے) فقیر خنزرنسوی (ذکرہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے رسالہ "ہدی الحیران فی نفی الفنی عن سبب الاکوان" میں بعونہ تعالیٰ ایک فائدہ جلیلہ لکھا کہ مطالب چند قسم ہیں، ہر قسم کا مرتبہ جدا اور ہر مرتبہ کا پایہ ثبوت علیحدہ۔ اس قسم مطالب کا احادیث میں ظہور نہ ہونا مضرب نہیں، بلکہ کلمات علماء و مشائخ میں ان کا ذکر کافی۔

امام خاتمہ المحدثین جلال الملت والدین سیوطی فریق مراد فریق نے "منابیل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء" میں ایک روایت کی نسبت تحریر فرمایا "لم اجدہ فی شیء من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکرہ فی ضمن حدیث طویل و کفی بذلك سنداً لئلا فانه لیس مما یتعلق بالاحکام" ترجمہ: میں نے یہ روایت کسی کتاب حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انہیں کچھ باب احکام سے تعلق نہیں۔

(نسیم الریاض بحوالہ منابیل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع، ج 1، ص 248)

بوجہ حیاء و تذلل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے زمین سے لپٹ گیا ہو اور پھر بھی بوجہ طول ارتقاع حاجت زینہ ہو جس کے لئے روح سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاضر ہو کر اپنے مہربان باپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم اکرام اپنا شانہ مبارک رکھا ہو، کیا جائے استعجاب (تعجب) ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ملخصاً، ج 28، ص 406 تا 413، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

### اشکالات کے جوابات

**سوال:** ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت پیران چیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح نے عرش معلیٰ پر اپنے اوپر سوار کر کے پہنچایا، یا کندھا دے کر براق پر سوار کرایا، بعض لوگ اس پر یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کام اوپر جانے کا براق اور حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ السلام سے انجام کو نہ پہنچا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی، اور یہ اشکال بھی پیش کرتے ہیں کہ سدرۃ المنتہی منجھائے عروج ہے یعنی اس سے اوپر کوئی نہیں جاسکتا، ہاں جس کا جانا نص سے ثابت ہو وہی جاسکتا ہے، ان کا کیا جواب ہے؟

**جواب:** شب معراج میں روح پر فتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا، اور وقت رکوب براق (براق پر سوار ہوتے وقت) یا صعود عرش (عرش پر چڑھتے وقت) زینہ بننا، شرعاً و عقلاً اس میں کوئی بھی استحالہ نہیں۔

سدرۃ المنتہی اگر منجھائے عروج ہے تو باعتبار اجسام نہ بنظر ارواح۔ عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیاء کو عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت و واقع، جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر۔ بلکہ با وضو سونے والے کے لئے حدیث میں وارد کہ

اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے۔

نہ اس قصہ میں معاذ اللہ بوجے تفصیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نکلتی ہے، نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے۔ کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنی تراشے جائیں کہ اوپر جانے کا کام حضرت جبرائیل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ السلام سے انجام کو نہ پہنچا براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی۔ درپردہ اس میں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نفس نفس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعے سے حضور کی رسائی ہوئی۔

یا ہذا خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم و اجلال سلاطین، بجالاتے ہیں کیا ان کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے؟ علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لئے زینہ بننے سے یہ کیونکر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر، نردبان (سیڑھی) ہی کو دیکھیں کہ زینہ صعود (چڑھنے کا زینہ) ہے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجئے کہ ہنگام بت شکنی (بت توڑنے کے دوران) حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کریم علیہ السلام کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور پر نور (قلندر مہرور) اللہ تعالیٰ عنہ نبیہ علیہ وسلم دینی ان کے دوش مبارک پر قدم رکھ کر بت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولیٰ علی کریم علیہ السلام زہمہ قادر تھے۔ غرض ایسے معنی محال، نہ ہرگز عبارت قصہ سے مستفاد، نہ ان کے قائلین بے چاروں کو مراد، واللہ الہادی الی سبیل الرشاد (اور اللہ تعالیٰ ہی درست راستے کی طرف ہدایت عطا فرمانے والا ہے)۔

یہ بیان ابطال استحالة واثبات صحت بمعنی امکان کے متعلق تھا۔ رہا اس روایت کے متعلق بقیہ کلام، خلاصہ مقصد اس کا یہ ہے کہ اس (واقعہ) کی اصل کلمات بعض مشائخ میں مسطور (لکھی ہوئی ہے)، اس میں عقلی و شرعی کوئی استحالة نہیں، بلکہ احادیث و اقوال اولیاء و علماء میں متعدد بندگان خدا کے لئے ایسا حضور روحانی (روحانی طور پر حاضر ہونا) وارد (ہے)۔

مسلم اپنی صحیح اور ابوداؤد طیالسی مسند میں جابر بن عبد اللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَا هَذِهِ؟ فَقَالُوا: هَذَا بِلَالٌ، ثُمَّ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ؟ قَالُوا: هَذِهِ الْغُمِيصَاءُ بَنَتْ مِلْحَانَ "وَهِيَ أُمُّ سَلِيمٍ أُمُّ أَنَسٍ بِنِ مَالِكٍ

((ترجمہ: میں جب جنت میں داخل ہوا تو ایک کچل سی، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ملائکہ نے عرض کی: یہ بلال ہیں۔ پھر تشریف لے گیا، کچل سی، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کیا: غمیصاء بنت ملحان، یعنی ام سلیم ماورانس رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(کنز العمال بحوالہ عبد بن حمید عن انس والطیالسی عن جابر، ج 11، ص 653، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت) (مسند ابی داؤد الطیالسی، عن جابر، ج 2، ص 238، دار المعرفۃ بیروت) (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل ام سلیم، ج 2، ص 292، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ان کا انتقال خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا کما ذکرہ الحافظ فی التقریب ترجمہ: جیسا کہ حافظ نے تقریب میں اس کو ذکر کیا۔

(تقریب التہذیب، ترجمہ ام سلیم بنت ملحان، ج 2، ص 688، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام احمد و ابو یعلیٰ بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس اور طبرانی کبیر اور ابن

عدی کامل بسند حسن ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ لَيْلَةً أُسْرَى بِي فَسَمِعْتُ فِي جَانِبِهَا وَجَسًا فَقُلْتُ يَا جَبْرِيلُ مَا هَذَا قَالَ هَذَا بِلَالُ الْمُؤَدَّنِ)) ترجمہ: میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشہ میں ایک آواز نرم سی، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی: یہ بلال مؤذن ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(کنز العمال، ج 11، ص 653، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت) (المکمل لاس غدی، ترجمہ بعضی بن ابی حنیہ ابن جابر الکلی، ج 7، ص 2670، دار الفکر، بیروت)

امام احمد و مسلم و نسائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور والا صلوات اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً بَيْنَ يَدَيَّ فَقُلْتُ مَا هَذِهِ قَالُوا هَذِهِ الْغُمِيصَاءُ بَنَتْ مِلْحَانَ)) ترجمہ: میں بہشت میں رونق افروز ہوا، اپنے آگے ایک کھانسا، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: غمیصاء بنت ملحان۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل ام سلیم، ج 2، ص 292، قدیمی کتب خانہ، کراچی) (مسند احمد بن حنبل، عن انس وحنی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 3، ص 98، المکتب الاسلامی، بیروت)

امام احمد و نسائی و حاکم باسناد صحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةً قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: حَارِثَةُ بِنْتُ النُّعْمَانِ كَذَلِكُمْ الْبَرُّ كَذَلِكُمْ الْبَرُّ)) ترجمہ: میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا، وہاں قرآن کریم پڑھنے کی آواز آئی، پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی: حارثہ بنت نعمان۔ نیکی ایسی ہوتی ہے نیکی ایسی ہوتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ج 6، ص 36، المکتب الاسلامی، بیروت) (المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، مناقب حارثہ بنت نعمان، ج 3، ص 208، دار الفکر، بیروت) (الاصابة فی تمييز الصحابة بحوالہ النسائی، ترجمہ حارثہ بنت نعمان، ج 1، ص 298، دار صادر، بیروت)



یہ حارثہ رضی اللہ عنہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں رہی جتنا ہوئے قالہ ابن سعد فی الطبقات و ذکرہ الحافظ فی الاصابہ (ابن سعد نے طبقات میں اور حافظ نے اصابہ میں اس کو ذکر کیا)۔

(الاصابة فی تبيين الصحابة بحواله النسائي، ترجمہ حارثہ بن نعمان، ج 1، ص 299، دارصادر بیروت) ﴿الطبقات الكبرى لابن سعد، ترجمہ حارثہ بن نعمان، ج 3، ص 488، دارالکتب بیروت﴾

ابن سعد طبقات میں ابو بکر عدوی سے مرسل راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ سَمِعْتُ نَحْمَةً مِنْ نُعَيْمٍ فِي الْجَنَّةِ)) ترجمہ: میں جنت میں تشریف فرما ہوا تو نعیم کی کھکاری۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد، الطبعة الثانية من المباحرين والانصار، ترجمہ نعیم بن عبداللہ المعروف النعمان، ج 4، ص 138، دارصادر، بیروت)

یہ نعیم بن عبداللہ عدوی معروف بہ نعام (کہ اسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

(الاصابة فی تبيين الصحابة، ترجمہ نعیم بن عبداللہ، ج 3، ص 58، دارصادر، بیروت) سبحان اللہ! جب احادیث صحیحہ سے احیائے عالم شہادت کا حضور ثابت تو عالم ارواح سے بعض ارواح قدسہ کا حضور کیا دور۔

امام ابو بکر بن ابی الدنیا، ابوالخارق سے مرسل راوی، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((مردت ليلة اسرى بهي برجل مغيب نور العرش، قلت: من هذا؟ املك؟ قيل: لا۔ قلت: نبي؟ قيل: لا۔ قلت: نعم، هذا؟ قال: هذا رجل كان في الدنيا لسانه رطب من ذكر الله تعالى، وقلبه معلق بالمساجد ولم يستسب لو الذيه قط)) ترجمہ: شب اسری میرا گزرا ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا، میں نے فرمایا: یہ کون ہے، کوئی فرشتہ ہے؟ عرض کی گئی: نہ۔ میں نے

فرمایا: نبی ہے عرض کی گئی: نہ۔ میں نے فرمایا کون ہے؟ عرض کرنے والے نے عرض کی: یہ ایک مرد ہے دنیا میں اس کی زبان یاد الہی سے تر تھی اور دل مسجدوں سے لگا ہوا، اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلویا۔

(الدر المنثور بحواله ابن ابی الدنيا، ج 1، ص 149، مكنية آية الله العظمى قم، ايران) ﴿الترغيب والترغيب بحواله ابن ابی الدنيا، كتاب الذكرو الدخاء، والترغيب فی الاكثار من ذكر الله، ج 2، ص 395، مصطفى البابي، مصر﴾

**ثم اقول وبالله التوفيق** (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے) کیوں راہ دور سے مقصد قرب نشان دیجئے، فیض قادریت جوش پر ہے، بحر حدیث سے خاص گوہر مراد حاصل کیجئے۔ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ مع اپنے تمام مریدین واصحاب و غلامان بارگاہ آسمان قباب کے شب اسری اپنے مہربان باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے حضور پر نور کے پیچھے نماز پڑھی، حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ والحمد لله رب العلمین۔

اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیونکر؟ ہاں ہم سے نئے۔ واللہ الموفق۔ ابن جریر وابن ابی حاتم و ابویعلیٰ وابن مردودہ و بیہقی وابن عساکر حضرت (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) سے حدیث طویل معراج میں راوی، حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ثم صعدت الى السماء السابعة فاذا انا بابراهمم الخليل مسندا لظهرة الى البيت المعمور واذ ابا متي شطرين شطر عليهم ثياب بيض كانها القراطيس و شطر عليهم ثياب رمدا فدخلت البيت المعمور ودخل معي الذين عليهم الثياب البيض وحجب الاخرون الذين

عليهم ثياب رمد وهم على خير فصليت انا ومن معي من المومنين في البيت المعمور ثم خرجت انا ومن معي (( ترجمہ: پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا، ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل اللہ ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پائی، ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح، اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے، میلے کپڑوں والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیر و خوبی پر۔ پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔

(تاریخ دمشق الکبریٰ باب ذکر عروجہ الی السماء ص 3، ص 284، دار احیاء التراث العربی بیروت) 1. ادلائل النبوة للسیوطی باب انما عمل علی ان الی علیہ وسلم عرج الی السماء ص 2، ص 393، 394، دار الکتب العلمیہ، بیروت 2. (الدر المنثور بحوالہ ابن حوسرو ابن حاتم وغیرہ ص 5، ص 172، دار احیاء التراث العربی بیروت)

ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ جزد من شریف باریاب سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی۔ تو حضور غوث الوزی اور حضور کے متنبان باصفا تو بلاشبہ ان اعلیٰ پوشاک والوں میں ہیں، جنہوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھی، والحمد للہ رب العالمین۔ اب کہاں گئے وہ جاہلانہ استبعاد کہ آج کل کے کم علم مفتیوں کے سدراہ ہوئے، اور جب یہاں تک بحمد اللہ ثابت تو معاملہ قدم میں کیا وجہ انکار ہے کہ قول مشائخ کو خواہی نخواہی رد کیا جائے۔ ہاں سند محدثانہ نہیں، پھر نہ ہو، اس جگہ اسی قدر بس ہے۔ سند معنعن کی حاجت نہیں۔

امام خاتمۃ المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں "منہاہل

الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء "میں ایک روایت کی نسبت تحریر فرمایا "لم اجدہ فی شیء من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکرہ فی ضمن حدیث طویل وکفی بذلك سنداً لثبوتہ فانہ لیس مما یعلق بالاحکام" ترجمہ: میں نے یہ روایت کسی کتاب حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انہیں کچھ باب احکام سے تعلق نہیں۔

(تسمیہ الربیع بحوالہ مسابیل العرفاء فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع، ج 1، ص 248، حرکات رضا گجرات، ہند)

اور یہ تو کسی سے کہا جائے کہ حضرات مشائخ کرام مدرّسین (مدرّس) کے علوم اسی طریقہ سند ظاہری حدیثاً فلان عن فلان میں منحصر نہیں، وہاں ہزار ہا ابواب وسیعہ و اسباب رفیعہ ہیں کہ اس طریقہ ظاہرہ کی وسعت ان میں سے کسی کے ہزارویں حصہ تک نہیں، تو اپنے طریقہ سے نہ پانے کو ان کی تکذیب کی حجت جاننا کیسی ناانصافی ہے۔

انسان کی سعادت کمزری ان مدارج عالیہ و معارج عالیہ تک وصول رہے اور اس کی بھی توفیق نہ ملے تو کیا درجہ تسلیم، نہ کہ معاذ اللہ انکار و تکذیب کہ سخت مہلکہ ہائیکہ ہے، والعیاذ باللہ رب العلمین (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا)۔

بالجملہ روایت نہ عقلاً دور نہ شرعاً مجبور، اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور اور کتب احادیث میں ذکر معدوم نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرت قادر وسیع و موفور، اور قدرت قادری کی بلندی مشہور، پھر رد و انکار کیا

مقتضائے ادب و شعور۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 420 تا 427، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

### صدیق اکبر اور غوث پاک

**سوال:** یہ عقیدہ رکھنا کیسا ہے کہ غوث اعظم رحمہ اللہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔

**جواب:** جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جناب افضل الاولیاء الحمد للہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں یا ان کے ہمسر ہیں، گمراہ بد مذہب ہے۔ سبحان اللہ، اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام اولیاء مرجع العرفاء امیر المومنین مولیٰ السلسلین سیدنا مولیٰ علی کریم اللہ وجہ سے بھی اکرم و افضل و اتم و اکمل ہیں جو اس کا خلاف کرے اسے بدعتی، شیعہ، رافضی مانتے ہیں، نہ کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل (فضیلت) دینی کہ معاذ اللہ انکار آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ و فرق اجماع امت مرحومہ ہے لاجل و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ مسکین اپنے زعم میں سمجھا کہ میں نے حق محبت حضور پر نور سلطان غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادا کیا کہ حضور کو ملک مقرب پر غالب یا افضل بتایا، حالانکہ ان یہودہ کلمات سے پہلے بیزار ہونے والے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، وباللہ التوفیق۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 419، 420، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

### غوث پاک کس کس سے افضل

**سوال:** ہمیں اس بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کس کس سے افضل ہیں؟

**جواب:** اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے امام اہل سنت امام

احمد رضا خان رحمہ اللہ جب فرماتے ہیں ”عقیدہ وہ چیز ہے جس کا اعتقاد و مدار سنیّت اور اس کا انکار بلکہ اس میں تردد گمراہی و ضلالت، اس قسم کے امور ان مسائل سے نہیں ہوتے، ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق ہے اور شہادت اولیاء و شہادت سیدنا خضر حبّہ (علیہ السلام) و برویات اکابر ائمہ کرام ثابت ہے یہ ہی ہے کہ باستثناء انکے جن کی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرم و بعض اکابر تابعین عظماء کہ ﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَنٍ﴾ (اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔) ہیں۔

اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں، ولہذا اولیاء و صوفیہ و مشائخ ان الفاظ سے ان کی طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود سرداران اولیاء ہیں، وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوں جیسے سائر اولیائے عشرہ کہ احیائے موتی فرماتے تھے، خواہ حضور سے متقدم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی و بایزید بسطامی و سید الطائفہ جنید و ابوبکر شبلی و ابوسعید خرازی، اگرچہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں، اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند و حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی و حضرت سیدنا بہاؤ الدین نقشبند و ان اکابر کے خلفاء و مشائخ و غیر ہم درجہ و درجہ علیہم السلام (اللہ تعالیٰ انکے اسرار کو مقدس بنائے اور ان کی برکات و انوار ہمیں عطا فرمائے۔) حضور سرکار غوثیت مدار بلا استثناء ان سب سے اعلیٰ و اکمل و افضل ہیں، اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تا زمانہ سیدنا امام مہدی ہوں گے کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غوث، قطب، امامین، اوتاد و اربعہ، مبدلے سببہ، ابدال سبعین، نقباء، نجباء، ہر دورہ کے عظماء، کبراسب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل و مکمل ہیں۔

یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے مگر من و تو زید و عمرو کے

چاہے کچھ نہیں ہوتا، چاہتا اس کا ہے جس کے ہاتھ میزانِ فضل ہے، غلبہ شوق اور چیز ہے اور ثبوت و دلائل اور ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے بلکہ اکابر کا ارشاد ہے اجلہ اعظم کا جس پر اعتماد ہے، ایک تو خود حضور والا کا وہ فرمان واجب الاذعان کہ ”قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ ترجمہ: میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

(بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ذکر اخبار المشائخ عنہ بذلک، ص 4، مصطفیٰ البابی، مصر)

کہ حضور والا سے متواتر ہوا اور اکابر اولیاء نے بحکم الہی اسے قبول کیا اور قدم اقدس اپنی گردنوں پر لیا۔

نیز ارشاد اقدس ”الانس لہم مشائخ والجن لہم مشائخ والملائکۃ لہم مشائخ وانا شیخ الكل لانقیسونی باحد ولا تفتیسوا علی احدًا“ ترجمہ: آدمیوں کیلئے شیخ ہیں اور جن کیلئے شیخ ہیں اور فرشتوں کیلئے شیخ ہیں اور میں ان سب کا شیخ ہوں، مجھے کسی پر نہ قیاس کرنے کی کو مجھ پر قیاس کرو۔

(بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ذکر کلمات احبیبہا عن نفسہ محدثین عنہ رب، ص 22، 23، مصطفیٰ البابی، مصر)

حضور کے زمانہ اقدس کے دو ولی جلیل حضرت سید ابوالسعود بن احمد بن ابی بکر حریری و حضرت سیدی ابو عمرو عثمان الصریفی بن زید رحمہما فرماتے ہیں ”واللہ ما اظهر اللہ تعالیٰ ولا یظهر الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ ترجمہ: خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے کوئی ولی ظاہر کیا نہ ظاہر کرے مثل شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

(بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ذکر فصول من کلامہ مرصعہ بنی من عجائب احوالہ الخ، ص 25، مصطفیٰ البابی، مصر)

سیدنا خضر علیہ السلام فرماتے ہیں ”ما وصل اللہ تعالیٰ ولیا الی مقام الا وکان الشیخ عبدالقادر اعلاہ ولا وہب اللہ المقرب حالا الا و

کان الشیخ عبدالقادر اجلہ وما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متادب معہ الی یوم القیۃ“ ترجمہ: اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبدالقادر اس سے اعلیٰ رہے، اور جس مقرب کو کوئی حال عطا کیا شیخ عبدالقادر اس سے بالا رہے، اللہ کے جتنے اولیا ہوئے اور جتنے ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبدالقادر کا ادب کرتے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ذکر الشیخ ابو محمد القاسم بن عبد المعزی، ص 173، مصطفیٰ البابی، مصر) (فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 362 تا 365، رسالہ انقیاد بنی لاہور)

اعلیٰ حضرت بارگاہ غوثیت میں عرض کرتے ہیں:  
صحابت ہوئی پھر تابعیت بس آگے قادری منزل ہے یا غوث  
ہزاروں تابعی سے تو فرزند ہے وہ طبقہ مجمل فاضل ہے یا غوث  
**سوال:** شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ سید نہیں، اس کا کیا جواب ہے؟

**جواب:** سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً قطعاً اجل سادات کرام سے ہیں، حضور کی سیادت متواتر ہے، حضرت سیدی امام اوحید ابوالحسن نجمی دہلوی کی بھتیجی الاسرار شریف اور امام جلیل عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی کی اسنی الفاخر و علامہ علی قاری کی زبیدۃ النواظر اور مولانا نور الدین جامی کی نجات الانس اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی زبدۃ الآثار وغیرہم اجلہ اکابر کی معتمدات اسفار ملاحظہ ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 437، 438، رسالہ انقیاد بنی لاہور)



### فصل پنجم: نماز غوثیہ

قضائے حاجات کے لیے ایک مجرب (آزمائی ہوئی) نماز صلاۃ الاسرار (نماز غوثیہ) ہے جو امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر نخعی شطرنی بچہ الاسرار میں اور مولانا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جمع حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

### نماز غوثیہ کی ترکیب

اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ہو اللہ پڑھے سلام کے بعد اللہ حمد میں کی حمد و ثنا کرے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار دُرود و سلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے: يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اغْنِنِي وَامْدُدْنِي فِي قَضَائِ حَاجَتِي يَا فَاضِلِي الْحَاجَاتِ - ترجمہ: اے اللہ (حمد میں) کے رسول! اے اللہ (حمد میں) کے نبی! میری فریاد کو پہنچنے اور میری مدد کیجئے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر یہ کہے: يَا غَوْثَ الثَّقَلَيْنِ وَ يَا كَرِيمَ الطَّرَفَيْنِ اغْنِنِي وَامْدُدْنِي فِي قَضَائِ حَاجَتِي يَا فَاضِلِي الْحَاجَاتِ - ترجمہ: اے جن و انس کے فریاد رس اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچنے اور میری مدد کیجئے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے اللہ حمد میں سے دعا

(بہار شریعت، حصہ 4، ص 686، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کرے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ غوثیت میں عرض کرتے ہیں:

حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں

آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

### اعتراضات کے جوابات

**سوال:** فتاویٰ رضویہ میں امام اہل سنت مجددین و ملت امام احمد رضا خان

رحمہ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ

نماز غوثیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے یا نہیں؟ زید اس پر

درج ذیل اعتراضات کرتا ہے:

(1) اس کی روایت بے اصل ہے اور بچہ الاسرار میں کسی فاسق بدعتی

کا الحاق ہے اور یہ تصانیف شیخ اکبر و امام شعرانی کی طرح ہے کہ جس طرح ان میں الحاق ہوئے، اسی طرح اس میں بھی الحاق ہوئے ہیں۔

(2) نماز فرض کے بعد قبلے سے انحراف اور کسی دلی کے مزار کی تعین ست

اور بیعت نماز میں انتہائی تعظیم کے ساتھ اس طرف چلنا ہرگز درست نہیں، یہ اخلاص اور توکل کے خلاف ہے۔

(3) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب و سنت و سیرت صحابہ کی مکمل

پیروی کرتے تھے اور اخلاص والے تھے وہ کیونکر فرماتے کہ بعد نماز مغرب عراق کی طرف دل سے متوجہ ہو کر میرا نام لے کر حاجت چاہو، یہ فعل کتاب و سنت و طریقہ خلفائے راشدین کے خلاف ہے۔

(4) عوام کہ اسے عمل مشائخ کہتے ہیں قابل التفات نہیں کہ مشائخ میں

جو اہل علم فقہاء و ائمہ ہوئے کسی نے اس کے مثل تصریح نہ کی، صحابہ محبت و تعظیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم سب سے زیادہ اور ثواب و حسنات پر بہت حریص تھے، اگر یہ عمل موجب ثواب ہوتا تو سلف کرام بلکہ خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی طرف کرتے، آیا یہ کلام اس کا غلط ہے یا صحیح؟

**جواب:** امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام اعتراضات کے جوابات

حسب عادت نہایت مدلل انداز میں دیئے ہیں، سب سے پہلے اس بات کا جواب دیا کہ یہ نماز حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے، چنانچہ فرماتے ہیں "فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام ذر اللہ عنہم کی معمول اور قضائے حاجات و حصول مرادات (مقاصد کے حصول) کے لئے عمدہ طریق مرضی (پسندیدہ) و مقبول اور حضور پر نور غوث الکوین غیاث الثقلین مدبر اللہ امورہم و جبر اللہ عنہم سے مروی و منقول، اجلہ علماء و اکابر کمالا اپنی تصانیف علیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول و مقرر و مسلم معتبر رکھتے آئے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 571 مرصفاً و تفسیراً، لاہور)

### اس نماز کا تذکرہ کرنے والے علماء

اس کے بعد جن علماء نے اپنی اپنی کتب کے اندر اس روایت کو بیان کیا، ان کا تذکرہ فرمایا:

(1) امام ابوالحسن نور الدین علی بن یوسف شطرنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ بچہ الاسرار شریف میں اسے ذکر کیا۔

(2) شیخ شیوخ علماء الہند شیخ محقق مولانا عبدالرحمن محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ الآثار میں اسے بیان کیا۔

(3) امام جلیل علامہ تمیل امام عبداللہ یافعی کی رحمۃ اللہ علیہ صاحب خلاصۃ المفارحنی اختصار مناقب الشیخ عبدالقادر نے روایت کی۔

(4) یونہی فاضل کامل مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صاحب شروح فقہ اکبر و مشکوٰۃ نے زبدۃ الخاطر میں ذکر فرمایا۔ زبدہ مبارکہ میں اپنے شیخ و استاد کا اس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا۔

(5) حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ سے اس نماز مبارک میں خاص ایک نفیس رسالہ ہے۔

(6) شیخ محقق کے اس رسالہ سے ثابت کہ حامل شریعت کامل طریقت سیدی عبدالوہاب متقی کی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب بچہ الاسرار کو معتد و معتبر اور اس مبارک روایت کو مسلم و مقرر فرمایا۔

(7) مولینا شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے سال پیدا ہوئے، حضرت شیخ غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید سعید اور حضرت شیخ محقق کے استاد مجید اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے شیخ سلسلہ اور صاحب مقامات رفیعہ و صاحب تصانیف کثیرہ ہیں، بیضاوی و ہدایہ و تلویح و شرح و قایہ و مطول و مختصر و شروح عقائد و مواقف و غیر ہا پر حواشی مفیدہ رکھتے ہیں اور کبرائے منکرین نے بھی اپنے رسائل میں ان سے استناد کیا، نہایت شہود سے اس نماز مبارک کی اجازت دیتے اور اس پر نہایت تاکید کے ساتھ ترغیب دلاتے۔

(8) شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں بھی اسے ذکر کیا۔

(9) مولانا ابوالعالی محمد مسلمی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ قادریہ شریف میں اس نماز کو ذکر کیا، یہ وہ بزرگ ہیں جنہیں شیخ محقق نے رسالہ مذکورہ میں علمائے سلسلہ علیہ سے شمار کیا۔

(10) سیدنا مولینا حضرت سید شاہ حمزہ عینی قادری فاطمی حسین رحمۃ اللہ علیہ

نے کاشف الاستار شریف میں اسے نقل و ارشاد فرمایا۔

(11) امام یافعی رحمہ اللہ جب تصریح فرماتے ہیں کہ حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اصحاب رحمہم اللہ اس نماز کو عمل میں لاتے۔

(12) اور زبدۃ الآثار میں اولیائے طریقہ علیہ عالیہ کے آداب میں فرمایا ”وملازمته صلوة الاسرار التي بعدها التخطی احدى عشرة خطوة“ ترجمہ: اس خاندان پاک کے آداب سے ہے صلوة الاسرار (نماز غوثیہ) کی مداومت کرنی جس کے بعد گیارہ قدم چلنا ہے۔

(زبدۃ الاسرار، خاتمة الكتاب، ص 126، مطبوعہ مطبع ہکسلنگ کمپنی، دہلی)

علماء ناقلین کے تذکرہ کے بعد فرماتے ہیں ”اس (نماز) کا اعمال مشائخ کرام سے ہونا نہ ماننا آفتاب روشن کا انکار کرنا ہے اور خود کون سی راہ ہے کہ ان ائمہ و اکابر کو خواہی نخو ابی جھٹلائیے اور عیاذ باللہ بدعتی و ناحق کوش ٹھہرایے، پھر یہ مقبولان خدا صرف اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اسے خاص حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد بتاتے ہیں اور حضور کے ارشاد واجب الانقیاد پر زور و ایراد اگر انجانی سے نہ ہو تو معاذ اللہ وہ آتش سوزاں و بلائے بے درماں و قہر بے امان ہے جس کا مزہ اس دار الغرور و الاقتباس میں نہ کھلا تو کل کیا دور ہے۔ ﴿إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ﴾ ترجمہ: بیشک ان کا وعدہ صبح کا وقت ہے کیا صبح قریب نہیں۔

حضور خود ارشاد فرماتے ہیں ”تکذیبکم لی سم قاتل لادیانکم و سب لذهاب دنیاکم و اخراکم“ ترجمہ: میرے ارشاد کو خلاف بتانا تمہارے دین کے لئے زہر قاتل اور تمہاری دنیا و عقبی دونوں کی بربادی ہے۔ و العیاذ باللہ تعالیٰ۔

### علماء ناقلین کی توثیق

پھر امام اہل سنت رحمہم اللہ نے علماء ناقلین کی ثقاہت و عدالت ان الفاظ

کے ساتھ بیان کی ”اور ان اکابران ملت و علمائے اُمت کو نقل و روایت میں بھی غیر موثوق جانتا اسی دار الفتن ہندوستان میں آسان ہے جہاں نہ کسی منہ کو لگام، نہ کسی زبان کی روک تھام۔ یہ امام ابو الحسن نور الدین علی قسطنطینی ذریعہ، کہ بیچہ الاسرار شریف کے مصنف اور برطرز حدیث، سند متصل اس روایت جلیلہ کے پہلے مخرج ہیں اجلہ علماء و ائمہ قرأت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں امام اجل شمس الدین ابن الجریزی رحمہ اللہ کہ اجلہ محدثین و علمائے قرأت سے ہیں جن کی حصن حصین مشہور و معروف دیار و امصار ہے اس جناب کے سلسلہ تلامذہ میں ہیں انہوں نے یہ کتاب بیچہ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی اپنے رسالہ طبقات القراء میں فرماتے ہیں ”انہی قرأت هذا الكتاب اعني بهجة الاسرار بمصر و كان في عزة سلطان مصر، علي الشيخ عبد القادر و كان من اجلة مشايخ مصر، فاجازني روايته“ یعنی میں نے یہ کتاب بیچہ الاسرار مصر میں خزانہ شامی سے حاصل کر کے شیخ عبد القادر سے کہ اکابر مشائخ مصر سے تھے پڑھی اور انہوں نے مجھے اس کی روایت کی اجازت دی۔

امام شمس الدین ذہبی مصنف میزان الاعتدال کہ علم حدیث و نقد رجال میں اُن کی جلالت شان عالم آشکارا، اس جناب کے معاصر (ہم عصر) تھے اور با آنکہ حضرات صوفیہ کرام کے ساتھ اُن کی روش معلوم ہے، امام ابو الحسن مدوح کی ملاقات کو اُن کی مجلس تدریس میں گئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں اُن کی مدح و ستائش سے رطب اللسان ہوئے فرماتے ہیں ”علی بن جریر البخمی الشطنوفی الامام الاوحد نور الدین شیخ القراء بالديار المصرية ابو الحسن اصله من الشام ولد بالقاهرة سنة اربع واربعين وستمائة و تصدر للاقراء بجمامع الازهر

وغیرہ نکات علیہ الطلبة و حضرت مجلس اقراء فاعجبتی سمتہ و سکوته و کان ذاعزام بالشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ و جمع اخبارہ و مناقبہ فی نحو ثلث مجلدات ملخصاً، یعنی علی بن جریر بن شطون فی امام یکتا میں نورالدین لقب ابوالحسن کنیت بلاد مصر میں علمائے قرأت کے استاد ہیں اصل ان کی شام سے ہے 644ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر وغیرہ میں مسند اقرأ پر صدر نشینی کی بکثرت طلبہ ان کے پاس جمع ہوئے میں ان کی مجلس درس میں حاضر ہوا ان کی نیک روش و کم سختی مجھے پسند آئی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے شیدائی تھے انہوں نے حضور کے فضائل تین مجلد کے قریب میں جمع کئے ہیں۔

پر ظاہر کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کے مثل سے یہ کلمات جلیلہ اس جتاب کی کمال وثاقت و عدالت و وفور علم و جلالت پر شاہد عدل و دلیل فصل ہیں اور خود امام احمد یعنی بے مثل امام یکتا، کا لفظ اجل و اعظم تمام فضائل و مناقب جلیلہ کا یکتا جامع اکمل و اتم ہے۔

وہ جناب سند عالی رکھتے اور زمانہ اقدس حضور پر نور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے نہایت قریب ہیں انہیں حضور اقدس تک صرف دو واسطے ہیں قاضی القضاۃ امام اجل حضرت سیدنا ابوصالح نصر فریہ کے اصحاب سے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر تاج المملۃ والدین عبدالرزاق رحمہ اللہ جیلانی اور وہ اپنے والد ماجد حضور پر نور سید السادات غوث الافراد قطب الارشاد غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خلیفہ و مرید و صاحب و مستفید ہیں رحمہ اللہ جیلانی صلیع رسمی۔ شیخ محقق رحمہ اللہ جیلانی زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں یہ کتاب ہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قرأت سے عالم معروف و مشہور اور ان کے احوال شریفہ

کتابوں میں مذکور و مسطور، پھر ذہبی و ابن الجزری کے وہ اقوال نقل فرمائے۔  
امام یافعی و علامہ علی قاری و حضرت شیخ محقق دہلوی وغیرہم اکابر کی امامت و جلالت و وثاقت عدالت سے کون آگاہ نہیں۔

و کیف یصح فی الاعیان شیء اذا احتیاج النہار الی دلیل  
ترجمہ: جب روز روشن دلیل کا محتاج ہو جائے تو پھر کسی چیز کا وجود کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔

بالجملہ ایسے اکابر کی روایات معتمدہ کو بے وجہ و جہہ زد کر دینا یا سخت جہالت ہے یا خبث و ضلالت و العیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ۔

### دعوی الحاق کا جواب

دعوی الحاق کا جواب دیتے ہوئے امام اہل سنت رحمہ اللہ عہد فرماتے ہیں "اور بے دلیل دعوی الحاق محض مردود، ورنہ تصانیف ائمہ سے امان اٹھ جائے اور نظام شریعت و رہم و برہم نظر آئے جو سند پیش کیجئے مخالف کہہ دے یہ الحاقی ہے، چلئے تمسک و استناد کا دروازہ ہی بند ہو گیا "ہیہات" کیا بزور زبان کچھ کہہ دینا، قابل قبول ہو سکتا ہے، حاشا و کلا ادعائے بے دلیل مطرود و ذلیل، ہاں ہم کو مسلم کہ بعض کتابوں میں بعض الحاق بھی ہوئے مگر اس سے ہر کتاب کی ہر عبارت تو مطروح یا مشکوک نہیں ہو سکتی کسی خاص عبارت کی نسبت یہ دعویٰ زہار مسوم نہیں جب تک وجہ و جہہ اس میں الحاق ثابت نہ کر دیں۔"

### ثبوت الحاق کے طریقے

پھر امام اہل سنت رحمہ اللہ عہد نے اس مقام کے لحاظ سے الحاق کے ثبوت کے دو طریقے ارشاد فرمائے ہیں:



(1) جس عبارت کی نسبت الحاق کا دعویٰ ہو اس کتاب کے صحیح معتمد قدیم نسخے اس عبارت سے خالی ہوں یا خاص مصنف کا اصل مسودہ پیش کیا جائے جس میں وہ عبارت نہ ہو۔

(2) مصنف کا معتمد امام ہونا معلوم ہو اور جو کلام بغیر تواتر کے ان کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے وہ صریح معصیت یا ایسی بد مذہبی پر مشتمل ہو جس میں اصلاً تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

اور یہ دونوں صورتیں نمایاں غوثیہ میں موجود نہیں۔

چنانچہ امام اہل سنت رحمہ اللہ عبد فرماتے ہیں ”جس کے لئے امثال مقام میں صرف دو طریقے متصور، ایک تو یہ کہ اس کتاب کے صحیح، معتمد، عمدہ، قدیم نسخے اس عبارت سے خالی ملیں یا خاص مصنف کا اصل مسودہ پیش کیا جائے جس میں اس عبارت کا نشان نہ ہو، حضرت جناب شیخ اکبر و امام شعرانی قدس سرہما کی تصانیف میں الحاق یونہی ثابت ہوا۔ امام شعرانی رحمہ اللہ لوائح الانوار میں فرماتے ہیں ”قدم علينا الاخ العالم الشريف شمس الدين السيد محمد ابن السيد ابي الطيب المديني المتوفى خمس وخمسين وتسعمائة فذاكرته في ذلك فاخرج الي نسخة من الفتوحات التي قابلها على النسخة التي عليها خط شيخ محي الدين نفسه بقونية فلم ارفيها شيئا مما توفقت فيه وحذفته فعلمت ان النسخ التي في مصر ان كلها كتبت من النسخة التي دسوا على الشيخ فيها ما يخالف عقائد اهل السنة والجماعة كما وقع له ذلك في كتاب الفصوص وغيره“ یعنی ہمارے دوست عالم شریف سید شمس الدین محمد بن سید ابوالطیب مدنی جن کی وفات 955ھ میں ہوئی ہمارے یہاں آئے میں نے فتوحات

شیخ اکبر قدس سرہ، کا تذکرہ کیا انہوں نے ایک نسخہ فتوحات نکالا جسے انہوں نے اس نسخے سے مقابلہ کیا تھا جو شہر قونیہ میں کہ شیخ اکبر قدس سرہ، کا وطن ہے خاص شیخ مدنی سر، کے دستخط شریف سے حریص ہے اس نسخے میں میں نے کہیں ان عبارتوں کا نشان نہ پایا جن میں مجھے تردید تھا اور میں نے فتوحات کے انتخاب میں قلم انداز کر دی تھیں تو مجھے یقین ہوا کہ اب جس قدر نسخے مصر میں ہیں سب اسی نسخے سے نقل ہوئے ہیں جس میں لوگوں نے عقائد اہلسنت و جماعت کے خلاف عبارتیں شیخ پر افتر کر کے ملا دی ہیں جیسا کہ ان کی فصوص وغیرہ کے ساتھ بھی یہی واقع ہوا۔

(كشف الظنون بحواله لوائح الانوار القدسيه من الفتوحات المكيه، ج 2، ص 1238، مطبوعه مكتبة البنتي، بغداد)

(اپنے مدعا پر مزید عبارات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں) اب کلام امام شعرانی کا حال سنئے، خود امام موصوف رحمہ اللہ میزبان میں فرماتے ہیں ”وقع لي ذلك من بعض الاعداء فانهم دسوا في كتابي المسمى، بالبحر المورود في المواثيق والعهود، امور تخالف ظاهر الشريعة و داروبها في الجامع الازهر وغيره و حصل بذلك فتنة عظيمة و ما خمدت الفتنة حتى ارسلت لهم نسختي التي عليها خطوط العلماء ففتشها العلماء فلم يجدوا فيها شيئا مما يخالف ظاهر الشريعة مما دسه الاعداء فالله تعالى يغفر لهم ويسامحهم“ یعنی مجھے یہ واقعہ بعض اعداء کے ساتھ پیش آچکا ہے انہوں نے میری کتاب البحر المورود فی المواثيق والعهود میں خلاف شرع باتیں الحاق کر دیں اور اسے جامع ازہر وغیرہ میں لئے پھرے اور اس کے سبب بڑا فتنہ اٹھا اور فرو نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے ان کے پاس اپنا نسخہ جس پر علما کے دستخط تھے بھیج دیا اہل علم نے تلاش کی تو اس میں وہ امور مخالفہ شریعت جو دشمنوں نے ملا دیئے تھے اصلاً نہ پائے اللہ تعالیٰ ان کی

مغفرت کرے اور درگزر فرمائے۔

(المیزان الکبریٰ مقدمة الكتاب ج 1، ص 9 مطبوعہ مطبوعہ مصطفیٰ البلی، مصر)

خیر ایک طریقہ تو ثبوت الحاق کا یہ ہے **دوسرے** یہ مصنف کا امام معتد وعالم متدین، مستند ہونا معلوم ہے اور یہ کلام کہ بے تواتر حقیقی اس کی طرف نسبت کیا گیا صریح معصیت یا بد مذہبی وضالت جس میں اصلاً تاویل و توجیہ کی گنجائش ہی نہیں تو اس وجہ سے کہ علماء تو علماء عام اہل اسلام کی طرف بے تحقق و تواتر و ثبوت قطعی کسی کبیرہ کی نسبت مقبول نہیں کما نص علیہ الامام الاجل حجة الاسلام محمد الغزالی ندوی سرہ (الامانی فی الاحیاء) (جیسا کہ امام غزالی قدس سرہ نے "احیاء العلوم" میں اس کی تصریح کی ہے۔) رد کر دیں گے اور تحسینا للظن (حسن ظن رکھتے ہوئے) الحاقی کہیں گے۔

اور اسی سے ملحق ہے بات کا ایسا خفیف و در ذیل ہونا کہ کسی طرح عقل سلیم اس امام عظیم سے اس کا صدور منظور نہ کرے جیسے باب ذوی الارحام میں قبیل فصل صنف اول سراجیہ میں یہ مہمل عبارت "لان عندهما کل واحد منهم اولی من فرعہ وفرعہ وان سفل اولی من اصلہ" ترجمہ: کیونکہ ان دونوں کے نزدیک ان میں سے ہر ایک اپنی فرع سے اولیٰ ہے اور اس کی فرع اگرچہ نخل ہو اصل سے اولیٰ ہے۔

(السراجی فی المیراث باب ذوی الارحام، ص 39، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

جس کے لئے اصلاً کوئی محصل نہیں ولہذا علامہ سید شریف نے شرح میں نقل فرمایا "لم يتحصل منها معنی فہی من ملحقات بعض الطلبة القاصرين" اس کا کوئی معنی نہیں بنتا لہذا یہ بعض تالائق طلباء کی الحاق کردہ عبارت ہے۔

(حاشیہ ضیاء السراج مع السراج بحوالہ شرح سید شریف، ص 39، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اور اسی قبیل سے ہے وہ عبارت جس میں کسی طاقتہ زائفہ کے لئے کوئی غرض

فاسد ہو اور امام مصنف اس سے بری اور جا بجا خود اس کا کلام اس غرض مردود کے خلاف پر شاہد، جیسے بعض خدا تارسوں کا امام حجة الاسلام محمد غزالی ندوی سرہ (الامانی کی طرف معاذ اللہ کلمات مذمت امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہما) حد نسبت کرنا حالانکہ اُن کی کتاب متواترہ احیاء وغیرہ مناقب امام کی شاہد عدل ہیں۔

اور مثل آفتاب روشن و بے نقاب کہ ما نحن فیہ (جس میں ہم بات کر رہے ہیں) میں ان صورتوں سے کوئی شکل نہیں والحمد للہ رب العلمین۔

اگر منکر بچہ الاسرار شریف کے نسخ قدیمہ صحیحہ معتدہ اس روایت سے خالی دکھادیتا یا زبانی انکار کے سوا کوئی دلیل معقول قابل قبول ارباب عقول، اس کے یقینی وضالت و مخالف عقیدہ اہل سنت ہونے پر قائم کر لیتا تو اس وقت دعویٰ الحاق زینب دیتا، نہ کہ علی الرغم اس کے، علمائے مابعد، طبقہ فطبقہ اس روایت کو نقل فرمائیں، اور مقرر و مسلم رکھتے آئیں اور بچہ کا ایک نسخہ معتدہ بھی اس کے خلاف نہ ملے اور محض براہ سید زوری الحاق کا ادعائے باطل کر دیا جائے، فن اصول میں جسے ادنیٰ مداخلت ہے اس پر کا شمس واضح کہ مجرد امکان، منافی قطع و یقین بالعمی الاثم نہیں، جب تک احتمال ناشی عن دلیل نہ ہو ورنہ تمام نصوص قرآن و حدیث سے ہاتھ دھو بیٹھے، اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ منکر کا تصانیف شریفہ جناب شیخ اکبر و امام شعرانی ندوی سرہ کی نظیر دینا کس درجہ لغو و بے محل تھا، کہاں وہ روشن وقائع قطعی ثبوت، کہاں یہ زبانی شو سے حیلہ مبہوت، کاش منکر نے جہاں تصانیف مذکورہ کا نام لیا تھا وہاں امام شعرانی کے اقوال مسطورہ بھی نقل کر لانا، کہ دعویٰ مدلل و ادعائے بے دلیل کا فرق کھل جاتا۔

### قرآن و حدیث کے خلاف کہنے کا رد

معرض نے ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ یہ نماز قرآن و حدیث کے خلاف ہے

اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اور اس نماز کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا محض بہتان و افتراء (ہے)، ہرگز ہرگز قرآن وحدیث میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے دعوے میں پیش کر سکا، ہر جگہ صرف زبانی اذعائے کام لیا مگر یہ وہی جہالتِ قبیحہ وسفاهتِ فقہیہ ہے جس میں فرقہ جدیدہ وطائفہ حادثہ قدیم سے مبتلا یعنی قرآن وحدیث میں جس امر کا ذکر نہیں وہ ممنوع ہے اگرچہ اس کی ممانعت بھی قرآن وحدیث میں نہ ہو، ان ذی ہوشوں کے نزدیک امر ونہی میں کوئی واسطہ ہی نہیں اور عدم ذکر ذکر عدم ہے پھر خدا جانے سکوت کس شے کا نام ہے!“

(فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 581، رضالافتاب، لاہور)

### عدم ممانعت دلیل جواز ہے

قرآن وحدیث میں جس کی ممانعت نہ ہو وہ کام جائز ہوتا ہے جبکہ بد مذہب مسلمانوں کے ان معمولات جن کی ممانعت پر قرآن وحدیث سے اصلاً کوئی دلیل نہیں ہوتی ان کو ناجائز و حرام کہتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں اس کا حکم نہیں، حالانکہ یہ بات قرآن وحدیث کے خلاف ہے کیونکہ قرآن وحدیث نے ہمیں جو اصول دیا ہے وہ یہ ہے کہ جس چیز سے قرآن وحدیث نے منع کیا وہ ممنوع، جس کا حکم دیا وہ کرنا ہے اور جس چیز کا حکم بھی نہیں اور ممانعت بھی نہیں وہ بھی کر سکتے ہیں، لہذا اگر کوئی بد مذہب کہے کہ فلاں چیز کا ثبوت دو، تو ہمارا جواب یہ ہونا چاہیے کہ آپ اس کی ممانعت کا ثبوت دو کہ قرآن وحدیث میں کہاں لکھا کہ یہ کام منع ہے، اگر قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت نہیں تو یہ جائز ہے۔ اس اصول پر دلائل دیتے ہوئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ترمذی وابن ماجہ وحاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (الْحَلَالُ

مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ)) ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے یعنی اس میں کچھ مواخذہ نہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب اللباس، باب ما جاء في لبس النساء، ج 1، ص 206، مطبوعہ اسین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی) تذاویب ابن ماجہ، باب اكل العجين والسمن، ج 2، ص 249، مطبوعہ ادب الہم سعید کمپنی، کراچی)

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں موجود کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ تُبْذَلْكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾ اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ تم پر کھول دی جائیں تو تمہیں برا لگے اور اگر قرآن اترتے وقت پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گے اللہ نے اُن سے معافی فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ 7، سورۃ المائدہ، آیت 101)

بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ان کا حکم دیتے تو فرض ہو جاتیں اور بہت ایسی کہ منع کرتے تو حرام ہو جاتیں پھر جو انہیں چھوڑنا یا کرنا گناہ میں پڑتا، اس مالک مہربان نے اپنے احکام میں اُن کا ذکر نہ فرمایا یہ کچھ بھول کر نہیں کہ وہ تو بھول اور ہر عیب سے پاک ہے بلکہ ہمیں پر مہربانی کے لئے کہ یہ مشقت میں نہ پڑیں تو مسلمانوں کو فرماتا ہے تم بھی ان کی چھیڑ نہ کرو کہ پوچھو گے حکم مناسب دیا جائے گا اور تمہیں کو وقت ہوگی۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جن باتوں کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اللہ کی معافی میں ہیں، دارقطنی ابوشلبہ حنفی رضی اللہ عنہما سے راوی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ فَرَائِضَ

فَلَا تُضَيِّعُوهُمَا، وَحَرَمَ حُرْمَاتٍ فَلَا تَعْتَدُوهُنَّ، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْهَتُوا عَنْهَا)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔

(سنن الدارقطنی، باب الرضاع، ج 4، ص 184، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّهُ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ يَوْمًا تَهَيَّئْتُمْ عَنْهُ فَأَتَهُوهُ فَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ مِنْ أَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) یعنی جس بات میں میں نے تم پر تہنیت نہ کی اُس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی اُمّتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں، میں جس بات کو منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدر قدرت بجالاؤ۔

(صحیح مسلم، باب فرض الحجج فی العمر، ج 1، ص 432، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی) (سنن ابن ماجہ، باب اتباع سنت رسول اللہ، ج 1، ص 2، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی) (مسند احمد بن حنبل، از مسند ابو ہریرہ، ج 2، ص 247، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

احمد، بخاری، مسلم، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرِّمْ، فَحَرَّمْ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ)) ترجمہ: بیشک مسلمانوں کے بارے میں اُن کا بڑا گناہگار وہ ہے جو اسکی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اُس کے سوال کے بعد حرام کر دی گئی۔

(صحیح بخاری، باب ما یکرہ من کثرة السؤال، ج 2، ص 1082، مطبوعہ اصح المطابع، کراچی)

یہ احادیث باعلیٰ اندامتادی کہ قرآن وحدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں نہ ان کی اجازت ثابت نہ ممانعت وارد، اصل جواز پر ہیں ورنہ اگر جس چیز کا کتاب وسنت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع و نادرست ٹھہرے تو اس سوال کرنے والے کی کیا خطا، اس کے بغیر پوچھے بھی وہ چیز ناجائز ہی رہتی۔ بالجملہ یہ قاعدہ نفیہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف وجائز ومباح و روا اور اس کو حرام و گناہ و نادرست و ممنوع کہنا شریعت مطہرہ پر افتراء۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُنَّا نَقُولُ لِمَا نَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لَتُفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ﴾ اپنی زبانوں کا من گھڑت جھوٹ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتراء کرتے ہو، بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء کریں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔

(ب 14، سورۃ النحل، آیت 116)

اسی طرح اس نماز کو طریقتہ خلفائے راشدین وصحابہ کرام کے خلاف کہنا بھی اسی سفاقت قدیمہ پر مبنی کہ جو فعل اُن سے منقول نہ ہو عموماً ان کے نزدیک ممنوع تھا حالانکہ عدم ثبوت فعل وثبوت عدم جواز میں زمین وآسمان کا فرق ہے، امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ و مخمدیہ میں فرماتے ہیں "الفعل يدل على الجواز وعدم الفعل لا يدل على المنع" کرنا تو جواز کی دلیل ہے اور نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں۔

(مواہب لدنیہ، ذکر منہ بقطع العروق والنکی، ج 3، ص 76، المکتبۃ التوفیقیہ، الفایہ)

رافضیوں نے اس طائفہ جدیدہ کی طرح ایک استدلال کیا تھا اس کے

جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثناء عشریہ میں لکھتے ہیں "نکر دین



چیزے دیگر است ومنع فرمودن چیزے دیگر است  
ملخصاً“ ترجمہ: نہ کرنا اور چیز ہے اور منع کرنا اور چیز ہے۔

(نصفہ اثنا عشرہ، باب دہم، مطالعین ابو بکر رضی اللہ عنہ، ص 269، مہل (کیڈسی، لاہور)

امام محقق علی الاطلاق فتح القدر میں بعد بیان اس امر کے کہ اذان مغرب کے بعد فرضوں سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ سے۔ فرماتے ہیں ”ثم الثابت بعد هذا نفى المندوبية اما ثبوت الكراهة فلا لان يبدل دليل اخر“ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے نہ کرنے سے اس قدر ثابت ہوا کہ مندوب نہیں۔ رہی کراہت وہ اس سے ثابت نہ ہوئی جب تک اور کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو۔

(فتح القدر، باب النوافل، ج 1، ص 389، مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر)

### وسیئہ اور استمداد پر دلائل

اس نماز میں چونکہ محبوبانِ خدا کو وسیلہ بنایا گیا ہے اور ان سے مدد و طلب کی گئی ہے، لہذا امام اہل سنت رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر دلائل دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ”اور اسے اخلاص و توکل کے خلاف ماننا عجیب جہالت بے مزہ ہے اس میں محبوبانِ خدا کی طرف توجہ بغرض توکل (وسیلہ بنانے کی غرض سے توجہ کی گئی) ہے اور ان سے توکل (ان کو وسیلہ بنانا) قطعاً محمود، اور ہرگز اخلاص و توکل کے منافی نہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ترجمہ: اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں کوشش کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔  
(مکہ سورۃ المائدہ، آیت 35)

(2) اور انبیاء و ملائکہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ وہ ہیں کہ دعا کرتے اپنے رب کی

طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔  
(پ 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت 57)

اور آدم حبہ (عزۃ اللہ علیہا) و دیگر انبیاء و صلحاء و علماء و عرفاء علیہم التحیۃ والثناء کا قدیم و حدیثاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور کے ظہور پر نور سے پہلے اور بعد بھی حضور کے زمان برکت نشان میں اور بعد بھی عہد مبارک صحابہ و تابعین سے آج تک اور آج سے قیام قیامت و عرصات محشر و دخول جنت تک ”استشفاع (شفاعت چاہنا) و توسل“ احادیث و آثار میں جس قدر و فوری و کثرت و ظہور و شہرت کے ساتھ وارد و محتاج بیان نہیں، جسے اس کی گوشتہ تفصیل دیکھنی منظور ہو، مواہب اللدنیہ امام قسطلانی و مواہب خاصہ کبرائے امام جلال الدین سیوطی و مواہب شرح مواہب علامہ زرقانی و مواہب مطالع المسرات علامہ قاسی و مواہب لمعات و مواہب شروح مشکوٰۃ و مواہب جذب القلوب الی دیار المحبوب و مواہب مدارج النبوة تصانیف شیخ محقق مولانا عبدالحق صاحب دہلوی وغیرہا کتب و کلام علمائے کرام و فضلاء عظام صلی اللہ علیہ وسلم (مترجمین و تفسیرین) کی طرف رجوع لائے کہ وہاں حجاب غفلت منکشف ہوتا ہے۔

(3) اسی طرح صحیح بخاری شریف میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب باران (بارش کی طلب) سے توسل کرنا مروی و مشہور۔ (صحیح بخاری، باب ذکر العباس بن عبد المطلب، ج 5، ص 20، دار طوق النجاة)  
(4) حسن حصین میں ہے ”وان يتوسل الى الله تعالى بانبیاءه و الصالحين من عباده“ یعنی آداب دعا سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے انبیاء و صالحین سے توسل کرے۔ (حسن حصین، آداب دعا، ص 18، الفضل المطابع، انڈیا)

(5) اور سب سے زیادہ وہ حدیث صحیح و مشہور ہے جسے نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و طبرانی و ابن خزیمہ نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا

اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور حافظ امام عبد العظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم و مقرر رکھا جس میں حضور اقدسؐ بجاء یکساں، ملا دو جہاں، (رضی اللہ عنہ) و (رضی اللہ عنہ) و (رضی اللہ عنہ) دینی و دنیا نے نامینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتُوجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتَقْضِيَ، اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ)) ترجمہ: الہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الہی! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(جامع الترمذی، بابوا الدعوات، ج 2، ص 197، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی) اور لطف یہ ہے کہ بعض روایات حسن حصین میں ((التقاضی لی)) بصیغہ معروف واقع ہوا یعنی یا رسول اللہ! میں آپ کے توسل سے خدا کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ آپ میری حاجت روائی کر دیں۔

مولینا فاضل علی قاری حیدر رحمۃ اللہ علیہ حرز شمس شرح حسن حصین میں فرماتے ہیں "وفی نسخة بصیغة فاعل ای لتقاضی الحاجة لی والمعنی تكون سببا لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسناد مجازی" اور ایک نسخہ میں معروف کا صیغہ ہے یعنی تو میری حاجت روائی فرما، اور معنی یہ ہے کہ آپ میری حاجت روائی کا سبب بنیں، پس یہ اسناد مجازی ہے۔

(حرز شمس شرح حسن حصین مع حسن حصین، ص 125، افضل المطابع، انڈیا)

(6) طبرانی میں ہے ((أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ فَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ فَلَقِيَ ابْنَ حُنَيْفٍ فَشَكَّى ذَلِكَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: "أَنْتَ الْبَيْضَاءُ قَتَوْنَا، ثُمَّ أَنْتَ الْمَسْجِدُ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتُوجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتُوجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَتَقْضِيَ لِي حَاجَتِي وَتَذَكِّرُ حَاجَتَكَ" وَرَمَّ حَتَّى أَرَوَّحَ مَعَكَ فَأَتَطَلَّقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَاءَ الْبُيُوتَ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطُّفُوسَةِ فَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ وَقَضَاهَا لَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَ السَّاعَةُ وَقَالَ: مَا كَانَتْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأَذْكُرْهَا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ فَقَالَ لَهُ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلِمَتُهُ فِي، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: وَاللَّهِ مَا كَلِمَتُهُ وَلَكِنِّي شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ ضَرِيرٌ فَشَكَّى إِلَيْهِ فَهَابَ بَصَرُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَتَصَبَّرْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَنِ لِي قَائِدٌ وَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ الْبَيْضَاءُ قَتَوْنَا، ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ادْعُ بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ قَالَ ابْنُ حُنَيْفٍ: قَوْلَ اللَّهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بَيْنَا الْخَبِيثُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضَرْبٌ قَطُّ)) یعنی ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتا امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس امر کی شکایت کی انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں دعا مانگ: الہی! میں تجھ سے

سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یا رسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت کا ذکر کر، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں، حاجت مند نے یوں ہی کیا پھر آستان خلافت پر حاضر ہوا دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا مطلب پوچھا، عرض کیا فوراً رو فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ شخص وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف التفات نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میرے بارے میں عرض کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تیرے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا، مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یوں ہی اسے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اُنھیں بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا۔

(المعجم الكبير للطبراني، ما لسنده عثمان بن حنیف، ج 9، ص 17، مطبوعہ مکتبہ فیصلہ، بیروت)  
امام منذری ترغیب میں فرماتے ہیں: "قال الطبرانی بعد ذکر طرقہ والحدیث صحیح" ترجمہ: طبرانی نے اس حدیث کی متعدد سندیں ذکر کر کے کہا حدیث صحیح ہے۔

(الترغیب والترہیب، فی الصلوۃ الخالصة ودعائها، ج 1، ص 476، مطبوعہ معظنی الیومی مصر)

**تنبیہ:** بعض بد مذہبوں نے اس حدیث کے ایک راوی پر اعتراض کیا تھا امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "ایہ المسلمون حضرات منکرین کی غایت دیانت سخت محل افسوس و عبرت، اس حدیث جلیل کی عظمت رفیعہ و جلالت منیعہ او پر معلوم ہو چکی اور اس میں ہم اہل سنت و جماعت کے لئے جواز استمداد (مدد طلب کرنے) والہجاء و ہنگام توسل ندائے محبوبان خدا (الہجاء اور وسیلہ کے وقت محبوبان خدا کو ندا کرنے) کا بھجہ اللہ کیسار روشن و واضح ثبوت ہے، جس سے اہل انکار کو کہیں مغر نہیں اب ان کے ایک بڑے مشہور عالم نے اپنے مذہب کی حمایت بیجا میں جس صریح بے باکی کا مظاہرہ کیا ہے، انہیں اس سے شرم چاہئے تھی، حضرت نے حسن حصین شریف کا ترجمہ لکھا، جب اس حدیث پر آئے اس کی قاہر شوکت، عظیم عزت نے جرأت نہ کرنے دی کہ نفس متین میں اس پر طعن فرمائیں، ناچار حاشیہ کتاب پر لکھ دیا "ہک راوی ابن حدیث عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ متروک الحدیث است چنانکہ در تقریب موجود است و حدیث راوی متروک الحدیث قابل حجت نمی شود" ترجمہ: ایک راوی اس حدیث میں عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ ہے جو متروک ہے جیسا کہ "تقریب" میں موجود ہے، اور متروک الحدیث راوی کی حدیث حجت کے قابل نہیں ہوتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انصاف و دیانت کا تو یہ مقتضی تھا کہ جب حق واضح ہو گیا تھا تسلیم فرماتے ارشاد حضور پر نور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع لاتے نہ کہ خواہی خواہی بزور تحریف، ایسی تفسیر رچھ رچھ کی اس قدر ائمہ محدثین نے یک زبان تصحیح فرمائی معاذ اللہ ساقط و مردود قرار دیجئے اور انتقام خدا و مطالبہ حضور سید روز جزا (رضی

الصلوة والاعتقاد کا کچھ خیال نہ کیجئے، اب حضرات متکبرین کے تمام ذی علموں سے انصاف طلب کہ اس حدیث کا راوی عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ متروک الحدیث ہے جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب ستہ میں کہیں روایت نہیں ملتی، یا عثمان بن عمر بن فارس عبدی بصری ثقہ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ تمام صحاح کے رجال سے ہیں، کاش اتنا ہی نظر فرمالیتے کہ جو حدیث کئی صحاح میں مروی، اس کا مدار روایت وہ شخص کیونکر ممکن جو ابن ماجہ کے سوا کسی کے رجال سے نہیں، وائے بیباکی، مشہور و متداول صحاح کی حدیث جن کے لاکھوں نسخے ہزاروں بلاد میں موجود ان کی اسانید میں صاف صاف عن عثمان بن عمر مکتوب، پھر کیا کہا جائے کہ ابن عمر کا ابن خالد بتالینا کس درجہ کی حیاء دیانت ہے لاجل و لافوق الا بالله العلی العظیم۔

(7) اور سنئے ابن اسنی عبد اللہ بن مسعود اور بزار عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((إِذَا أَنْفَلْتُمْ ذِكْرَهُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ فَلَا فَلَئِنْ عَادَ يَأْ عِبَادَ اللَّهِ أَحْبَسُوا عَلَيَّ، يَأْ عِبَادَ اللَّهِ أَحْبَسُوا عَلَيَّ، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا فِي الْأَرْضِ تَحْبِسُهُ)) ترجمہ: جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہئے یوں ندا کرے "اے خدا کے بندو! روک لو" کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔

(المعجم الكبير، مسرور از عبد اللہ بن مسعود، ج 10، ص 267 مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

(8) بزار کی روایت میں ہے یوں کہے ((أَعْمِنُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ)) ترجمہ: مدد کرو اے خدا کے بندو!۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان لفظوں کے بعد ((رَحِمَكُمُ اللَّهُ)) (اللہ تم پر رحم کرے) اور زیادہ فرماتے۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، مایہ عوبہ الرجل، ج 10، ص 390 مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی)

(9) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "ہمارے بعض اساتذہ

نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا، چھوٹا ہوا جانور فوراً رک گیا" اور فرماتے ہیں "ایک بار ہمارا ایک جانور چھوٹ گیا، لوگ عاجز آ گئے ہاتھ نہ لگا، میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا۔"

(الاذکار للنووی، باب ما یقول اذا انفلت، دا، ص 201، مطبوعہ دار الکتب العربیہ، بیروت)

(10) امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزو ان رضی اللہ عنہما سے راوی حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أُنْسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعِثُّونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعِثُّونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا يَرَاهُمْ))

((ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص سنان جگہ میں بے کسے بھولے یا کوئی چیز گم کر دے اور مدد مانگی چاہے تو یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔

(المعجم الكبير، مسند عتبہ بن غزو ان، ج 10، ص 117، 118 مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

(11) عتبہ بن غزو ان رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں ((قَدْ جَسَرْتُ ذَلِكَ)) ترجمہ: بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔

(المعجم الكبير، مسند عتبہ بن غزو ان، ج 10، ص 118 مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

فاضل علی قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے نقل "هذا حديث حسن" یہ حدیث حسن ہے۔ اور فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے، اور فرمایا مشائخ کرام فرست (درود) سے مروی ہوا "انہ محارب قرن بہ النجاح" یہ مجرب ہے اور مردمانی اس کے ساتھ مقرون۔

(حرز من حواشی حسن حصین، دعاء الركوب فی البحر، ص 46، الفضل المطابع، انڈیا)



ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیائے کرام سے، یہی قول اظہر واشہر ہے۔

(حرز نمین حواشی حصن حصین، دعاء الرکوب فی البحر، ص 46، افضل المطابع، انڈیا)

اور ممکن کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن، مراد ہوں و کثیرا کان (جیسا بھی ہو) ایسے تو سل و ندا کو شرک و حرام اور منافی توکل و اخلاص جانتا معاذ اللہ شرع مطہر کو اصلاح دیتا ہے۔

**تنبیہ:** یہاں تو حضرات منکرین کے انہیں عالم نے یہ خیال فرما کر کہ عجم طبرانی بلا و ہند میں متداول نہیں بے خوف و خطر خاص متن ترجمہ میں اپنے زور علم و دیانت و جوش تقویٰ و امانت کا جلوہ دکھایا، فرماتے ہیں: اس حدیث کے راویوں میں سے عتبہ بن غزوآن مجہول الحال ہے تقویٰ اور عدالت اس کی معلوم نہیں جیسا کہ کہا ہے تقریب میں کہ نام ایک کتاب کا ہے اسماء الرجال کی کتابوں سے۔

**اقبول** (میں کہتا ہوں): مگر بحمد اللہ آپ کا تقویٰ و عدالت تو معلوم، کیا طشت از بام ہے خدا کی شان کہاں عتبہ بن غزوآن رقاشی کہ طبقہ ثالثہ سے ہیں جنہیں تقریب میں مجہول الحال اور میزان میں لا یعرف کہا، اور کہاں اس حدیث کے راوی عتبہ بن غزوآن بن جابر مازنی بدری کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی جلیل القدر مہاجر و مجاہد غزوہ بدر ہیں جن کی جلالت شان بدر سے روشن، مہر سے ائینہ رسی اللہ تعالیٰ حد درجہ مترجم صاحب دیا چہ ترجمہ میں معترف کہ حرز شین اُن کے پیش نظر ہے، شاید اس حرز میں یہ عبارت تونہ ہوگی ”رواہ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبہ بن غزوآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ اس کو طبرانی نے زید بن علی سے انہوں نے عتبہ بن غزوآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

روایت کیا۔

(حرز نمین شرح حصن حصین مع حصن حصین، دعاء الرکوب فی البحر، ص 45، افضل المطابع، انڈیا)

یا جس تقریب کا آپ نے حوالہ دیا اس میں خاص برابر کی سطر میں یہ تحریر تونہ تھی ”عتبہ بن غزوآن بن جابر المزنی صحابی جلیل مہاجر بدری مات سنہ سبع عشرہ مملخصاً“ ترجمہ: عتبہ بن غزوآن بن جابر المزنی صحابی جلیل بدری اور مہاجر ہیں جن کا وصال 17 ھ میں ہوا۔

(تقریب الشہذیب، ج 1، ص 135، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

پھر کون سے ایمان کا مقتضی ہے کہ اپنے مذہب فاسد کی حمایت میں ایسے صحابی رفیع الشان عظیم المکان کو بزور زبان و بزور جتان درجہ صحابیت سے طبقہ ثالثہ میں لا ڈالے اور شمس عدالت و ہدیر جلالت کو معاذ اللہ مردود الروایہ و مطعون جہالت بنانے کی بدراہ نکالے و لکن صدق نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذالہ تستحی فاصنع ماشئت۔ لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا: جب تجھے حیا نہیں تو پھر جو چاہے کر۔ (المعجم الکبیر، سوری از ابو سعید حدیث، ج 1، ص 237، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

مسلمان دیکھیں کہ حضرات منکرین انکار حق و اصرار باطل میں کیا کچھ کر گزرے۔

خیر یہ تو حدیثیں تھیں اب شاہ ولی اللہ صاحب کی سنئے:

(12) اپنے قصیدہ الطیب النغم کی شرح میں پہلی بسم اللہ یہ لکھتے ہیں

کہ ”لابدست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ ترجمہ: حضور علیہ السلام کی روح پاک سے مدد حاصل کرنا ضروری ہے۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل اول در نشیب بذکر الخ، ص 2، مطبوعہ مطبع مجتہانی، دہلی)

(13) اسی میں ہے ”بنظر منی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ جائے دست زدن اندوہ گین ست در ہر شدتے“ ترجمہ: مجھے تو ہر مصیبت میں اور ہر پریشان حال کے لئے حضور علیہ السلام کا دست تصرف ہی نظر آتا ہے۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل اول در تہذیب مذکرات، ص 4، مطبوعہ مطبع مجتہاتی، دہلی)

(14) اسی میں ہے ”بہترین خلق خداست در خلعت و در شکل و نافع ترین ایشان ست مردمان داندہک مجبور حوادث زمان“ ترجمہ: زمانے کے حوادث میں لوگوں کے لئے آپ سے بڑھ کر کوئی نافع نہیں ہے۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل چہارم، ص 6، مطبوعہ مطبع مجتہاتی، دہلی)

(15) اسی میں ہے ”فصل یا زد ہر درابتہال بجناب آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت فرستد ہر نو خدائے تعالیٰ اے بہترین کسیکے امیدداشتہ شود اے بہترین عطا کنندہ“ ترجمہ: گیارہویں فصل حضور علیہ السلام کی مددگار اور جائے امید اور بہترین عطا کرنے والے! آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل یازدہم، ص 22، مطبوعہ مطبع مجتہاتی، دہلی)

(16) اسی میں ہے ”اے بہترین کسیکے امیدداشتہ شود برانی ازالہ مصیبتے“ ترجمہ: اے بہترین امیدگاہ، مصیبتوں کے ازالہ کے لئے۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل یازدہم، ص 22، مطبوعہ مطبع مجتہاتی، دہلی)

(17) اسی میں ہے ”تو پناہ دہندہ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتی کہ بخلا ند در دل بدترین جنگلہارا“

ترجمہ: آپ مجھے ہر ایسی مصیبت میں جوں میں بدترین اضطراب پیدا کرے، پناہ دیتے ہیں۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل یازدہم، ص 22، مطبع مجتہاتی، دہلی)

(18) اور اپنے قصیدہ ہمزہ کی شرح میں توقیامت ہی توڑ گئے، لکھتے

ہیں ”آخر حالتی کہ ثابت است ماذح آن حضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقتی کہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت

شماراۃ (بالفتح) خواری و زاری اہتہال و اخلاص در دعا

آنست کہ خدا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہار

بے قدری خود با خلاص در مناجات و پناہ گرفتن ہاں

طریق اے رسول خدا اے بہترین مخلوقات عطا

نوامی خواہم در روز فیصل کردن“ ترجمہ: یا اے خدا کے وقت مدد کرنے

والے کی آخری حالت میں یہ دعا اور ثنا ہونی چاہئے کہ وہ اپنے کوائف گریہ و زاری

اور دل جمعی اور اظہار بے قدری میں خلوص کے ساتھ پناہ حاصل کرتے ہوئے یہ

مناجات کرے اور کہے کہ اے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اے اللہ تعالیٰ کی مخلوق

میں بہترین ذات! قیامت کے روز میں آپ کی عطا کا خواستگار ہوں۔

(شرح قصیدہ ہمزہ، فصل ششم، ص 33، مطبوعہ مطبع مجتہاتی، دہلی)

(19) اسی میں ہے ”وقتی کہ فرود آید کار عظیم در غایت

تاریکی پس تونی پناہ از ہویلا“ ترجمہ: جب کوئی کام تاریکی کی گہرائی میں

گر جائے تو آپ ہی ہر بلا میں پناہ دیتے ہیں۔

(شرح قصیدہ ہمزہ، فصل ششم، ص 33، مطبوعہ مطبع مجتہاتی، دہلی)

(20) اسی میں ہے ”بسوئے نوست آوردن من وہ نوست

پناہ گرفتن من و در نوست امید داشتن من“ ترجمہ: میری جائے

پناہ، میری جائے امید اور میرے مرجع آپ ہی ہیں۔

(شرح فہرہ بحریہ، فصل ششم، ص 34، مطبوعہ مطبع معینی، دہلی)

بالجملہ بندگانِ خدا سے توسل کو اخلاص و توکل کے خلاف نہ جانے گا مگر سخت جائل محروم یا ضال مکار بلوم۔

### افعالِ نماز پر اعتراضات کا جواب

رہا اس نماز مبارک کے افعال پر کلام

**اولاً:** جب اس کی ترغیب خود حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے ثابت تو مدعی تسنن کو کیا گنجائش انکار، خود منکرین کی زبانیں اس شہادت میں ہمارے دل و زبان کی شریک ہیں کہ وہ جناب (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ) اتباع قرآن و حدیث و اقتضائے سنت سنیہ و مراعات سیرت صحابہ و اجتنب محدثات شنیعہ و التزام احکام شرعیہ پر استقامت کاملہ رکھتے تھے۔

**ثانیاً:** علماء اولیاء جن میں بعض کے اسمائے طیبہ فقیر خضر رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کئے جنہوں نے یہ نماز پسند کی اجازت دی، سند لی، خود پڑھی، منکرین میں کون ان کے پائے کا ہے؟ پھر ان کے کہے سے کیونکر مسلم ہو (مانا جائے) کہ حکم شرع پر یہی چلے، اور وہ سب معاذ اللہ گناہگار، فاسق، بدعتی گزرے اور ان اکابر کو غیر موثق کہہ کر اتباع سواد اعظم کی طرف بلانا، وہی پرانی تلمیس ہے سواد اعظم کا خلاف جب ہو کہ جمہور ائمہ دین، فقہاء و محدثین، عرفائے محدثین رحمہ اللہ ہمیں اس نماز سے ممانعت کرتے آئے ہوں، جب منکرین دو چار ائمہ معتمدین سے صحیح طور پر اس نماز کریم کی ممانعت کا ثبوت نہ دے سکے، نہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیام قیامت دے سکیں تو سواد اعظم کا نام لینا صرف عوام کو دھوکا دینا ہے۔

**ثالثاً:** ان صاحبوں کے اصول پر تو اس نماز کے جواز و اباحت اور منع

و انکار کی قباح و شاعت پر نئے طور سے سواد اعظم ائمہ و علماء و محدثین و فقہاء کا اجماع قطعی ثابت ہوگا، پہلے معلوم ہو چکا کہ ان حضرات کے مذہب میں عدم ذکر ذکر عدم ہے اور خود یہاں منکرین کے ادعائے سواد اعظم کا یہی مبنی کما لایحفی (جیسا کہ مخفی نہیں) اب ہم کہتے ہیں کلمات ائمہ میں اس نماز پر انکار جائز ہونا ہرگز مذکور نہیں، و من ادعی فعلیہ البیان ولا یستطیعہ حتی یرجع القارطان (جو دعویٰ کرے اس پر بیان لازم ہے جبکہ یہ اس کی استطاعت سے خارج ہے) اور عدم بیان بیان عدم، تو لاجرم اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ان سب ائمہ کے نزدیک اس نماز مبارک پر انکار روا (جائز) نہیں اور جس پر انکار ناجائز ہوگا وہ اقل درجہ مباح ہوگا۔

**رابعاً:** ان حضرات کی عجیب عادت ہے، جواز کہ عقلاً و نقلاً محتاج دلیل نہیں بے دلیل خاص قبول نہیں کرتے اور عدم جواز کے لئے ان کے زبانی دعوے کافی ہو جاتے ہیں، کاش جہاں یہ کہتے ہیں کہ عراق کی طرف توجہ کرنا درست نہیں وہاں اس پر کوئی دلیل شرعی بھی قائم کرتے اور جب کچھ نہیں تو ہمارے لئے اصل جواب وہی ہے جو دعیمان بے ثبوت کے مقابل قرآن عظیم نے تعلیم فرمایا کہ ﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ ترجمہ: فرما دیجئے اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔

(اب 1، سورۃ البقرہ، آیت 111)

اور منکر نے اثنائے تقریر میں جو اپنے لئے بات آسان کرنے کو ہیأت نماز و تدلل تام و انتہائے تعظیم کی قیدیں بڑھالیں وہ خود اسی پر مردود کہ ہرگز ترکیب صلوٰۃ الاسرار (نماز غوثیہ) میں ان باتوں کا نشان نہیں۔

### محبوبانِ خدا کی تعظیم

ہاں محبوبانِ خدا کی نفس تعظیم بیشک اہم واجبات و اعظم قربات (بڑی نیکیوں) سے ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ

لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ﴿ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ وَمَنْ يُعْظِمْ شَعْبِيرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ ﴾ ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانوں کی تعظیم کرے گا تو یہ قلبی تقویٰ ہوگا۔

(ب) 17 سورة الحج، آیت 32)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِيَتَّقُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّدُوهُ وَتُقَرِّوهُ ﴾ اور نیز فرمایا ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا، بشارت سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے مومنو! تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر بجالاؤ۔

(ب) 26 سورة الفتح، آیت 8، 9)

خود منکر نے کہا کہ صحابہ کرام تعظیم سید الانام عبد رحیم (علیہ السلام) میں ہم سے زیادہ تھے بلکہ شاید ابھی منکرین کو خبر نہیں کہ علمائے دین نے روضہ منورہ کے حضور خاص ہیأت نماز قائم کرنے کا حکم دیا تو منکر کو اس قید کا اضافہ بھی کام نہ آیا بلکہ گناہ بے لذت ٹھہرا۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے ”يَتَوَخَّاهُ إِلَى قَبْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلَاةِ وَيُمَثِّلُ صُورَتَهُ الْكَرِيمَةَ الْبَهِيَّةَ اه ملقطاً“ یعنی قبر شریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرے اور یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور کی صورت مبارک کا تصور باندھے۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب المناسک، مطلب زیارة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 265، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور)

اے عزیز! اصل کاریہ ہے کہ محبوبان خدا کے لئے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لئے تواضع ہے ولہذا بکثرت احادیث میں استاذ و شاگرد و علماء عام مسلمین کے لئے تواضع کا حکم ہوا جنہیں جمع کیجئے تو دفتر طویل ہوتا ہے۔

طبرانی معجم اوسط اور ابن عدی کامل میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (( تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، وَتَعَلَّمُوا لِلْعِلْمِ السَّكِينَةَ، وَالْوَقَارَ، وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَعْلَمُونَ مِنْهُ )) ترجمہ: علم سیکھو اور علم کے لئے سکون و وقار سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال، من اسمہ عباد بن کثیر قمی، نوری، ج 4، ص 1242، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اور خطیب نے کتاب الجامع لآداب الراوی والسامع میں اُن سے یوں روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (( تَوَاضَعُوا لِمَنْ تَعْلَمُونَ مِنْهُ وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَعْلَمُونَهُ وَلَا تَكُونُوا جَاهِلَةً الْعُلَمَاءِ فَيَغْلِبَ جَهْلُكُمْ عَلِمُكُمْ )) ترجمہ: جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے علم سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور منکبر عالم نہ بنو کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب ہو جائے۔

(الجامع لآداب الراوی، باب ذکر ما ينبغي للراوی والسامع، ص 81، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

بایں ہمہ علما نے تصریح فرمائی کہ غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے، فتاویٰ ہندیہ میں یہ ہے ”الْتَوَاضَعُ لِغَيْرِ اللَّهِ حَرَامٌ كَذًا فِي الْمُلْتَقَطِ“ ترجمہ: غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے جیسا کہ ملقط میں ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ، الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوك، ج 5، ص 368، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور)

توبات وہی ہے کہ انبیاء و اولیاء و مسلمین کے واسطے تواضع اس لئے ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں وہ دین الہی کے قیم ہیں یہ ملت الہیہ پر قائم ہیں تو علت تواضع جب وہ نسبت ہے جو انہیں بارگاہ الہی میں حاصل، تو یہ تواضع بھی درحقیقت خدا ہی کے لئے ہوئی، جیسے صحابہ کرام و اہل بیت عظام کی تعظیم و محبت یعنی محبت و تعظیم سید عالم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔



تواضع بغیر اللہ کی شکل یہ ہے کہ عیاذاً باللہ کسی کافر یا دنیا دار غنی کے لئے اس کے سبب تواضع ہو کہ یہاں وہ نسبت موجود ہی نہیں یا موجود ہے تو ملحوظ نہیں، اے عزیز! کیا وہ احادیث کثیرہ جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خشوع و خضوع بجالا نا مذکور، اس درجہ اشتہار پر نہیں کہ فقیر کو اُن کے جمیع واسطیاب سے غنا ہو، ابوداؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطُّيُورُ)) ترجمہ: میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، یعنی سر جھکائے گردنیں خم کئے بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آ بیٹھیں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطب باب الرجل يتداو، ج 2، ص 183، مطبوعہ اُفتاب عالم بیروت، لاہور)  
(مسند احمد بن حنبل، حدیث اسامہ بن شریک، ج 4، ص 278، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا؟

ہند بن ابی ہالہ کی حدیث میں ہے ((إِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلُوسًا وَكَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطُّيُورُ)) ترجمہ: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے تھے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکالیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

(المعجم الكبير، حدیث ہند بن ابی ہالہ، ج 22، ص 158، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

مولانا جامی فرمے (رحمۃ اللہ علیہ) فیحیات الانس شریف میں لکھتے ہیں ”یسکے از مشایخ گوید کہ من و شیخ علی ہیتی در مدرسہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودیم کہ یکے از اکابر بغداد پیش آمد و گفت با سیدی قال جدک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من

دعی فلیجب ومانا ادعوك الی منزلی گفت اگر مرا اذن کنند بیایم زمانے سرور پیش انداخت پس گفت میں آیم و براستر سوار شد شیخ علی ہیتی در کاب داشت وی گرفت و من در کاب چپ تابسرائے آن شخص رسیدیم ہمہ مشایخ بغداد و علما و اعیان آنجا بودند سماعیے بر کشیدند بروی انواع نعمنا و سلہ بزرگ سر پوشیدہ دو کس برداشتنہ پیش آوردند و در آخر سماع نہادند بعد ازاں آن شخص کہ صاحب دعوت بود گفت الضلا و شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر در پیش افگندہ بود هیچ نخورد و اذن نیز نہ داد و هیچ کس ہر نخورد و امل المجلس کائن علی رؤسہم الطیر مبینہ ترجمہ: ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں اور شیخ علی ہیتی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں تھے کہ اتنے میں بغداد کے ایک بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے عرض کی اے آقا (غوث اعظم) آپ کے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دعوت دے اس کی دعوت قبول کی جائے، تو میں آپ کو اپنے گھر کے لئے دعوت دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا، یہ فرما کر آپ نے کچھ دیر سر مبارک کو جھکایا پھر فرمایا میں آ رہا ہوں آپ گھوڑے پر سوار ہوئے شیخ علی ہیتی نے دایاں رکاب اور میں نے بایاں رکاب پکڑا، حتی کہ ہم سب اس شیخ کے گھر پہنچے تو وہاں پر بغداد کے مشائخ اور علما اور خاص لوگ موجود تھے دسترخوان بچھایا گیا جس پر مختلف قسم کی نعمتیں موجود تھیں اور ایک بھاری بو جھل تابوت کو دس آدمی اٹھائے ہوئے لائے جو اوپر سے ڈھانپا ہوا تھا وہ دسترخوان کے قریب ایک طرف رکھ دیا گیا، اس کے

بعد صاحب خانہ شیخ نے کھانا کھانے کو کہا تو حضرت غوث اعظم نے سر مبارک جھکایا نہ خود کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی ہمیں کھانے کی اجازت دی، اور کسی نے بھی نہ کھایا جبکہ تمام اہل مجلس ایسے خاموش سر جھکائے ہوئے تھے جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

(نفعات الانس، حالات شیخ ابو عمرو صریفی رحمۃ اللہ علیہ، ص 520، مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی، ایران)

یعنی اہل مجلس کہ تمام اولیاء و علماء و عمائد بغداد تھے ہیبت سرکارِ قادریت کے سبب ایسے بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں، مقصود اسی قدر تھا مگر ایسی جانفزا بات کا تمام رہنما دل کو نہیں بھاتا لہذا تفریحِ قلوب سنت و غیظِ صدور بدعت کے لئے تتمہ و روایت نقل کروں، فرماتے ہیں "شیخ رضی اللہ عنہ" ہمیں و شیخ علی ہینی اشارتی کرد کہ آں سلہ را پیش آرید برخاستہ و آں را پیش برداشتہ و پس گراں ہو و در پیش شیخ نہادہ و فرمود تا سر آنرا بکشادہ دیدہ کہ فرزند آں شخصے ہوندا بینائی مادر زاد برجانی ماندہ و مجذوم و مفلوج گشتہ شیخ رضی اللہ عنہ وی را گفت قم باذن اللہ معافی آں کودک برخاست دواں و بینا ویران ہیج آفتے نے فریاد از حاضران برخاست شیخ رضی اللہ عنہ در انبواء مردم بیرون آمد و ہیج نخورد پیش شیخ ابو سعید قیلوی دفتر و آن قصہ باورے ہنگنہ گفت شیخ عبدالقادر میر، الا کمہ والا برص و یحی الموتی باذن اللہ عز و جل ست انتہی "ترجمہ: حضرت نے مجھے اور شیخ علی ہینی کو اشارہ فرمایا کہ اس تابوت کو میرے سامنے لاؤ، وہ بھاری تابوت ہم نے اٹھا کر

آپ کے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے فرمایا اس پر سے کپڑا ہٹاؤ، جب ہم نے دیکھا وہ اس شخص کا لڑکا تھا جو مادر زاد نابینا اور مفلوج تھا تو حضرت نے اس لڑکے کو حکماً فرمایا: قم باذن اللہ معافی، ترجمہ: اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ عافیت والے ہو کر۔ وہ لڑکا فوراً تندرست حالت میں کھڑا ہو گیا جیسا کہ اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ اس کے بعد حضرت حاضرین میں سے اٹھ کر پوری جماعت کے ساتھ باہر تشریف لے گئے اور کچھ نہ کھایا۔ اس کے بعد میں شیخ ابو سعید قیلوی کے پاس گیا اور ان کو میں نے یہ تمام قصہ سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست اور مردے کو زندہ اللہ کے اذن سے کرتے ہیں۔

(نفعات الانس، حالات ابو عمرو صریفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 520، مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی، ایران)

قادرا قدرت تودادی ہرچہ خواہی آں کنی  
مردہ را جانے دمی و درد را درماں کنی  
ترجمہ: اے قدرت والے تجھے قدرت ہے جو چاہے تو کرے، مردہ کو جان دیتا ہے اور درد کو آرام دیتا ہے۔

امام ابو ابراہیم بھی رحمہ اللہ عنہ فرماتے ہیں کتاب الشفاء میں ہے "واجب علی کل مومن منی ذکرہ علی اللہ تعالیٰ عبدہ و معبودہ و ذکر عنده ان یخضع و یخشع و یتوقر و یسکن من حرکہ و یأخذ فی ہیبتہ و اجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیه علی اللہ تعالیٰ عبدہ و معبودہ و یتأدب بما ادبنا اللہ تعالیٰ بہ" ترجمہ: ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ عنہ کو یاد کرے یا اس کے سامنے حضور کا ذکر آئے خضوع و خشوع بجالائے اور باوقار ہو جائے اور اعضاء کو حرکت سے باز رکھے اور حضور کے لئے اس ہیبت و تعظیم کی حالت پر ہو جائے

جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روپر واس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں ان کا ادب سکھایا ہے۔

(کتاب الشفاء، الفصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ، ج 2، ص 34، مطبوعہ مطبعة شركة صحافية، ترکی)

امام علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں ”یفرض ذلك ویلاحظه ویتمثله فکانه عنده“ یعنی یا حضور کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس کا تصور باندھے گویا حضور کے سامنے حاضر ہوں۔

(نسیم الریاض شرح شفاء، الفصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ، ج 3، ص 396، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

امام اجل سیدی قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفا شریف میں امام تھیبی کا ارشاد نقل کر کے فرماتے ہیں ”وہذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمنا المعاصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم“ ترجمہ: ہمارے سلف صالح وائمہ سابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی ادب و طریقہ تھا۔

(کتاب الشفاء، الفصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ، ج 2، ص 34، مطبوعہ مطبعة شركة صحافية، ترکی)

اور فرماتے ہیں ”کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتغیر لونہ وینحني“ ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ اُن کا بدل جاتا اور جھک جاتے۔

(کتاب الشفاء، الفصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ، ج 2، ص 36، مطبوعہ مطبعة شركة صحافية، ترکی)

نسیم میں ہے ”لشده خشوعه“ ترجمہ: یہ جھک جانا سبب شدت خشوع تھا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء، الفصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ، ج 3،

ص 398، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

شفا شریف وغیرہ تصانیف علماء میں اس قسم کی بہت روایات مذکور، شاہ ولی اللہ قصیدہ ہمزہ میں لکھتے ہیں:

ینادی صارعا لخصوع قلب وذل وابتہال والحتاء

رسول اللہ یا خیر البرایا نوالک ابتغی یوم القضاء

ترجمہ: حاجت مندی، دل کی عاجزی، انکساری، تضرع اور التجاء کے ساتھ

رسول اللہ کو ندا کرے اور عرض کرے کہ اے مخلوق سے افضل ذات! میں آپ سے

قیامت کے روز عطا کا خواستگار ہوں۔

(شرح قصیدہ ہمزہ شاہ ولی اللہ، فصل نسیم، ص 33، مطبوعہ مطبع محتسانی، دہلی)

دیکھو صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا اور حضور سے

عرض حاجت کرے تو تضرع وخصوع قلب وذل والحاخ وزاری سب کچھ بجالائے۔

میں کہتا ہوں واللہ ایسا ہی چاہئے مگر آپ کے ان شرک فروشوں کی دوا کون کرے،

غرض اس مطلب نفیس میں کلمات علماء کا استیعاب کیجئے تو دفتر چاہئے لہذا میں یہاں

منک متوسط اور اس کی شرح مسلک منقطع کی ایک نفیس عبارت کہ بہت فوائد جلیلہ

پر مشتمل تلخیصاً اور ذکر کرتا ہوں مولینا رحمت اللہ سندی متن اور فاضل علی قاری شرح میں

فرماتے ہیں ”فاذا فرغ من ذلك قصد التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب

من کل شیء من امور الدنیا، واقبل بکلیتہ لما هو بصدده لیصلح قلبہ

للاستعداد منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ولیلا حظ مع ذلك الاستعداد من سعة

عفوہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعطفہ ورافتہ (ای شدۃ رحمۃ علی سائر العباد) ان

یسامحہ فیما عجز عن ازالته من قلبہ، ثم توجه (ای بالقلب والقالب) مع

رعاية غایۃ الادب فقام تجاہ الوجه الشریف متواضعا خاضعا خاشعا مع

الذلة والانكسار والحشية والوقار والهيبة والافتقار غاض الطرف  
مكفوف الجوارح (من الحركات) فارغ القلب (عن سوى مقصوده  
ومرامه) واضعا يمينه على شماله (تأدبا في حال اجلاله) مستقبلا للموجه  
الكریم مستندبرا للقبلة ناظرا الى الارض متمثلا صورته الكريمة في خيالك  
مستشعرا بانہ عنی اللہ تعالیٰ عبد رسل عالم بحضورك وقيامك وسلامك (بل  
بجمع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك) مستحضرا عظمتہ وجلالہ  
وشرفہ وقدرہ عنی اللہ تعالیٰ عبد رسل ثم قال من غير رفع صوت (لقوله تعالى ان  
الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله الاية) ولا اخفاء (اي بالمره لفوت  
الاسماع الذي هو السنة وان كان لا يخفى شيء على الحضرة) بحضور  
(قلب واستحياء) السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته ثم يقول  
يا رسول الله اسألك الشفاعة ثلثا (لانه اقل مراتب الالحاح لتحصيل المنال  
في مقام الدعاء والسؤال) ووصلى الله تعالى على قاضي حاجتنا ومعطى  
موادتنا سيدنا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعين۔ "ترجمہ: جب مقدمات  
تریاارت سے فارغ ہو قبر انور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات و تنویہ سے  
فارغ کرے اور ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو جائے تاکہ اس کا قلب حضور اقدس عنی  
اللہ تعالیٰ عبد رسل سے استمداد کے لائق ہو باسہمہ جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے  
جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اس کی معافی کے لئے نبی عنی اللہ تعالیٰ عبد رسل کی کمال  
مغفرت و مہربانی و رافت اور تمام بندوں پر حضور کی شدت رحمت سے مدد مانگے پھر دل  
و بدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مواجہہ شریف میں حاضر ہو تواضع و خضوع  
و خشوع و تذلل و انکسار و خوف و وقار و ہیبت و احتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضا

کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے ادب  
و تعظیم حضور کے لئے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ کرے نگاہ  
زمین پر جمائے رہے حضور اقدس عنی اللہ تعالیٰ عبد رسل کی صورت کریمہ کا تصور باندھے  
اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس عنی اللہ تعالیٰ عبد رسل اس کی حاضری و قیام و سلام بلکہ تمام  
افعال و احوال اور منزل بمنزل کے قیام و ارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت و جلال  
و شرف و منزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے حضور پست  
آواز کا حکم دیتا ہے نہ بالکل آہستہ جس میں سنانے کی سنت فوت ہو اگرچہ سرکار پر کچھ  
پوشیدہ نہیں اس طرح حضور قلب و شرم و حیا کے ساتھ عرض کرے السلام علیک ایھا النبی  
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر کہے یا رسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یا رسول اللہ  
! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یا رسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں،  
تین بار اس لئے کہے کہ یہ دعا و سوال میں حصول مقصود کے واسطے ادنیٰ مرتبہ الحاح  
کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حاجت روا اور مرادوں کو پورا کرنے والے ہمارے آقا  
و مولیٰ محمد اور آپ کی آل و صحابہ کرام سب پر رحمت نازل فرمائے۔

(مسلك منقطع شرح مسلك منوسط مع اشراف السامی الفضل ولو توجه الى الزيارة ص 337،

مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت)

ان احادیث و روایات و کلمات طہیات سے کاشتمس فی وسط السماء (جیسا کہ  
سورج آسمان کے درمیان ہوتا ہے ایسا) روشن و آشکار ہو گیا کہ ہنگام توسل (توسل  
کے دوران) محبوبان خدا کی طرف منہ کرنا چاہئے اگرچہ قبلہ کو پیٹھ ہو، اور دل کو ان کی  
طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این و آن خاطر سے محو ہو جائے اور ان کے  
لئے خضوع و خشوع محمود و مشروع، اور اس میں ان کا زمانہ و فوات ظاہری و حضور مرقد و  
ذکر مجرد سب برابر ہے اور ان کے سوا عبارت اخیرہ سے جو اور فوائد جلیلہ و عوائد جلیلہ



حاصل ہوئے بیان سے غنی ہیں والحمد للہ رب العلمین، پس زید مکر نے کہ توجہ قلب و خشوع و ہیأت نماز وغیرہ کی قیدیں بڑھا کر گمان کیا تھا کہ اب اسے اثبات عدم جواز کی طرف راہ آسان ہوگی۔ بحمد اللہ ثابت ہوا کہ اس کا محض خیال ہی خیال تھا۔

### قبلہ سے پھرنا

فقیر حیران ہے کہ اس نماز مبارک میں اول فرض نماز کے بعد قبلہ سے انحراف کہاں، اور ہو بھی تو اس میں کیا گناہ ہے، ہر نماز مفروضہ کے بعد امام کو قبلہ سے انحراف سنت معلومہ ہے، پھر اسے ممانعت میں کیا مداخلت۔

### عراق کی سمت منہ کرنا

ہاں جو کچھ غیظ و غضب کرنا ہو تعین سمت پر کبچے اور اس کا جواب مرزا مظہر جانجاناں شہید سے لے لیجئے جنہیں شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ، قیم طریقہ احمدیہ، داعی سنت نبویہ متحلی بانواع فضائل و فوائد لکھتے ہیں اور حاشیہ مکتوبات پر شاہ صاحب مذکور سے مرزا صاحب موصوف کی نسبت منقول "انچہ قدر ایشان مامردم میدانیم شما چہ دانید احوال مردم ہند بر ما مخفی نیست کہ خود مولد و منشاء فقیر ست و بلاد عرب دانیز دیدہ ایم و سیر نمودہ: و احوال مردم ولایت از ثقات آنجا شنیدہ ایم و تحقیق کردہ عزیز ہے کہ بر جادہ شریعت و طریقت و اتباع کتاب و سنت ہمچنین استوار و مستقیم باشد و در ارشاد طالبان شان عظیم و نفسے قوی دارد و دریں جزو زمان مثل ایشان در بلاد مذکور یافتہ

نمی شود مگر در گزشتگان بلکه در ہر جزو زمان وجود این جنس عزیزان کمتر بودہ است چہ جائے این زمان کہ ہر فتنہ و فساد است "ترجمہ ان کی جو قدر ہم جانتے ہیں تم کیا جانو، ہندوستان کے لوگوں کے احوال ہم سے مخفی نہیں کیونکہ ہندوستان فقیر کا جائے پیدائش و پرورش ہے اور عرب بھی میں نے دیکھا ہے اور اس کی سیر کی ہے اور ولایت کے لوگوں کے احوال بھی سنے ہیں، تحقیق کی ہے کہ ان صاحب عزت، جو کہ شریعت و طریقت کے مرتبہ پر فائز ہیں اور کتاب و سنت پر عمل پیرا ہیں اور طالب حضرات کی رہنمائی میں عظمت اور مضبوطی رکھتے ہیں، جیسا بلا مذکورہ میں فی زمانہ کوئی نہیں ہے گزشتہ لوگوں (اسلاف میں ہو سکتا ہے، بلکہ ہر دور میں ان جیسے بزرگ بہت کم ہوئے ہیں اس پر فتن زمانہ کی بات ہی کیا ہے۔

(حاشیہ مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی از مجموعہ کلمات ضیاء، فصل چہارم "مکاتیب شاہ ولی اللہ" ص 158، مطبوعہ معنائی، دہلی)

یہی جناب مرزا صاحب اپنے مکتوبات میں ایک مرید رشید کو (جن کی بی بی کی نسبت فرمایا تھے پاک در خاک آں عفیہ کاشتہ ایمر ہر وقت مقدس سر سبز خواہد شد) ہم نے اس پاکیزہ کی مٹی میں ایک پاک بیج کاشت کیا ہے جو مقررہ وقت پر سرسبز ہوگا) تحریر فرماتے ہیں "انچہ از قصد خود و مردم خانہ بجانب شاہجہاں آباد نوشتہ اند بشرط امن مبارک ست و تار سیدن شما فقیر ان شاللہ تعالیٰ بعد نمازیک دو گھڑی دوزیر آمدہ پیش از حلقہ یا بعد آن بجانب آن مستوردہ شما متوجہ خواہد شد باید کہ مردوز منتظر و متوقع فیض رویاں طرف کردہ بعد نماز صبح رویاں

طرف کردہ بعد نماز صبح بنشیند کہ محبت میں عقیقہ کہ فرزند ماست در دل فقیر تاثیر کردہ است“ میں نے اور گھر والوں نے شا جہان آباد کی طرف جو خط لکھا ہے وہ بشرط امن مبارک ہے اور تمہارے پہنچنے تک ان شاء اللہ فقیر روزانہ ایک دو گھڑی حلقہ ذکر سے قبل یا بعد باہر آ کر آپ کی مستورہ بیوی کی طرف توجہ کرتا ہے، ہو سکے تو روزانہ فیض کا متوقع ہو کر اس طرف منہ کر کے صبح کی نماز کے بعد بیٹھا کرتا کہ اس پاکیزہ کی جو میری بیٹی ہے کی محبت کی تاثیر اس فقیر کے دل پر ہو۔

(مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طبیات، مکتوب سی و چہدہ، ص 47، مطبوعہ مطبع محضانی، دہلی)

دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں ”جان من سلامت باشی دریں مدت مفارقت دور دفعہ شمار سید و حرز جاں گزر دید باید دید کہ انتظار باما چہ میکند“ ہر صبح بعد نماز متوجہ بفقیر بنشینید بے ناغہ توجہ میں دہر از کسی توجہ نگیرید زیادہ عمر و مزہ عمر باد ملخصاً“ ترجمہ: میری جان! سلامت رہو، اس جدائی کی مدت میں تمہارے دور قفے طے ہیں جو حرز جاں ہیں، غور کرو کہ ہمارا انتظار کیا اثر کرتا ہے روزانہ صبح کی نماز کے بعد مجھ فقیر کی طرف منہ کر کے بیٹھا کرو اور ناغہ نہ کرو، میں خود توجہ کیا کروں گا کسی دوسرے کی توجہ کی ضرورت نہیں ان شاء اللہ عمر زیادہ اور عمر کا مزہ بھی پاؤ گے۔

(مکتوبات مرزا جانجاناں از مجموعہ کلمات طبیات، مکتوب چہل و دوم، ص 49، مطبوعہ مطبع محضانی، دہلی)

انہیں مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے ”نسبت مابین جناب

امیر المؤمنین حضرت علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) سے رسد و فقیر دانیازے خاص بآجناب ثابت ست در وقت عروض عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع می شود و سبب حصول شفا میگردد“ ترجمہ: میرا خاص تعلق حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) سے قائم ہے اور فقیر کو آپ سے خاص نیاز حاصل ہے، فقیر جسمانی عارضہ کے وقت آپ کی طرف توجہ کرتا اور شفا پاتا ہے۔

(ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طبیات، ملفوظات، مکتوب چہل و دوم، ص 78، مطبوعہ مطبع محضانی، دہلی)

شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب شرح رباعیات میں اپنی یہ رباعی لکھی:

آنانکہ زاوناس ہیمنی جستند بالجنہ انوار قدر بہو ستند فیض قدس از همت ایشان میجو دروازه فیض قدس ایشان مستند ترجمہ: وہ ذات جس سے لوگ بھلائی چاہتے ہیں اور ان کے قدم کے انوار لباس بناتے ہیں ان کی توجہ سے مقدس فیض کی خواہش کر کیونکہ وہ فیض قدس کا دروازہ ہیں۔

(مکتوبات شاہ ولی اللہ از مجموعہ کلمات طبیات، مکتوب ہست و دوم در شرح رباعیات، ص 194، مطبوعہ مطبع محضانی، دہلی)

پھر اس کی شرح میں لکھا ”یعنی توجہ بادروح طیبہ مشایخ در تہذیب روح و سر نفع بلیغ دارد“ یعنی مشایخ کی ارواح طیبہ کی طرف توجہ روح اور سر کی صفائی میں انتہائی مفید ہے۔

(شرح رباعیات شاہ ولی اللہ از مجموعہ کلمات طبیات، مکتوب ہست و دوم در شرح رباعیات، ص 194، مطبوعہ مطبع محضانی، دہلی)

انہیں شاہ صاحب نے ہمعات میں حدیث نفس کا یوں علاج بتایا ”بادروح

طیبہ مشائخ متوجہ شد ویرانی ایشان فاتحہ خواند یا بزیارت قبر ایشان دروازا انجا انجذاب در یوزہ کند ترجمہ: مشائخ کی ارواح کی طرف متوجہ ہو اور ان کے لئے فاتحہ پڑھو اور ان کی قبروں کی زیارت کے لئے جاؤ اور وہاں سے فیض حاصل کرو۔

(پہلے ص 34، مطبوعہ اکفیم انستاد ولی اللہ دہلوی، حیدرآباد)

امام علامہ ابن حجر کی شافعی رحمت رحمۃ اللہ علیہ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں "لم یزل العلماء و ذو الحاجات یزورون قبر الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و یتوسلون عنده فی قضاء حوائجهم و یرون نفع ذلك، منهم الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ جاء عنه انه قال انی لا تبرک بابی حنیفۃ واجیء الی قبره فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین و جئت الی قبره و سألت اللہ تعالیٰ عنده فتقضى سريعا" یعنی ہمیشہ سے علما و اہل حاجت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت اور اپنی حاجت روائیوں کو بارگاہ الہی میں ان سے توسل کرتے اور اس سبب سے فوراً مرادیں پاتے ہیں ان میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے ہیں میں ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تہرک کرتا اور ان کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھتا اور ان کی قبر کی طرف آ کر خدا سے سوال کرتا ہوں کچھ دیر نہیں لگتی کہ حاجت روا ہوتی ہے۔

(الخیرات الحسان، الفصل الخامس والثلاثون فی تادب الائمة، ص 149، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

### افعال نماز غوثیہ پر دلائل

نماز غوثیہ میں دو رکعت پڑھ کر عراق کی طرف منہ کر کے گیارہ قدم چل

کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نداء کر کے آپ سے توسل کرتے ہیں، ان افعال کی حکمتیں اور ان پر عقلی و نقلی دلائل بیان کرتے ہوئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ یہاں نکات غامضہ (باریک اور گہرے نکات) ہیں کہ ان پر مطلع نہیں ہوتے مگر توفیق والے۔

**اولاً:** جب معلوم ہو گیا کہ حق بن دہلا حرمہ کی طرف اس کے محبوبوں سے توسل محمود مقصود و سنت ماثورہ و طریقہ مامورہ اور ہنگام توسل (ان سے توسل کے وقت) ان کی جانب توجہ درکار، یہاں تک کہ جب خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف؟ فرمایا: "ولم تصرف و جھک عنہ و هو وسیلتک و وسیلۃ ابیک ادم عبد اللہ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ بل استقبلہ و استشفع بہ فیشفعک اللہ تعالیٰ" کیوں اپنا منہ ان سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرا اور تیرے باپ آدم عبد اللہ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ ہیں بلکہ انہیں کی طرف منہ کرنا اور شفاعت مانگنا کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔

(کتاب الشفاء، مجلس واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 2، ص 35، مطبوعہ شرکت صحافیہ فی بلاد عثمانیہ)

اور سوال حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ﴾ ترجمہ: صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ (ب 2، سورۃ البقرہ، آیت 153)۔

پھر کامل اکسیریہ ہے کہ کسی محبوب خدا کے قریب جائے اسی طرف حق بن دہلا نے قرآن عظیم میں ہدایت فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا

أَنفُسُهُمْ جَاءَ وَكَفَّارَاتُ غُفْرَانِهِمْ وَاللَّهُ وَاسْتَفْغَرُوا لَهُمُ الرَّسُولُ لَوْ جَدُّوا اللَّهَ  
تَوَابًا رَحِيمًا ﴿٥٠﴾ اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہو کر خدا  
سے بخشش چاہیں اور رسول اُن کے لئے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول  
کرنے والا مہربان پائیں۔  
(پ 5، سورۃ النساء، آیت 46)

سبحان اللہ خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں  
ہوتا ہے کہ گنہگار بندے تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہم سے دعائے بخشش کریں اور  
قدیم و حدیثاً (زمانہ قدیم اور زمانہ قریب میں) علماء و صلحا اس آیت کریمہ کو زمانہ حیات  
و وفات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس  
اقدس کی مثل سمجھا کئے اور اوقات زیارت میں یہی آیت کریمہ تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ  
سے استغفار کرتے رہے اس مضمون کی بہت روایات و حکایات (1) مواہب لدنیہ و  
مخ محمدیہ و (2) مدارج النبوة و (3) جذب القلوب الی دیار المحبوب و (4) خلاصۃ الوفا  
فی اخبار دار المعظف وغیرہ تصانیف علما میں مذکور و مشہور ہیں۔

اسی طرح بہت علما مصنفان مناسک باب زیارت شریفہ مدنیہ طیبہ میں وقت  
حاضری اس آیت کو پڑھ کر استغفار کا حکم دیتے ہیں تو ثابت ہوا کہ محبوبان خدا کی  
طرف جانا اور بعد وصال اُن کی قبور کی طرف چلنا دونوں یکساں جیسا کہ سیدنا امام  
شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا امام ابو حنیفہ کے مزار فائض الانوار کے ساتھ کیا کرتے۔ اب  
یہ کہ گدائے سرکار قادر یہ اس آستان فیض نشان سے دور و مجبور ہے گو بعد نماز مزار اقدس  
تک جانے کی حقیقت اسے میسر نہیں تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اس سمت چل کر  
اُن چلنے والوں کی شکل بنانا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث حسن میں  
فرمایا (مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ) ترجمہ: جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ

انہیں سے ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی عبد اللہ ابن عمر، ج 2، ص 50، مطبوعہ دار الفکر، بیروت) و  
(مجمع الروائد بحوالہ معجم اوسط، کتاب الزیاد، ج 10، ص 271، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ،  
بیروت)

**ثانیاً:** توسل میں توجہ باطن ضروری ہے اور ظاہر عنوان باطن (یعنی ظاہر  
سے باطن کا چٹا چلتا ہے)، لہذا یہ چلتا مقرر ہوا کہ حالت قالب (جسم کی حالت)  
حالت قلب (دل کی حالت) پر شاہد ہو جس طرح سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
استقلا (طلب بارش) میں قلب رد (چادر کو الٹا) فرمایا کہ قلب لباس (لباس کی  
تبدیلی) قلب احوال (احوال کی تبدیلی) و کشف باس (تکلیف کے ختم ہونے) کی  
خبر دے، شاہ ولی اللہ نے قول البخیل میں قضائے حاجت کے لئے صلوٰۃ کن  
فیكون کی ترکیب لکھی جس کے آخر میں ہے کہ پھر پگڑی اتارے، آستین گلے میں  
ڈالے، پچاس بار دعا کرے، ضرور مستجاب ہو۔

(القول الجمیل مترجم اردو، ہانجویں فصل صلوٰۃ کن فیکون، ص 73، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی  
کراچی)

اس پر ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں "بعض  
ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے، آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا، حالانکہ ادعیہ  
ماثورہ میں یہ ثابت نہیں، ہم جواب دیتے ہیں کہ قلب رد یعنی چادر کا الٹنا پلٹنا نماز  
استقلاء میں رسول حبیب ﷺ سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جائے تو اس طرح  
آستین گردن میں ڈالنا، امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے واسطے حصول شعار  
گردش حال کے یا مقصود کے کیونکر ناجائز ہوگا۔

(شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، ہانجویں فصل صلوٰۃ کن فیکون، ص 74، مطبوعہ ایچ ایم  
سعید کمپنی، کراچی)



میں کہتا ہوں جب آستین گلے میں باندھنا یا آنکھ طرق ماثورہ میں وارد نہیں، اس وجہ سے کہ اس میں تضرع مخفی کا اظہار شدید ہے، اگرچہ نفس اظہار گزر گزرنے کی صورت سے حاصل تھا، جائز ٹھہرا تو یہ چند قدم جانب عراق محترم چلنا اس وجہ سے کہ اس میں توجہ مخفی کا اظہار قوی ہے کیونکہ کرنا جائز ہوگا۔

**ثالثاً:** ظاہر مصلح خاطر (ظاہر دل کے لیے مصلح ہے) دلہذا جس امر میں جمع عزیمت و صدق ارادت (سچے ارادے) کا اہتمام چاہتے ہیں وہاں اس کے مناسب احوال جوارج (ظاہری اعضاء کے احوال) رکھے جاتے ہیں کہ ان کی مدد سے خاطر جمع (دل جمعی رہے) اور انتشار دفع ہو، اسی لئے نماز میں تلفظ بہ نیت قصد جمع عزیمت (نیت میں دل جمعی کے لیے زبان سے تلفظ) علماء نے مستحسن رکھا کمانی المسوطة والهداية والکافی والحلیہ وغیرہا (جیسا کہ مبسوط، ہدایہ، کافی اور حلیہ وغیرہ میں ہے)

شاہ ولی اللہ حجۃ البالغہ میں لکھتے ہیں "من جملة الإنسان أنه إذا استقر في قلبه شيء جرى حسب ذلك الأركان واللسان، وهو قوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ فِي جَسَدَيْنِ آدَمَ مُضَعَةً" الْحَدِيثُ ففعل اللسان والأركان أقرب مظنةً وخليفةً لفعل القلب" ترجمہ: انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی چیز اس کے دل میں جم جاتی ہے تو اعضاء اور زبان اسی کے مطابق حرکت کرتے ہیں اور حضور حبہ (علیہ السلام) کے اس ارشاد مبارک کا کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے الحمد للہ، پس زبان اور اعضاء کی حرکت دل کے فعل کے تابع ہوتی ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، الامور التي لا بد منها في الصلوة، ج 2، ص 5 مطبوعہ الحکمتہ السلفیہ، لاہور)

اور یہی سر ہے کہ تکبیر تحریر کے وقت رفع یدین (ہاتھ اٹھانا) اور تشہد میں انکشاف شہادت سے اشارہ مقرر ہوا، شاہ ولی اللہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں "واللهيات

المسدوية ترجع إلى معانٍ منها تحقيق الخضوع، وضم الأظراف، والتنبيه للشفقة على مثل الحال التي تعترض السوفة عند مناجاة الملوكة من الهيبة والدهش. كصف القدمين ووضع اليمنى على اليسرى، وقصر النظر، وترك الالتفات ومنها محاكاة ذكر الله وإيتاره على من سواه بأصابعه ويده خذوماً يعلنه بحسنانه، ويقول بلسانه، كرفع اليدين، والإشارة بالمسبحة، ليكون بعض الأمر معاصداً لبعض" ترجمہ: مستحب حالت کئی معانی کی طرف راجع ہے، ایک خشوع کا پایا جانا، جیسے قدموں کا برابر ہونا، اور ایک اللہ تعالیٰ کے ذکر کی حکایت ہاتھ اور انگلیوں سے کرنا تاکہ دل میں جو کچھ ہے اس کی مطابقت ہو سکے، جیسے ہاتھ اٹھانا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا جس سے بعض افعال کی بعض سے تقویت ہوتی ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، الامور التي لا بد منها في الصلوة، ج 2، ص 7 مطبوعہ الحکمتہ السلفیہ، لاہور)

اور اسی قبیل سے ہے دعائیں ہاتھ اٹھانا چہرے پر پھیرنا، شاہ ولی اللہ تصریح کرتے ہیں کہ یہ افعال رغبت باطنی کی تصویر بنانے کو ہیں کہ قلب اس پر خوب متنبہ ہو جائے اور حالت قلب بیات سے تانیہ پائے۔ کتاب مذکور میں ہے "وَأَمَّا رَفْعُ اليدينِ ومَسْحُ اليدينِ بهما فتصوير للرغبة، ومظاهرة بين الهيئتين النفسانية وما ياسبها من الهيئتين البدنية وتبسيه لشمس عنى بثلث الأحوال" ترجمہ: اور ہاتھ اٹھانا اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا یہ اپنی دعائیں رغبت کا اظہار ہے اور ہیئت نفسانیہ کی تصویر اور ہیئت بدنیه کی مناسبت ہے اور نفس کو اپنی حالت پر تنبیہ ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، الامور التي لا بد منها في الصلوة، ج 2، ص 75 مطبوعہ الحکمتہ السلفیہ، لاہور)

بعض یہی حالت اس چلنے کی ہے کہ رغبت باطنی کی پوری تصویر بتاتا اور قلب کو انجذب اب تمام پر متنبہ کرتا ہے جیسا کہ اس عمل شریف کے بجالانے والوں پر روشن،

اصحیح، ص ۱۰۷ باب قصہ الخلیفۃ، ج ۱، ص ۲۳۸، مکتوبہ موسیٰ محمد صالح، (لہذا ہی) یہاں بھی جب یہ محتاجِ دو رکعت نماز پڑھ چکا اور اب وقت وہ آیا کہ تہمت تو سل کی طرف منہ کر کے اللہ عز و جل سے دعا چاہتا ہے، نفس نماز میں جو قلت حضور وغیرہ تصور سرزد ہوئے یاد آئے اور سمجھا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان کے دخل نے مجھ سے مناجات الہی میں تقصیر کرا دی، ناچار رہتا ہے اور پر ظاہر کہ جہت توجہ اس کے لئے اولیٰ والیسر (آسان)، یمینا و شمالا انصراف (دائیں بائیں پھرنے) میں ترک توجہ، اور رجعتِ قبقری (پاؤں کے بل پیچھے ہٹنے میں) بعد (دوری) کی صورت اور اقبال (آگے بڑھنا) نشانِ اقبال (ترقی کی علامت) فكان هو المختار (لہذا یہی مختار ٹھہرا)۔

**خامساً:** خادم شرع جانتا ہے کہ صاحب شرع محمد بن رشید دینار رحمہ کو بایں دعا میں تقاول (نیک شگونی) پر بہت نظر ہے اسی لئے استسقاء (طلب بارش) میں قلب روا (چادر کو الٹا) فرمایا کہ تبدل حال کی فال ہو، حدیث میں ہے (( اَسْتَسْقٰی

(شرح مسلم نبویؐ مع مسلم، کتاب صلوٰۃ الانشاء، ج 1، ص 292، مطبوعہ نور محمدیہ لاہور)  
الغنائہ (کراچی)

اسی لئے بد خوابی کے بعد جو اس کے دفع شرکی دعا تعلیم فرمائی، ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ کروٹ بدل لے تاکہ اس حال کے بدل جانے پر فال حسن ہو، حدیث پاک میں ہے ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرِهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَمَانِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ)) ترجمہ: حضور حبیب ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں جانب تھو کے اور اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ تین مرتبہ پڑھے اور اپنی کروٹ دوسری جانب بد لے۔

(صحیح مسلمہ - کتاب الزکوٰۃ، ج 2، ص 241، مطبوعہ نور محمد جامع القرآن، کراچی)؛ (سنن ابوداؤد - کتاب فی الزکوٰۃ، ج 2، ص 685، مطبوعہ نور محمد جامع القرآن، کراچی)

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں ”تفاوتاً لا يتحول تلك الحال“ ترجمہ: تاکہ اس سے نجات کے لئے نیک فال بن سکے۔

اسی لئے ہنگام استسقا (طلب بارش کے وقت) پشت دست (ہاتھ کی پشت) جانب آسمان رکھے کہ ابر چھانے اور باران (بارش) آنے کی قائل ہو۔

(التبصیر شرح الجامع الصغیر، حدیث ادارائی احمدیہ، ج 1، ص 97، مشکوٰۃ الشافعی، الرياض)

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى، فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفِّهِ إِلَى السَّمَاءِ)) ترجمہ: حضور عہدہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب بارش کے لئے دعا فرماتے تو پتیلی مبارک کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ فرماتے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ الاستسقا، ج 1، ص 293، مطبوعہ دارالحدیث، بیروت، مصر) اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے "طیبی گفتمہ ایس نیز برائے نفاول ست بقلب و تبدل حال مثل صنیع وے صی اللہ تعالیٰ عہدہ در تحویل در اشارت تست بمطلوب کہ بطون سبحان سبحان زمین گگرد و بریزد انچه در دست از امطار و اللہ تعالیٰ اعلم" ترجمہ: طیبی نے فرمایا یہ عمل بھی حالت کو تبدیل کرنے کی نیک فال کے طور پر ہے جیسا کہ آپ صی اللہ تعالیٰ عہدہ درم چادر تبدیل کرتے تھے جس میں بادلوں کے پیٹ زمین کی طرف ہو جانے اور بادلوں سے بارش ہونے کے مطلوب کی طرف اشارہ تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

(اشعة اللمعات، کتاب صلوٰۃ الاستسقا، ج 1، ص 623، مطبوعہ دارالحدیث، بیروت، مصر)

اسی لئے علمائے مستحب رکھا، جب دفع بلا کے لئے دعا ہو، پشت دست (ہاتھ کی پشت) سونے (آسمان کی طرف) ہو، گو ہاتھوں سے آتش فتنہ کو بجھاتا اور جوش بلا کو دباتا ہے۔ اشعہ میں ہے "گفتہ اند چون دعا برائے طلب

و سوال چیزے از نعمایہ مستحب است کہ اگر دانیدہ شود بطن کفہا بجانب آسمان و مرگاہ کہ برائے دفع و منع فتنہ و بلا باشد پشت ہائے دست بجانب آسمان کنند از برائے اطفائے نافرہ فتنہ و بلا و بست کردن قوت حادثہ و غلبہ آن" ترجمہ: علمائے فرمایا ہے کہ جب کسی نعمت کے حصول کے لئے دعا کی جائے تو مستحب یہ ہے کہ دعا میں ہاتھوں کی پتیلیوں کو آسمان کی طرف کیا جائے اور اگر کسی دفع شر کے لئے دعا کی جائے تو پھر ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف کیا جائے تاکہ فتنہ اور مصیبت کی شدت کم ہو اور حادثہ کی قوت و غلبہ پست ہو جائے۔

(اشعة اللمعات، کتاب صلوٰۃ الاستسقا، ج 1، ص 623، مطبوعہ دارالحدیث، بیروت، مصر)

اسی لئے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا مسنون ہوا کہ حصول مراد قبول دعا کی قائل ہو گو یادوں ہاتھ خیر و برکت سے بھر گئے اس نے وہ برکت اعلیٰ و اشرف اعضاء ازلت لی کہ اس کے توسط سے سب بدن کو پہنچ جائے گی۔ ترمذی و حاکم کی حدیث میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ، لَمْ يَحْطِهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ)) ترجمہ: حضور صی اللہ تعالیٰ عہدہ درم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو چہرہ مبارک پر پھیرے بغیر ہاتھوں کو نیچے نہ کرتے۔

(جامع الترمذی الدعوات، باب ما جاء في رفع الأيدي عند الدعاء، ج 2، ص 174، مطبوعہ امین کمپنی، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی) (المستدرک علی الصحیحین، کتاب الدعاء، مسیح الوحدہ بالبدین، ج 1، ص 536، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں "نفاؤ لا باصاۃ المراد و حصول الامداد" ترجمہ: مراد کو پانے اور امداد حاصل کرنے کے لئے نیک فال

کے طور پر۔

(التبصیر شرح الجامع الصغیر، حدیث کار اذاعہ اربع بدیع فی الدعاء کے تحت، ج 2، ص 250، مکتبہ اسلام الشافعی، الرياض)

ابوداؤد کی اسی مفہوم کی ایک حدیث کے نیچے لکھا "تغافل ولا یغافل" کفیه ملئنا خیرا فافاض منه علی وجہہ ترجمہ: یہ نیک فال ہو سکے ہاتھ خیر سے بھر گئے ہیں اور اس خیر کو چہرہ پر فائض فرمایا۔

(التبصیر شرح الجامع الصغیر، حدیث کار اذاعہ اربع کے تحت، ج 2، ص 249، مکتبہ اسلام الشافعی، الرياض)

ابوداؤد کی ایک اور حدیث پاک کے تحت میں لکھا: تغافل ولا یغافل۔ المطلوب و تبرکات با یصالہ الی وجہہ الذی ہو اشرف الاعضاء و منه یسری الی بقیۃ البدن "تا کہ نیک فال ہو سکے کہ مطلوب پالیا اور اس کو برکت کے لئے چہرے تک پہنچایا جو کہ اعضا میں افضل ہے اور اس سے تمام بدن میں سرایت کرے۔

(التبصیر شرح الجامع الصغیر، حدیث سوال اللہ کے تحت، ج 2، ص 60، مکتبہ اسلام الشافعی، الرياض)

فاضل علی قاری نے حرز ثمین میں فرمایا "نعل وجہہ انہ ایحاء الی قبول الدعاء و تغافل بدفع البلاء و حصول العطاء فان اللہ یبختہ یتحبی ان یرد ید عبد صفرا ای خالیا من الخیر فی الخلاء والملاء" ترجمہ: ہو سکتا ہے کہ یہ اس بات کا اشارہ ہو کہ دعا قبول ہو چکی ہے اور دفع بلا اور حصول عطا کے لئے نیک فال بن سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ہاتھوں کو خلاء اور ملاء میں خیر سے خالی لوٹانے پر حیا فرماتا ہے۔

(حزر ثمین حوائی حقیقہ مع حصر حصین، آداب الدعاء، ص 11، افضل المتألیف، الخ)

اسی طرح صاحب شرع عبید اللہ بن عبد ربیع رحمہ اللہ کے نائب جلیل رحمہ اللہ نے حد

نے مقاصد شرع پر لحاظ فرما کر خاص ان کے موافق یہ چلنا مقرر فرمایا کہ نفی اعراض و عطائے قربت و حصول اغراض و اقبال اجابت کے لئے فال حسن ہو۔

**سادس:** صحیح مسلم شریف میں بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

ثابت کہ سید عالم عبید اللہ بن عبد ربیع بن نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنت خدمت اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوار قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور بڑھے تو اس کے خوش ہائے انور دست اقدس کے قابو میں تھے اور یہ نماز صلوات الکسوف

تھی۔ صحیح مسلم، کتاب الکسوف، ج 1، ص 297، مکتبہ نور محمد جامع الشافعی، کراچی

اسی طرح جب ار باب باطن و احباب مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر بروجہ تو سل (توسل کی خاطر) عراق شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، انوار و برکات و فیوض و خیرات اس جانب مبارک سے باہزاراں جوش و ہجوم پیہم آتے نظر آتے ہیں، یہ جیتا جانے ان خوشہائے انور و جنت نور و باغات سرور کی طرف قدم شوق پر بڑھتے اور ان عزیز مہمانوں کے لئے رسم باہمال تلقی و استقبال بجالاتے ہیں، سبحان اللہ کیا جائے انکار ہے اس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات و خیرات کی طرف مسارعت کرتے۔

ان حقائق قاصدا سعی علی بصری۔ ثم اقص حقا و ای الحق ادیت ترجمہ: اگر میں تمہارے قصہ سے آؤں تو آنکھوں کے بل دوڑتا ہوا آؤں، تو حق ادا نہ کر سکوں اور کون سا حق ہے جو میں نے ادا کر دیا ہے۔

رہے ہم غامی جن کا حصہ یہی عشقہ لسان و اضطراب ارکان ہے و بس، نسأل اللہ العفو و العافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں)۔

ہم اس امر جمیل میں اُن اہل بصائر کے طفیل ہیں: ع



وللارض من كأس الكرام نصب

ترجمہ: کریم حضرات کے پیالوں سے زمین کا بھی حصہ ہے۔

جیسے نماز کہ اس کے اکثر افعال و احکام ان اسرار و حکم پر مبنی جو حقیقہ صرف احوالِ سنیہ اہلِ قلوب پر مبنی پھر عوام بھی صورتِ احکام میں ان کے مشارک (شریک ہیں) مثلاً نمازِ نہاری (دن کی نماز) میں اخفاء (آہستہ قراءت کرنا) واجب ہو اور لیلی (رات کی نماز) میں جہر (بلند آواز سے قراءت ہے) کہ لیل (رات) آیت لطف (لطف کی علامت) ہے اور اس کی تجلی لطیف اور نہار (دن) آیت قہری (قہری کی علامت) ہے اور اس کی تجلی شدید پھر تجلی جہری سری سے بہت قوی و گرم تر، لہذا تعدیل (توازن) کے لئے تجلی قہری کے ساتھ ٹھنڈی تجلی رکھی گئی اور لطفی کے ساتھ گرم۔

جمعہ و عیدین میں باوجود نہاری حکم جہر ہوا کہ بوجہ کثرتِ حاضرین انس حاصل اور دہشتِ زائل اور قلبِ بوجہ شہودِ تجلی سے قدرے ذلیل بھی ہوگا، معہذا (اس ساتھ ساتھ) ایک ہفتہ کی تفصیلات (خطائیں) جمع ہو کر حجاب (پردے) میں گونہ قوت پیدا کرتی ہیں تو گانے بگائے یہ معالجہ (علاج) مناسب ہو جو اپنی حرارت سے اسے گلا دے جیسے اطباء خطوطِ دقیقہ دیکھنے سے منع کرتے اور ناہورا (کبھی کبھی) بغرض تمرین (مشق کی غرض سے) اسے علاج سمجھتے ہیں۔

اور کسوف (سورج گرہن کی نماز) میں گونہ جماعت کثیر اور وقفہ طویل ہے پھر بھی اخفاء (آہستہ) ہی رہا کہ وہ وقت تخویف و تجلی جلال اور وقفہ طویل ہے جہر نہ ہو سکتا، اسی لئے ہمارے نزدیک نمازِ جنازہ میں اصلاً قراءت نہیں کہ یہ ہیبتِ عظیم و تجلی جلال، تجلی شدید قرآنی سے جمع نہ ہو اور جو قراءت کہتے ہیں وہ بھی جہر نہیں رکھتے کہ شدتِ بر شدت بڑھ جائے گی۔

شب کو آٹھ رکعت تک ایک نیت سے جائز اور دن کو چار سے زیادہ منع کہ سنت البیہ ہے تجلی شینا فشینا وار و کرتے اور برتانی میں اول سے قوی بھیجتے ہیں تو تجلی گرم، نہاری (دن والی) کے ساتھ چار سے آگے تاب نہ آئے گی اسی لئے ہر دو رکعت پر جلسہ طویل کا حکم ہوا کہ خوب آرام پالے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد واجب ہوئی کہ لطف جمال سے حظ (فائدہ) اٹھالے اور پچھلی رکعتوں میں قراءتِ معاف کہ تجلیات بروہتی جائیں گی شاید دشواری ہو اور منفرد پر جہر واجب نہیں کہ بوجہ تنہائی دہشت و ہیبت زیادہ ہوتی ہے عجب نہیں کہ تاب نہ لائے تو اسے اس کے حال و وقت پر چھوڑنا مناسب رکوع و سجود میں قراءت قرآن ممنوع ہوئی کہ ان کی تجلی، تجلی قیام سے سخت اشد، دوسری تجلی شدید قراءت مل کر افراط (زیادہ) ہوگی، نیز قعود میں قراءت ممنوع ہوئی کہ وہ آرام دینے کے لئے رکھا گیا تجلی قرآنی کی شدت مل کر اسے مقصود سے خالی کر دے گی اسی لئے رکوع کے بعد قعود کا حکم ہوا کہ اس تجلی قوی سے آرام لے کر تجلی اقویٰ کی طرف جائے ورنہ تاب نہ لائے گا اسی بنا پر بین السجدین، اطمینان سے بیٹھنا واجب آیا کہ تجلی سجدہ ثانیہ اور اشد و اعظم ہوگی اشد براشد کی توانی (اگاتار ہونے) سے بنیانِ بشری (انسانی عمارت) نہ منہدم ہو جائے۔ امام عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ نے فرماتے ہیں "انہ وقع لبعض تلامذہ سیدی عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ سجدہ فصار بضائع حتی صار قسیرۃ ماء علی وجه الارض فاحدها سیدی عبدالقادر رحمہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نقطۃ ودفنہا فی الارض وقال مسح الذمیر مع الی اصلہ بالشمعی علیہ" یعنی حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدوں نے سجدہ کیا جسم گھلنا شروع ہوا، یہاں تک کہ گوشت پوست ہڈی پہلی کسی شے کا نشان نہ رہا صرف ایک

یوں پانی کی زمین پر پڑی روئی حضور پر نور نے روئی کے پھوٹے سے اٹھا کر زمین میں دفن کر دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سبب اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

(المعجم الاوسط ج ۱ ص ۱۵۷) (المعجم الاوسط ج ۱ ص ۱۵۷)

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت  
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند  
ترجمہ: قسمت دیکھ کہ عشق کی تلوار کے مقتول نے ایسی موت کو پایا جس کے لئے زندہ لوگ دعا کی آرزو کرتے ہیں۔

**سابعا:** دیدہ و انصاف بے غبار و صاف ہو تو احادیث صحیحہ سے اس کا بھی پتا چلتا ہے کہ جہاں جانا چاہے اس طرف چند قدم قریب ہونا اور جہاں سے جدائی مقصود ہو اس سے پھوٹا کام دور ہونا بھی نافع و بکارت دہنا ہے جب مول قریب دہرہ میسر نہ ہو۔ طبرانی نے معجم ص ۱۰۰ پر حاکم نے مستدرک میں پر شریفین ابو ذرہ را رحمہ اللہ عنہ عن روایت کی حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: اَلَا اَنْتُمْ شَيْءٌ يَتَكَلَّمُ بِهٖ اَبْنُ اٰدَمَ فَاِنَّهُ مُكْتَوَبٌ عَلَيْهِ، فَاِذَا اخْطَا غَضِبْتَنِيْ فَاحْبَبْتُ اَنْ يَتُوْبَ اِلَيَّ اللّٰهُ فَلْيَاْتِ بِرَفِيعَةٍ فَلْيَمْدُ يَدَيْهِ اِلَيَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنْهَا لَا اَرْجِعُ اِلَيْهَا اَبَدًا، فَاِنَّهُ يَغْفِرُ لَهُ مَا كُنْ يَرْجِعُ فِيْ عَمَلِهِ (ذَلِكَ) ترجمہ: آدمی کا ہر بول اس پر لکھا جاتا ہے تو جو گناہ کرے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرنا چاہے اسے چاہئے بلند جگہ پر جانے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنْهَا لَا اَرْجِعُ اِلَيْهَا اَبَدًا، اب کبھی اوپر عود نہ کروں گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرت فرما دے گا جب تک اس گناہ کو پھر نہ کرے۔

(المعجم الاوسط ج ۱ ص ۱۵۷) (المعجم الاوسط ج ۱ ص ۱۵۷)

توبہ کے لئے بلندی پر جانے کی یہی حکمت ہے کہ حتی الوسع موضع مصیبت سے بعد اور محل طاعت و منزل رحمت یعنی آسمان سے قرب حاصل ہو، جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ انتقال قریب آیا بن (جنگل) میں تشریف رکھتے تھے اور ارض مقدسہ پر چارین کا قبضہ تھا وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہوا دعا فرمائی کہ اس پاک زمین سے مجھے ایک سنگ پر تاب (پتھر پھینکنے کا فاصلہ) قریب کر دے۔ ((اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ (فَذَكَرَ الْحَدِيثَ اَلَيْسَ اِنْ قَالَ) فَسَاَلُ اللّٰهُ اَنْ يَذْنِبَهُ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِيَةً بِحَجَرٍ)) ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا، (پس حدیث کو بیان کرتے یہاں تک بیان کیا کہ) مجھے بیت المقدس کے اتنا قریب کر دے جتنا کہ پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے۔

(المعجم الاوسط ج ۱ ص ۱۵۷) (المعجم الاوسط ج ۱ ص ۱۵۷)

حق محقق رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں دعائے موسیٰ علیہ السلام کا یوں ترجمہ کرتے ہیں: "نزدیک گوردان مرا اذان اگر چہ بمقدار یک سنگ اندازہ باشد" ترجمہ: مجھے اس کے نزدیک کر دے اگر چہ ایک پتھر کا اندازہ ہو۔

(المعجم الاوسط ج ۱ ص ۱۵۷) (المعجم الاوسط ج ۱ ص ۱۵۷)

ظاہر ہے کہ ہنگام حاجت (بوقت حاجت) سر دست (اسی وقت) عراق شریف کی حاضری حضور، لہذا چند قدم اس ارض مقدسہ (پاکیزہ زمین) کی طرف چلتا ہی مقرر ہوا کہ مالا یدرک کلمہ لا یشترک کلمہ واللہ الحمد دفعہ وجہ (جو مکمل

حاصل نہ ہو سکے تو وہ مکمل چھوڑا بھی نہ جائے، اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہر چھوٹی اور بڑی حمد ہے۔) اسی عدد یا زودہ (گیارہ کے عدد) کی تخصیص، اس کی وجہ ظاہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((ان الله تعالى وتر يحب الوتر)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ طاق ہے طاق کو دوست رکھتا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الوتر، ج 1، ص 60، مسبوحة اس کہی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ☆  
(مسند احمد، ج 1، ص 109، مسبوحة دار الفکر، بیروت)

اور افضل الاولات و اول الاوتار (سب وتروں سے افضل پہلا وتر) ایک ہے مگر یہاں تکثیر مطلوب اور اس کے ساتھ تیسیر (آسانی) بھی ملحوظ، لہذا یہ عدد مختار ہوا کہ یہ افضل الاولات کا پہلا ارتفاع ہے جو خود بھی وتر اور مشابہت زوج سے بھی بعید کہ سوا ایک کے اس کے لئے کوئی کسر صحیح نہیں اور اس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی جو زوج حاصل ہوتا ہے زوج محض ہے نہ زوج الا وازواج کہ اس کے دونوں حصص متساویہ، خود افراد ہیں بلکہ ظو مرتبہ پر وہ بعینہ ایک ہے۔

شاہ ولی اللہ حجة اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں "الشرع لم يخص عدداً الا لحکم ترجع الی اصول، الاول ان الوتر عدد مبارك لا يجاوز عنه ملکان فيه کفایة، ثم الوتر علی مراتب، وتر يشبه الزوج کالتسعة والخمسة فانهما بعد اسقاط الواحد ينقسمان الی زوجین والتسعة وان لم تنقسم الی عددین متساویین فانها تنقسم الی ثلثة متساویة، وامام الاوتار الواحد وحيث اقتضت الحکمة ان يؤمر باكثر منها اختار عدداً يحصل بالترفع كالواحد یشرف الی احد عشر ملقطاً" ترجمہ: شرع شریف میں عدد کی تخصیص صرف ایسے حکم کے لئے کی جاتی جو کئی معانی کی طرف راجع ہوتا ہے اول، یہ وتر ایسا مبارک عدد

ہے کہ اس سے تجاوز اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک اس وتر میں کفایت موجود ہے، پھر وتر کے کئی اقسام ہیں، ایک وتر زوج کے مشابہ ہوتا ہے جیسا کہ نو اور پانچ کا عدد کہ یہ دونوں ایسے ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک ایک کو ساقط کر دیا جائے تو یہ دونوں برابر تقسیم ہو کر دو زوج بن جاتے ہیں، اور نو کا عدد خود اگر چہ دو جفت (زوج) پر تقسیم نہیں ہوتا مگر تین مساوی عددوں پر منقسم ہوتا ہے، تمام وتروں کا امام (اصل) ایک کا عدد ہے اور حکمت کا تقاضا ہو تو زیادہ عدد کا تب حکم ہوتا کہ وہ عدد بڑھ کر واحد کی طرح ہو جائے مثلاً گیارہ ہو جائے۔

(حجة البالغہ ص 1 اسرار الاعداد والصفات، ج 1، ص 100، مطبعہ المکتبہ السلفیہ، لاہور)  
اس کے بعد فقیر گدائے سرکار قادر یہ غفر اللہ لکل ذنب وخطیئہ نے سرکار غوثیت مدار سے اس عدد مبارک کے اختصاص پر بعض دیگر نکات جمیلہ عظیمہ جلیلہ پائے ہیں کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ رسالہ مبارک "ازہار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار" میں ذکر کئے۔

بالجملہ اس نماز مقدس میں اصلاً کوئی محدث و شرعی (ممانعت شرعی) نہیں، اور خود کون سا طریقہ دیانت و انصاف ہے کہ جو امر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم، مقام الہی، ملاذ العلماء، معاذ العرفاء، وارث الانبیاء، ولی اللہ، منبع الارشاد، مرجع الافراد، امام الانام، مالک الازمان، کاشف الغم، طبا الامم، قطب العلم، غوث الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں اور حضور کے اصحاب کہ بالیقین اعظم علماء واجلہ کما تھے اسے بجا لائیں اور طریقہ قطبیت اولیاء و علمائے سلسلہ عالیہ قادر یہ اسے اپنا معمول بنائیں اور ثقات علماء و کبار اولیاء اپنی تصانیف میں اسے نقل و روایت کریں اجازتیں دیں اجازتیں لیں اور منکرین مکابرین کو اصلاً قدرت نہ ہو کہ آیت وحدیث تو بڑی چیز ہے کہیں دو چار عنائد دین و فقہائے معتمدین ہی سے اس کا رد و انکار ہے اعانت کذب و اختلاق و مکابرو

و شقاق ثابت کر سکیں، ایسی جمیل چیز جلیل عزیز کو محض اپنی ہوائے نفسانی و اصول بہتانی کی بنا پر بلحاظ اصل مذہب شرک قطعی اور فاعلوں (اس پر عمل کرنے والوں)، مجوزوں (اسے جائز کہنے والوں) کو معاذ اللہ مشرک جہنمی اور بخوف اہل حق تسبیل امر کو ہارے جی سے صرف فاسق بدعتی بتائیے اور انکار ارشاد سید الاولیاء و تھلیل و تفسیق علما و عرفا کا وبال عظیم، گردن پر اٹھائیے۔

### صحابہ و تابعین سے منقول نہ ہونا

اور حضرات منکرین کا یہ کہنا کہ صحابہ تابعین سے منقول نہیں، صحابہ محبت و تعظیم میں ہم سے زیادہ تھے، ثواب ہوتا تو وہی کرتے۔

**اولاً:** وہی معمولی باتیں ہیں جن کے جواب علمائے اہلسنت کی طرف سے ہزار ہزار بار ہو چکے جسے آفتاب روشن پر اطلاع منظور ہو، ان کی تصانیف شریفہ کی طرف رجوع لائے۔

پھر امام اہل سنت رحمہ اللہ عبد نے چار کتابوں کے نام بتائے جن میں اس بات کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے، دو اپنے والد محترم مولانا تقی علی خان رحمہ اللہ عبد کی کتابیں (1) اصول الرشاد (2) اذقۃ الاثام۔ اور دو اپنی کتابیں (1) اقامۃ القیامۃ (2) منیر العین۔

**ثانیاً:** یہاں تو ان جہالات کا کوئی محل ہی نہیں، یہ نماز ایک عمل ہے کہ قضائے حاجات کے لئے کیا جاتا ہے اور اعمال مشائخ میں تجدید و احداث (نئے نئے ایجاد کرنے) کی ہمیشہ اجازت (ہے)۔

پھر اس بات کو ثابت کرنے کے لیے امام اہل سنت رحمہ اللہ عبد نے منکرین کے اکابرین کے حوالے دیئے ہیں، (جبکہ ماقبل اس بات پر قرآن و حدیث سے بھی

دلائل دیئے تھے)، دیکھا یہ آیا ہے کہ قرآن و حدیث سے جتنے مرضی دلائل دیئے جائیں، یہ لوگ شس سے مس نہیں ہوتے مگر اپنے اکابر کی بات آتے ہی ان کو پیپ لٹ جاتی ہے، چنانچہ امام اہل سنت رحمہ اللہ عبد فرماتے ہیں:

(1) شاہ ولی اللہ "بوامع" میں لکھتے ہیں "اجتہاد را در احتراع اعمال تصرفیہ راہ کشادہ است مانند استخراج اطباء نسخہائے قرابادین را این فقیر را معلوم شدہ است کہ در وقت صبح صادق تا اسفار مقابل صبح نشستن و چشم را بار سرد و درختن و میان در دا گفتن تا ہزار بار کیفیت ملکہ را قوت میدہد احادیث نفس دامن نشاند "ترجمہ جاری اعمال میں اجتہاد سے اختراع کا راستہ کشادہ ہے جیسا کہ طیب حضرات کے ہاں قرابادین کے نسخوں میں ہے اس فقیر کو معلوم ہے کہ صبح صادق تا روشنی بیٹھنا اور منہ مشرق کی طرف کرنا اور آنکھوں کو صبح کے نور پر لگانا اور یا نور ہزار بار تک پڑھنے سے قوت ملکہ حاصل ہوتی ہے اور دل کی باتوں پر آگاہی ہوتی ہے۔

(2) اسی میں ہے "چند نوع از کرامت از ہیج ولی الاماشاء اللہ منفلک نمی شود از انجملہ ظہور تاثیر در اعمال تصرفیہ او را عاملے بغیض او منتفع شوند "ترجمہ: چند کرامتیں ایسی ہیں جو کسی ولی سے جدا نہیں ہو پاتیں جن میں ایک یہ کہ اس کے جاری اعمال و وظائف کی ایسی تاثیر جو ان پر عمل پیرا کو اس کے فیض سے نفع دیتی ہے۔

خود شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور ان کے فرزند ارجمند شاہ عبدالعزیز صاحب نے ہر وقت حاجات کے لئے صد با اعمال بتائے کہ تازہ



جميع اعمال جواهر خمسہ وسند خود بيان کردند  
وايشان دريس زمانہ بکي ازان عيان مشايخ طريقہ احسنیہ  
وسطاریہ بودند وجوں کسی را اجازت می دادند او  
را دعوت رجعت نمی شود سند قال الشيخ المعمر الثقة  
حاجی محمد سعید لاہوری اخذت الطريقة الشطارية  
واعمال الجواهر الخمسة من السيفی وغیرہ عن الشيخ  
محمد اشرف لاہوری عن الشيخ عبد الملك عن الشيخ  
البايزيد الثاني عن الشيخ وجیه الدين الکجراتی عن الشيخ  
محمد غوث الکوا یاری "ترجمہ: اور نیز فقیر جب حج کے سفر میں لاہور پہنچا  
تو وہاں شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کی تو انہوں نے مجھے دعائے صفی کی اجازت  
مرحت فرمائی بلکہ انہوں نے ان تمام وظائف و اعمال کی اجازت دی جو جواہر خمسہ میں  
ہیں، اور انہوں نے اپنی سند بھی بیان کی اور آپ اس زمانہ کے مشايخ شطاریہ احسنیہ  
کے سلسلہ کے خاص بزرگوں میں سے تھے، اور جب آپ کسی کو اپنے سلسلہ کی اجازت  
دیتے تو پھر اس کو رجوع کی حاجت نہ رہتی، سند یہ ہے شیخ بزرگ باوثوق حاجی محمد سعید  
لاہوری نے فرمایا کہ میں نے سلسلہ شطاریہ اور جواہر خمسہ کے وظائف و اعمال سیفی  
وغیرہ، شیخ محمد اشرف لاہوری انہوں نے شیخ عبد الملك بايزيد ثانی سے انہوں نے وجیہ  
الدين گجراتی انہوں نے شیخ محمد غوث کوا یاری سے حاصل کئے۔

(الاشیاء می جلاصل اولیاء مفرجہ اردو ضریغہ شطاریہ، ص 138، مطبوعہ ارسی بوقی پریس، دہلی)

(5) حضرات منکرین ذرا مہربانی فرما کر جو اہر خمسہ پر نظر ڈال لیں اور اس

کے اعمال کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے دے دیں بلکہ اپنے اصولِ مذہب پر اُن اعمال کو بدعت و شرک ہی سے بچالیں جن کے لئے شاہ ولی اللہ جیسے سنی، موحد، محدثانہ

(3) جامع تر سنئے شاہ ولی اللہ کتاب ”الانبات فی سلاسل اولیاء اللہ“ میں تصریح کرتے ہیں کہ انہوں نے جو اہر خسر شیخ محمد غوث گوالیاری عبد رحمت رضوی کی سندیں اور اس کے اعمال کی اجازتیں اپنے استاذ عظم حدیث مولانا ابوطاہر مدنی شیخ محمد سعید لاہوری مرحومین سے حاصل کیں، لکھتے ہیں ”ایس فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی ہوئیدہ وایشان بعمل انجہ در جواہر خمسہ است اجازت دارند عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکروری عن الشیخ الغشاشی عن الشیخ احمد الشناوی عن السید صبغة اللہ عن الشیخ محمد عون الکوالباری وایضاً لبہا الشیخ ابوطاہر عن الشیخ احمد النخلی بسندہ الی اخرہ“ ترجمہ اس فقیہ نے شیخ ابوطاہر کردی کے ہاتھ سے خرقہ پہنا اور انہوں نے جو اہر خسر کے تمام وظائف کی اجازت دی یہ اجازت ان کو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اور ان کو اپنے شیخ احمد قشاشی سے اور ان کو شیخ احمد شناوی اور ان کو سید صبغة اللہ سے ان کو شیخ وجیہ الدین علوی جہراقی سے ان کو شیخ محمد غوث گوالیاری سے۔ نیز خرقہ پایا شیخ ابوطاہر نے احمد نخلی سے ان کی آخری سند تک۔

[illegible]

(4) مزید لکھتے ہیں "وایضا ابس فقیر در سفر حج چوں بہ

لاهور سید و دست بوس شیخ محمد سعید لاہوری  
دریافت ایشار اجازت دعائیہ سیفی دادند یار اجازت

سند لیتے اور اپنے مشائخ حدیث و طریقت سے اجازت حاصل کرتے ہیں زیادہ تر یہی یہی دعائے سیفی جس کی نسبت شاہ ولی اللہ نے لکھا کہ میں اپنے شیخ سے اخذ (حاصل) کی اور اجازت لی، اسی کی ترکیب میں ملاحظہ ہو کہ جو ہر خمرہ میں کیا لکھا ہے ”ناد علی ہفت بادریاسہ بادیابکبار بخواند و آن اینست ناد علیا مظهر الحجاب تجده عونالك في النوانب كل هم وغمر سینجلی بولا یتک باعلی باعلی باعلی“ ترجمہ: ناد علی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھو اور وہ یہ ہے: پکار علی کو جو عجب کے مظہر ہیں تو ان کو اپنے مصائب میں مددگار پائے گا، ہر پریشانی اور غم ختم ہوگا آپ کی مدد سے یا علی یا علی۔

(فتوح الغیب نمبر ۱۰۱۰ حواہر حسہ، ترجمہ اردو ص 435 ناد علی کتاب مشیخہ دارالاشیاف کراچی)

پھر امام اہل سنت رحمہ اللہ نے منکرین کی دوغلی پالیسی (کہ اپنے کے لیے اور فتویٰ اور دوسروں کے لیے اور فتویٰ) کو ظاہر کرنے کے لیے ان سے ایک سوال پوچھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

**مسئلہ:** اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لُبِّيْنَهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْفُرُوْنَ﴾ ترجمہ: اور جب خدا نے عہد لیا ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی اسے صاف بیان کر دیں گے لوگوں سے اور چھپائیں گے نہیں۔

(بہ سورہ اٰن عمران، آیت 187)

اب کیا فرماتے ہیں علمائے ملت نجد یہ ہدایہم اللہ تعالیٰ الی العلة الحنفیة (اللہ تعالیٰ ان کو حق کی طرف رجوع کرنے والی ملت کی طرف رہنمائی کرنے) کہ جو لوگ ناد علی پڑھیں، پڑھائیں، سیکھیں، اس کی سندیں دیں، اجازتیں

لائیں، اس کے سلسلے کو سلاسل اولیاء اللہ میں داخل کر جائیں، اس کے حکم دینے والوں کو ولی کامل بتائیں اپنا شیخ و مرشد مرجع سلسلہ بتائیں، ان میں بعض کو بلفظ ثقہ و اعیان مشائخ ان کی ملاقات کو بیکلمہ دست بوس تعبیر فرمائیں، انہوں نے غم و مصیبت و رنج و آفت کے وقت یا علی یا علی کہتا رہا رکھا یا نہیں اور اسے ورد و وظیفہ بنایا یا نہیں اور غیر خدا کو خدا کا شریک فی العلم و شریک فی التصرف ٹھہرایا یا نہیں اور وہ اس سبب سے مشرک کافر، بے ایمان، جہنمی ہوئے یا نہیں پھر جو ایسوں کو اپنا پیر جائیں عالم اُمت، حامی سنت و قطب زماں و مرشد دوراں مانیں (جیسے جناب شاہ عبدالعزیز صاحب) انہیں مقتدائے دین و پیشوائے مسلمین بتائیں ان کے علم و افضال و عرفان و کمال پر سچے دل سے ایمان لائیں (جیسے تمام اصاغر و اکابر حضرات و بابیہ) انہیں سید اکمل سید العلماء و قطب المحققین، فخر العرفاء، المکملین، علمہم باللہ و قبلہ ارباب تحقیق و کعبہ اصحاب تدقیق و قدوة اولیاء و بدو ارباب صفا، بلکہ امام معصوم و صاحب وحی تشریفی ٹھہرائیں (جیسے میاں اسماعیل دہلوی) ان سب صاحبوں کی نسبت کیا حکم ہے یہ حضرات ایک مشرک شرک جو شرک پسند، شرک آموز کو پیر و پیشوا و امام و مقتدا بنا کر سید العلماء و مقبول خدا بنا کر خود بھی کافر و مشرک و مستحق عذاب الیم و مہلک ہوئے یا نہیں اور ان پر بھی مسئلہ الرضاء بالکفر کفر (کفر پر رضامندی کفر ہے) و مسئلہ من شئت فی کفرہ و عذابہ فقد کفر (جس نے اس کے کفر اور اس کے عذاب پر شک کیا وہ کافر ہو گیا) و حکم آ یہ کریمہ و من یتولہم منکم فانه منہم (تم میں سے جو جس سے محبت کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہوگا)، و حدیث صحیح ((المرء مع من احب)) (آدی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے)

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب علامة الحب فی القہج 2، ص 911 مطبوعہ فدیمی کتب خانہ، کراچی)

جاری ہوگا یا نہیں، بیوقوفوں اور اجروا (جواب دوا جریاؤ گے)۔

تیسری یہ توجہ معترضہ تھا پھر اصل بحث یعنی دربارہ اعمال تجدید و اختراع کی طرف چلے:

(6) یہی شاہ ولی اللہ صاحب اسی انتخاب میں قضائے حاجات کے لئے ختم خواجگان چشت دریں (در لزم) کی ترکیب بتاتے اور اس کے آخر میں یوں فرماتے ہیں "ولا مریبہ درود بخواند ختم کنند و ہر قدرے شہرینی فاتحہ ہنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدائے تعالیٰ سوال نمایند ہمیں طور ہر روز میخوانند باشند ان شاء اللہ در ایام معدودہ مقصود بحصول انجامد" ترجمہ: دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر ختم دیں اور کچھ شیرینی پر خواجگان چشت کی فاتحہ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کریں، یہ عمل روزانہ کریں ان شاء اللہ چند روز میں مقصود حاصل ہو جائے گا۔

(الانشاء فی سلاسل اولیاء اللہ ذکر شریفہ جنہ خواجگان چشت، ص 100، مضموعہ ارمی نرفی پریس، دہلی)

(7) مرزا مظہر جانجانا صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں "دعائے حزب البحر و ظیفہ صبح و شام و ختم حضرات خواجگان دریں (در لزم) ہر روز بجهت حل مشکلات باید خواند" ترجمہ: حزب البحر شریف کا وظیفہ صبح و شام اور روزانہ خواجگان (در لزم) کا ختم مشکلات کے حل کے لئے پڑھیں۔

(ملفوظات مرزا مظہر جانجانا، از مجموعہ کلمات طبیات ملفوظات، ص 74، مطبوعہ مطبع مجنبتی، دہلی)

(8) دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں "ختم خواجہا رضی اللہ تعالیٰ عنہم

و ختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر روز بعد حلقہ صبح لازم گیرید" ترجمہ: ختم خواجگان اور ختم حضرت مجدد صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) صبح حلقہ ذکر کے بعد ضروری کریں۔

(مکتوبات از مجموعہ کلمات طبیات ملفوظات، مکتوب دست و بیستم، ص 41، 42، مطبوعہ مطبع مجنبتی، دہلی)

(9) مکتوب آخر میں کہتے ہیں "ختم حضرت خواجہا و ختم

حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز اگر یاراں جمع آیند بعد از حلقہ صبح ہراں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشائخ ست و فائدہ ہستاد و برکت ہے شمار دارد" ترجمہ: ختم خواجگان و ختم حضرت مجدد صاحب رضی اللہ عنہم صبح کے حلقہ ذکر کے بعد پابندی سے کریں کیونکہ یہ مشائخ کے معمولات میں سے ہے بہت مفید اور بابرکت ہے۔

(ملفوظات از مجموعہ کلمات طبیات ملفوظات تصانیع و وصایا، ص 92، مطبوعہ مطبع مجنبتی، دہلی)

(10) اور مرزا صاحب موصوف کے معمولات مستفی بہ معمولات مظہری سے

اس کی ترکیب یوں منقول "اول دست برداشتہ سورہ فاتحہ بکبار بخواند" پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھیں۔

(معمولات مظہری، حاشیہ بر عبارت مذکورہ، ص 92، مطبوعہ مطبع مجنبتی، دہلی)

(11) اخیر میں لکھا "بعد ازاں از جناب خدائے عز و جل حصول

مطالب بتوسل این بزرگواراں باید خواست و تاسر انجام مقصود مداومت باید نمود" ترجمہ: اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت

کے حصول کے لئے ان بزرگوں کے توسل سے دعا کرنی چاہئے تاکہ انجام میں دائمی طور پر مقصد ظاہر ہو جائے۔

(معمولات، مظہری، المجمعۃ کلمات طبیات، محاسبہ بر خیرات، مدکور، تصدیق و وحلیا، ص 92، مطبوعہ مطبعہ معتمدی، دہلی)

ان صاحبوں سے کوئی نہیں کہتا کہ یہ طریقے قرون ثلاثہ میں کہاں منقول ہیں، ان میں کچھ ثواب یا تقرب الی اللہ کی امید ہوتی تو صحابہ ہی بجالاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فاتحہ شیرینی پر دلاتے واللہ الحمد للہ علی وضوح الحق (حق کے واضح ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے)۔

**ثالثاً:** خیر صلوٰۃ الاسرار شریف تو ایک عمل لطیف ہے کہ مبارک بندہ اپنے حصول اغراض و دفع اعراض کے لئے پڑھتا ہے مزاج پر سی ان حضرات کی ہے جو خاص امور ثواب و تقرب رب الارباب (رب تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے) میں جو محض اسی نیت سے کئے جاتے ہیں ہمیشہ تجدید و اختراع کو جائز مانتے اور ان محدثات (نئے کاموں) کو ذریعہ وصول الی اللہ (اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ) جانتے ہیں وہ کون، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، مرزا مظہر جانجانا، شیخ مجدد الف ثانی، مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی خرم علی بلہوری وغیرہم جنہیں منکرین بدعتی و کمرہ کہیں تو کس کے ہو کر رہیں۔

(1) خود شاہ ولی اللہ قول الجہیل میں اپنے اور اپنے پیران مشائخ کے آداب طریقت و اشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھتے ہیں ”ثم یثبت تعین الاداب ولا تلک الاشغال“ ترجمہ: یہ خاص آداب و اشغال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوئے۔

(القول الجہیل مع شفاء العلیل، گاروبی، فصل، ص 173، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی،

کراچی)

(2) شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ قول الجہیل میں فرماتے ہیں ”اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات و میات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے (الی قولہ) تو اس کو یاد رکھنا چاہئے انتہی بترجمہ البلہوری۔“

(شفاء العلیل بترجمہ النور العجیل، جونہی فصل، ص 52، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

(3) مولوی خرم علی صاحب مصنف نصیح المسلمین اسے نقل کر کے لکھتے ہیں ”یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات یہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ کم فہم سمجھتے ہیں۔“

(شفاء العلیل بترجمہ النور العجیل، جونہی فصل، ص 52، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

(4) اور سنئے اسی قول الجہیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ رحمہم (فقہاء و علماء عہد میں تصور شیخ کی ترکیب لکھی کہ ”نالشہا الرابطة بشیخہ فاذا صحبہ خلّی نفسہ من کل شیء الامحبتہ و ینتظر لمامیغیض منہ و اذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورۃ بین عینہ بوصف المحبة و التعظیم فتفید صورۃ ماتفید صحبتہ“ یعنی تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کارابطہ شیخ ہے جب شیخ کی صحبت میں ہو تو اپنا دل اس کی محبت کے سوا ہر چیز سے خالی کرے اور فیض کا منتظر ہو اور جب شیخ غائب ہو تو اس کی صورت اپنے پیش نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اس کی صحبت دینی تھی اب یہ صورت دے گی۔

(القول الجہیل مع شفاء العلیل، جونہی فصل، طریقہ مراقبہ بسیط، ص 80، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

(5) شفاء العلیل میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا ”حق یہ ہے کہ



سب راہوں سے پیراہ زیادہ قریب ہے۔"

(انقول الجمیل مع شفاء العلیل مجنبی فصل طریقہ مراقبہ سیف ص 80، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اب کون کہے کہ یہ وہی راہ ہے جسے آپ کے سچے معتقدین ٹھیک بت پرستی بتائیں گے۔

(6) مرزا صاحب نے اگرچہ کتاب وسنت کو طرق حادثہ سے افضل مانا اور بے شک ایسا ہی ہے مگر ان کے بھی مباح و مفید ہونے کی تصریح فرمائی، مکتوب میں لکھتے ہیں "ذکر جہر یا کیفیات مخصوصہ و نیز مراقبات باطوار معمولہ کہ در قرون مناخرہ دواج یافتہ از کتاب و سنت ماحوز نیست بلکہ حضرات مشایخ بطریق الہام و اعلام از مبدئہ فیاض اخذ نموده اند و شرع ازاں ساکت ست و دائرہ اباحت و فائدہ ہائے در اں متحقق و انکسار آن ضرور دے" ترجمہ: آخری زمانہ جو ذکر بالجہر مخصوص کیفیت کے ساتھ ہو رہا ہے نیز مراقبات جن کا عمل جاری ہے یہ کتاب وسنت سے ماحوز نہیں بلکہ یہ مشائخ کرام نے بطور الہام مبدئہ فیاض سے پایا ہے اور شریعت اس کے منع پر خاموش ہے لہذا یہ دائرہ اباحت میں داخل ہے اس میں فائدہ ہے اس کا انکار ضروری نہیں۔

(مکتوبات مرزا مظہر جانجناں، از مجموعہ کلمات طبیات، مکتوب یازدہم ص 23، مطبوعہ مطبع مجنبانی، دہلی)

(7) انہیں کے ملفوظات میں ہے "حضرت مجدد رومیؒ فرماتے ہیں کہ طریقہ نو بیان نموده و مقامات و کمالات طریقہ خود بسیار تحریر فرمودہ و در اں مقامات هیچ شبہ نیست کہ باقرار

ہزاراں علماء عقلاء بتواتر رسیدہ" ترجمہ: حضرت مجدد صاحب نے نئے طریقے بیان فرمائے ہیں اور اپنے طریقہ کے کمالات و مقامات کو خوب بیان فرمایا ہے، ان مقامات میں کوئی شک و شبہ نہیں کیونکہ ہزاروں علماء و عقلاء نے اس کی تصدیق فرمائی ہے جو تواتر کو پہنچی ہے۔

(مکتوبات مرزا مظہر جانجناں، از مجموعہ کلمات طبیات، ص 70، مطبوعہ مطبع مجنبانی، دہلی)

(8) اسی میں ہے "حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طریقہ جدیدہ بیان نموده اند و در تحقیق اسرار معرفت طرز خاص دارند مثل ایشان در محققان صوفیہ کہ جامع ازند در علم ظاہر و باطن و علم نو بیان کردہ اند چند کس گزشتہ باشند" ترجمہ: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جدید طریقہ بیان فرمایا ہے وہ معرفت کے اسرار کی تحقیق میں خاص طرز رکھتے ہیں اور یہ ان چند محقق صوفیوں میں سے ہیں جنہوں نے ظاہری و باطنی علوم جمع فرمائے اور نئے علوم بیان کئے ہیں ایسے چند بزرگ ہوئے ہیں۔

(مکتوبات مرزا مظہر جانجناں، از مجموعہ کلمات طبیات، مکتوبات ص 83، 84، مطبوعہ مطبع مجنبانی، دہلی)

(9) میاں اسماعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں "اشغال مناسبہ مروت و ریاضات ملائمہ مرقون جدا جدا می باشند و لہذا محققان مروت اذا کابر مروت در تجدید اشغال کوشش کیا کردہ اند بناء علیہ مصلحت دید وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب ازین کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب این وقت است تعیین کردہ شود" ترجمہ: مروت

کے مناسب وظائف اور ہر زمانہ کے لائق ریاضتیں جدا جدا ہیں لہذا ہر زمانہ کے محققین نے ہر سلسلہ کے اکابرین سے نئے وظائف حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اس بنا پر میں نے مصلحت دیکھی کہ وقت کا تقاضا ہے کہ اس کتاب کا ایک باب نئے وظائف و اعمال میں جو اس وقت کے مناسب ہوں، کے لئے معین کروں۔

(اصراط مستقیم، مبین باب اول، ص 7، مطبوعہ مکتبہ سلیمان، لاہور)

اب خدا جانے یہ حضرات بدعتی کیوں نہ ہوئے اور انہیں خاص ان امور دینیہ میں جو محض تقرب الی اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں نئی باتیں جو قرآن میں حدیث میں نہ صحابہ میں نہ تابعین میں، نکالنی اور عمل میں لانی اور ان سے امید وصول الی اللہ رکھنی، کس نے جائز کی۔

یہاں بھی امام اہل سنت رحمہ اللہ جب نے منکرین کی دورنگی واضح کرنے کے لیے ان سے ایک سوال کیا ہے:

**مسئلہ** مَنْ سُنِدَ عَنْ عِلْمِهِ فَكَتَمَهُ الْجَمْعُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُلْجَأُ مِنْ نَارِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے کوئی علمی بات پوچھی جائے وہ اسے چھپائے اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے آگ کی لگام دے گا۔

(حسن ابو داؤد باب کتابہ منہ العلم، ج 2، ص 159، مطبوعہ مکتبہ دار الفکر، بیروت) (ترمذی باب کتاب العلم، ج 2، ص 89، مطبوعہ مکتبہ علمیہ، بیروت)

اب کیا فرماتے ہیں علمائے ملت اسمعیلیہ ہذہم اللہ تعالیٰ انہی الشریعة الحقہ الابراہیمیہ (اللہ تعالیٰ شریعت حقہ ابراہیمیہ کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے) کہ دین خدا میں ایسی نئی باتیں نکالنا اور یہ اقرار کر کے کہ کتاب و سنت سے اس کا ثبوت نہیں ان پر عمل کرنا اور انہیں موجب ثواب و قرب رب الارباب

تجھنا بدعت سیئہ شیعہ ہے یا نہیں، اور یہاں حدیث ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) ترجمہ: جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔

(مسحیح بخاری، کتاب الطہار، ج 1، ص 371، مطبوعہ فدیمی کتب خانہ، کراچی)

اور حدیث ((كُلُّ بَدْعٍ ضَلَالَةٌ)) ترجمہ: ہر بدعت گمراہی ہے۔

(مسحیح مسلم، کتاب الجمعہ، ج 1، ص 285، مطبوعہ نور محمد امین المطابع، کراچی)

((وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

(درمستور، منہج ابنہ من سہدی اللہ فیہو السنہ، ج 3، ص 147، مطبوعہ منشورات مکتبہ آیہ اللہ، ایران)

اور حدیث ((شَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا)) ترجمہ: سب سے بری بات نئے

امور ہیں۔ (مسحیح مسلم، کتاب الجمعہ، ص 285، مطبوعہ نور محمد امین المطابع، کراچی)

اور حدیث ((أَصْحَابُ الْبِدْعِ كَلَابِ أَهْلِ النَّارِ)) ترجمہ: بدعت والے

جہنم کے کتے ہیں۔

(کرامت العسل، فصل فی البدع، ج 1، ص 218، مطبوعہ مؤسسة الرسالة، بیروت)

وارد ہوں گی یا نہیں، اور جن صاحبوں نے یہ باتیں ایجاد فرمائیں آپ کیسے،

اور ان سے کرائیں، کتابوں میں لکھیں، زبانی بتائیں، حسب تصریح تقویۃ الایمان ان

کے اصل ایمان میں خلل آیا یا نہیں، اور وہ بدعتی، فاسق، مخالف سنت قرار پائے یا نہیں،

اور ان سے کہا جائے گا یا نہیں کہ صحابہ ثواب و حسنات پر تم سے زیادہ حریص تھے بھلائی

ہوتی تو وہی کر جاتے، اور میاں بشیر قنوجی یہاں بھی ہیئت عبادات کو تو قیفی بتائیں

گے یا نہیں، پھر جو لوگ ان صاحبوں کو امام و پیشوا جانتے اور ان کی مدح و ستائش میں

حد سے زیادہ غلو کرتے ہیں (جیسے شاہ ولی اللہ مداح و معتقد مرزا مظہر صاحب اور شاہ

عبدالعزیز و صاف و مرید شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل غلام و بادخواں ہر دو شاہ

صاحب اور تمام حضرات و بابیہ مداحین و معتقدین جمیع صاحبان مذکورین (ان سب کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا بحکم حدیث (مَنْ وَقَرَ صَاحِبَ بَدْعٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلَى هَذِهِ الْاِسْلَامِ) ترجمہ: جس نے بدعت والے کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی۔

(مسئوۃ المتعصبین باب الاعتصام بالنسبہ، فصل سوم، ص 31، مطبوعہ مطبع مجتہدی، دہلی)

یہ سب کے سب قصر اسلام کے ڈھانے والے ہوئے یا نہیں، یا یہ احکام صرف مجلس میلاد وغیرہ انہیں امور کے لئے ہیں جن میں محبوبان خدا کی محبت و تعظیم ہو باقی سب حلال و طیب، اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے کہ تصویر برزخ کو اتنا پسند کیا کہ اسے سب سے زیادہ قریب تر راستہ خدا کا بتایا اور مولوی خرم علی صاحب نے اسے نقل کر کے مسلم رکھا، یہ دونوں صاحب مع اصل کاتب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب پھر ان صاحبوں کے معتقدین و مداح سب کے سب مشرک و شرک پرست ٹھہرے یا نہیں، یا یہ حضرات احکام شرع سے مستثنیٰ ہیں، اور تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان وغیرہما کی آیتیں حدیثیں صرف مؤمنین اہل سنت کو جو خاندان عزیزی سے نہ ہوں معاذ اللہ مشرک بدعتی بنانے کے لئے اتری ہیں، بیسوا تو جسروا (جواب دواجر پاؤ گے)۔

سبحان اللہ ان صاحبوں کے یہ احداث و اختراع (نئے نئے کام) سب مقبول ہوں، اور ناجائز و بدعت ٹھہرے تو وہ نماز جو حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قضائے حاجات کے لئے ارشاد فرمائی، عین تفاوت و کجاست تاب کجا (دیکھ راستہ کہاں سے کہاں تک ٹیڑھا ہے)۔

حق جہد و علا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور اپنے محبوبوں کی جانب میں معاذ اللہ بدعتیہ نہ کرے خصوصاً حضور سید المحبوب المظلومین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رحمہم ارحم الراحمین۔ یہ ہے جو اس گدائے سرکار فیض بار قادر یہ پر برکات و نعمات حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فائز ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً، ج 7، ص 570 تا 630، مضافاً بابتیں، لاہور)

## فصل ششم: گیارہویں شریف

**سوال:** گیارہویں شریف کیا ہے؟

**جواب:** ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہرمہینہ کی گیارہویں کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، یہ ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو، عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 644، مکتبہ المدینہ، کراچی)

**سوال:** گیارہویں شریف کے جواز پر کیا دلائل ہیں؟

**جواب:** گیارہویں شریف ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے اور ایصالِ ثواب قرآن و حدیث اور ائمہ دین سے ثابت ہے۔ ایصالِ ثواب پر کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

## ایصالِ ثواب پر دلائل

### قرآن مجید سے ثبوت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ ترجمہ: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

(آیت 28، سورہ حشر، آیت 10)

اس آیت میں فوت شدہ مسلمان بھائیوں کے لیے دعا کا ذکر ہے، جس طرح مسلمانوں کی دعاؤں سے فوت شدگان کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مسلمانوں کے دیگر نیک اعمال اور ان کے ایصالِ ثواب سے بھی ان کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾

ترجمہ: اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچھٹیں (بچپن) میں پالا۔

(آیت 15، سورہ اسراء، آیت 24)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرآن مجید میں ہے ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

(آیت 13، سورہ اسراء، آیت 41)

جس طرح اولاد کی دعا سے والدین کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح اولاد کے ایصالِ ثواب سے بھی والدین کو فائدہ پہنچتا ہے۔

### میت کی طرف سے صدقہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے ﴿عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي أَتَيْتُ نَفْسَهَا، وَأَطْنَمْتُ لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ، فَقُلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ﴾ ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئیں اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو تصدق کرتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب پہنچے گا، فرمایا: ہاں۔

(صحیح بخاری، کتاب موت الفقہاء، ج 2، ص 102، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

(مسند امام حنبل، کتاب الوصایا، ج 2، ص 696، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

### میت کی طرف سے باغ کا صدقہ

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((أَنَّ سَعْدَ بْنَ عَبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَفَّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ نَبِيُّ رَسُولِ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تَوَفَّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيْنَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ



بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي أَشْهَدُكَ أَنَّ حَانِطِي الْمُخْرَافَ صَدَقَهُ عَلَيْهِمَا)) ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فوت ہو گئیں اور وہ موجود نہ تھے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ میری غیر موجودگی میں وفات پا گئیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو فائدہ پہنچے گا؟ فرمایا: ہاں، انہوں نے عرض کیا: میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا بھٹوں والا باپ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا۔

(صحیح بخاری، باب اذا قال ارسلني او سمي باسمي، ج 4، ص 7، مطبوعہ دار توفيق للحاد)

### نیک اولاد جو دعا کرے

صحیح مسلم میں ہے ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین صورتوں میں اسے مرنے کے بعد بھی عمل کا ثواب ملتا ہے: ایک صدقہ جاریہ کی صورت میں، دوسرا نفع والا علم اور تیسرا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

(صحیح مسلم، باب ما ينجى الإنسان من الثواب بعد وفاته، ج 3، ص 1255، دار احیاء التراث العربی بیروت)

### مرنے کے بعد ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((أَنَّ مِمَّا يُلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَمِلَهُ وَنَشْرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَثَهُ، أَوْ مَجْدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا

لِلَّذِينَ السَّبِيلُ بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يُلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ)) ترجمہ: بے شک مومن کو مرنے کے بعد اس کے اعمال اور نیکوں میں سے جن کا ثواب پہنچتا ہے ان میں سے وہ علم جو اس نے سکھایا اور پھیلایا، نیک اولاد جو اس نے چھوڑی، قرآن مجید جو وراثت میں چھوڑا، جو مسجد اس نے بنوائی، جو مسافر خانہ اس نے بنوایا، جو نہر اس نے کھدوائی، اور جو اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال سے صدقہ کیا مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب اسے ملتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ثواب معلم الناس الخير، ج 1، ص 88، دار احیاء الکتاب العربیہ بیروت)

### یہ ام سعد کے لیے ہے

سنن ابی داؤد میں ہے ((عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَتَى الصَّدَقَةَ أَفْضَلَ؟ قَالَ: الْمَاءُ، قَالَ: فَحَفَرْتُ بَنَاءً، وَقَالَ: هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ)) ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ام سعد وفات پا گئی ہیں، کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: پانی، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ سعد کی والدہ (کے ایصالِ ثواب) کے لیے ہے۔

(سنن ابی داؤد، فی فضل سفی الماء، ج 2، ص 130، المكتبة العصرية بیروت)

### امت کی طرف سے قربانی

سنن ابی داؤد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((قَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّابِحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَبَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَّابَيْنِ، فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِثْلَةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا

مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَهٗ وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمِّهِ بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهِ أَكْبَرُ  
 ثُمَّ دَبَّحَ) ترجمہ: قربانی کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سینگوں والے سرمی  
 خسی مینڈھے ذبح کیے، جب آپ نے انہیں قبلہ رخ گرایا، تو یہ دعا پڑھی: اِنِّیْ وَجَّهْتُ  
 وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرٰهیمَ حَنِیْفَہٗ وَمَا اَنَا مِنَ  
 الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَاىَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا  
 شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذَٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ، (پھر کہا)  
 محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت کی طرف سے، اللہ کے نام کے ساتھ، اور اللہ  
 سب سے بڑا ہے اور پھر ذبح فرمایا۔

(سنن ابی داؤد، باب ما یتستحب من الضحایا، ج 3، ص 95، المكتبة المعصرہ بیروت)

سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرمائی  
 ہیں ((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ بِکَبْشٍ اَقْرَنَ یَطْأُ فِی سَوَاوٍ وَیَنْظُرُ فِی  
 سَوَاوٍ وَیَبْرُکُ فِی سَوَاوٍ فَاقْبٰی بِہٖ فَضَحٰی بِہٖ فَقَالَ یٰہَا عَائِشَةُ هَلُمِّی الْمُدِیۃَ ثُمَّ  
 قَالَ: اَشْحِذِیْہَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ فَاَخَذَهَا وَاَعَدَّ الْکَبْشَ فَاَضْجَعُوْہُ وَذَبَحَہُ  
 وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ ثُمَّ  
 ضَحٰی بِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مینڈھے کا فرمایا  
 جو کہ سینگوں والا ہو، سیاہی میں چلا ہوں (یعنی پاؤں سیاہ ہوں)، سیاہی میں دیکھتا  
 ہوں اور سیاہی میں بیٹھتا ہوں۔ ایسا مینڈھا قربانی کے لیے لایا گیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! چھری لاؤ، پھر فرمایا: اسے پتھر کے ساتھ تیز کرو،  
 (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) میں نے ایسا کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 چھری اور مینڈھے کو پکڑا، مینڈھے کو ذبح کرنے کے لیے کروٹ کے بل لٹایا اور یہ  
 دعا پڑھی: اللہ تعالیٰ کے نام سے، اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل اور ان

کی امت کی طرف سے قبول فرما، پھر قربانی فرمائی۔

(سنن ابی داؤد، باب ما یتستحب من الضحایا، ج 3، ص 95، المكتبة المعصرہ بیروت)

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی

سنن ابی داؤد ہی میں ہے، حضرت حنظل کہتے ہیں ((رَأٰیْتُ عَلَیْہَا یُضَحِّی  
 بِکَبْشَیْنٍ فَقُلْتُ لَہٗ مَا ہٰذَا؟ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَبَحَ اَوْصَابِیْ اَنْ  
 اُضْحٰی عَنْہُ فَاَنَا اُضْحٰی عَنْہُ) ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو  
 دو مینڈھے ذبح کرتے دیکھا، میں نے عرض کیا: یہ کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ذبح نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں، لہذا میں ان  
 کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد، باب الاضحیۃ عن النبی، ج 3، ص 94، المكتبة المعصرہ بیروت)

### میت کی طرف سے حج

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((اَنَّ  
 امْرَاۃً مِنْ جَہَنَّمَ جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: اِنَّ اُمِّی نَذَرَتْ اَنْ  
 تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰی مَاتَتْ، اَفَاَحْجُّ عَنْہَا؟ قَالَ: نَعَمْ حُجِّی عَنْہَا اَرَاَیْتَ لَوْ کَانَ  
 عَلَیْ اُمِّکَ دِیْنٌ اُكْتُبُ قَاضِیۃً؟ اَقْضُوا لِلّٰہِ اَحَقُّ بِالْوَقَافِ) ترجمہ: جہنم قبیلے  
 کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری  
 والدہ نے حج کی نذر مانی تھی اور حج کیے بغیر فوت ہو گئی ہیں، کیا میں ان کی طرف سے  
 حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں! تم ان کی طرف سے حج کرو، تمہارا کیا خیال ہے اگر  
 تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں، تو اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرو، اللہ تعالیٰ  
 زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔

(صحیح بخاری، باب الحج والذکر، ج 3، ص 18، مطبوعہ دار طوق النجاة)

سنن نسائی میں ہے ((عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ أَنَّ أُمْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ دَنَعَ عَنْ أَبِيهَا مَاتَ وَلَمْ يَحْيَ قَالَ: حُجِّي عَنْ أَبِيكَ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد کے بارے میں سوال کیا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا؟ فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔

(سنن نسائی، المعجم عن الميت الذي لم يحج، ج 5، ص 118، مكتبة المطبوعات الإسلامية، حلب)

### میت کا درجہ بلند ہوتا ہے

امام بخاری "الادب المفرد" میں نقل کرتے ہیں ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تَرْفَعُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ مَوْتِهِ دَرَجَتُهُ. فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّهِ أَتَى شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ؟ فَيُقَالُ: وَلَكَ ذَلِكَ اسْتَغْفَرَ لَكَ)) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مرنے کے بعد میت کا درجہ بلند کیا جاتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! یہ درجہ کیسے بلند ہوا، فرمایا جاتا ہے: تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔

(الادب المفرد، باب بر الوالدین بعد موتہما، ج 1، ص 28، باب دار البیضاء الاسلامیہ بیروت)

مسند احمد بن حنبل میں یہی روایت مرفوعاً ہے ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ عز وجل ليرفعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ أُنْصِرْ لِي هَذِهِ؟ فَيَقُولُ: بِاسْتِغْفَارِكَ لَكَ)) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عز وجل نیک بندے کا جنت میں درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! یہ درجہ کیسے بلند ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 16، ص 356، مؤسسة

(الرسالة البيروت)

### جب بھی صدقہ کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا تَصَدَّقْتَ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا أَنْ يَجْعَلَهَا عَنْ أَبِيهِ فَيَكُونُ لَهَا أَجْرُهَا وَلَا يَنْتَقِصُ مِنْ أَجْرِ شَيْئٍ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی نفعی صدقہ کرے اور وہ اپنے والدین کی طرف سے کرے تو اس کے والدین کو اجر ملے گا اور اس کے اجر میں سے بھی کم نہیں ہوگا۔

(معجم الزوائد، باب الصدقة على الميت، ج 3، ص 138، مكتبة القدسي، القاهرة)

### مردوں کے لیے زندوں کا تحفہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْفَرِيقِ الْمُتَفَوِّتِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةَ تَلَحُّقَهُ مِنْ أَبِي أَوْ أُمِّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ، فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَإِنَّ اللَّهَ عز وجل لمدخل على أهل القبور من دُعاء أهل الأرض أمثال الجبال، وَإِنَّ هَدْيَةَ الْأَحْمَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ اسْتَغْفَارُ لَهُمْ)) ترجمہ: مرنے والا شخص قبر میں ڈوبنے والے، فریاد کرنے والے کی طرح ہوتا ہے، وہ ماں باپ، بھائی، دوست کی دعا کا انتظار کرتا ہے، جب اسے یہ دعا پہنچتی ہے تو وہ اسے دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے محبوب ہوتی ہے اور بے شک اللہ عز وجل دنیا والوں کی دعا سے قبر والوں کے پاس پہاڑ کی مثل (نور و رحمت) داخل فرماتا ہے، بے شک زندوں کا مردوں کے لیے تحفہ ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔

(شعب الایمان، فصل فی حفظ حق الوالدین بعد موتہما، ج 10، ص 300، مكتبة التراث الإسلامي والتوزيع، الرياض، مكتبة المعاصير، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث، ج 2، ص 728، المكتبة الإسلامية، بيروت)

## ایصالِ ثواب کے لیے نفلی نماز، روزہ

حدیث پاک میں ہے ((إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِأَبَوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَتَصُومَ لَهْمَا مَعَ صَوْمِكَ)) ترجمہ: بے شک نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ (ایصالِ ثواب کے لیے) اپنے والدین کے لیے (نفل) نماز پڑھو اور اپنے روزوں کے ساتھ (ایصالِ ثواب کے لیے) والدین کے لیے بھی روزے رکھو۔

(صحیح مسلم، باب فی ان الاسناد من الدین، ج 1، ص 16، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

## میت کی طرف سے کفارہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوْصَ، فَهَلْ يَكْفُرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ)) ترجمہ: ایک آدمی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میرے والد وفات پا گئے ہیں، مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے گناہوں کا کفارہ بنے گا؟ فرمایا: ہاں۔

(صحیح مسلم، باب وصول ثواب الصدقات الی المیت، ج 3، ص 1254، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

## جو قبرستان سے گزرے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت ہے ((مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) أَحَدَى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بَعْدَ الْأَمْوَاتِ)) ترجمہ: جو شخص قبرستان سے گزرے اور سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو ایصال کرے تو اس شخص کو تمام مردوں کے برابر اجر دیا جائے گا۔

(کنز العمال، راوی عن علی، ج 15، ص 655، مؤسسة الرسالة، بیروت، سورۃ الاخلاص، باب دق)

المیت، ج 3، ص 1228، دار الفکر، بیروت)

## قبر کشادہ ہوگئی

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِينَ تَوَفَّى، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَسُويَ عَلَيْهِ، سَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَبَّحْنَا طَوِيلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ سَبَّحْتَ؟ ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ: لَقَدْ تَضَاقَقَ عَلَيَّ هَذَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ قَبْرُهُ حَتَّى فَرَّجَهُ اللَّهُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی طرف نکلے، جب ان کو قبر میں رکھا گیا اور قبر اوپر سے برابر کر دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی، ہم نے بھی طویل تسبیح پڑھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی، ہم نے بھی تکبیر پڑھی، کہا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس وقت تسبیح اور پھر تکبیر کیوں پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (تسبیح و تکبیر کی برکت) اسے کھول دیا۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، ج 23، ص 158، مؤسسة الرسالة، بیروت، الامتنان)

(المصباح، باب انباء عذاب القبر، الفصل الثالث، ج 6، ص 49، المكتبة الاسلامی، بیروت)

## قراءت کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَالْهَآكُمُ التَّكْوِيْنُ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتَ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، كَأَنَّهُمْ شَفَعَاءُ لِي إِلَى اللَّهِ تَعَالَى)) ترجمہ: جو



قبرستان میں داخل ہو پھر سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور سورۃ نکاح پڑھے اور پھر کہے: میں نے کلام الہی میں سے جو قرأت کی اس کا ثواب قبرستان کے مومنین اور مومنات کو ایصال کرتا ہوں تو وہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے شفیع ہوں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن الميت، ج 3، ص 1228، دار الفکر بیروت)

### قبرستان والوں کی تعداد کے برابر

مرقاۃ میں ہے ((وَأُخْبِرَ عَبْدُ الْعَزِيزِ صَاحِبُ الْإِخْلَالِ بِسَنَدِهِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُورَةَ يَسَّ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَنْ فِيهَا حَسَنَاتٌ)) ترجمہ: صاحب خلال عبدالعزیز نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قبرستان گیا اور سورۃ یس پڑھی تو اللہ تعالیٰ قبرستان والوں سے تخفیف فرمائے گا اور اس پڑھنے والے کو قبرستان میں موجود مردوں کے برابر نیکیاں ملیں گی۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن الميت، ج 3، ص 1228، دار الفکر بیروت)

### میت کی قبر کے پاس تلاوت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَلْيَقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: جب تم سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کو روکے نہ رکھو، اسے قبر تک جلدی لے چلو اور اس میت کی قبر کے پاس سر کی طرف فاتحہ الکتاب اور اس کے پاؤں کی طرف سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کرو۔

(شعب الایمان للبیہقی، الصلوۃ علی من مات من اہل القبۃ، ج 11، ص 471، مکتبۃ الرشد للفتنشر والتوزیع، ریاض)

مشکوۃ المصابیح میں یہ حدیث پاک ان الفاظ کے ساتھ ہے ((وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ)) یعنی سر کی طرف سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کی طرف سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کرے۔

(مشکوۃ المصابیح، باب دفن الميت، الفصل الثالث، ج 1، ص 538، المکتب الاسلامی بیروت)

### میت کی طرف سے فدیہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا)) ترجمہ: جو شخص اس حالت میں فوت ہو جائے کہ اس پر رمضان کے روزے ہوں تو چاہیے کہ اس کی طرف سے ایک روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

(سنن ترمذی، باب ما جاء من الکفار، ج 2، ص 89، دار العرب الاسلامی بیروت)

### اہل خانہ کی طرف سے ہدیہ

تفسیر مظہری میں ہے ((حدیث انس ما من اہل بیت یموت منهم میت فیتصدقون عنه بعد موتہ، إلا اہداھا الیہ جبریل علیہ السلام علی طبق من نور، ثم یقف علی شفیہ القبر، فیقول: یا صاحب القبر العمیق، ہذہ ہدیۃ اہداھا الیک اہلک فاقبلہا، فیدخل علیہ فیفرح بہا ویستبشر، ویحزن جیرانہ الذین لا یہدی الیہم بشیء رواہ الطبرانی فی الأوسط)) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب اہل خانہ میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے اور گھر والے اس کی وفات کے بعد اس کی طرف سے صدقہ کریں تو جبرائیل علیہ السلام اس صدقہ کو نور کے طباق میں لے کر اس قبر والے کے سر ہانے کھڑے ہو جاتے ہیں اور

کہتے ہیں: اے گہری قبر والے! یہ ہدیہ ہے تیرے اہل خانہ نے تیری طرف بھیجا ہے تو اس کو قبول کر لے، پس وہ ہدیہ اس کے پاس پہنچتا ہے اور اس سے وہ خوش ہوتا ہے اور اس مردے کے وہ پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا وہ غمگین ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر مظہری، سورۃ النجم، آیت 39، ج 9، ص 128، مکتبۃ الرشیدیہ، پاکستان)

### والدین کی طرف سے حج

اس میں ہے ((حدیث ابن عمرؓ عن والدینہ بعد وفاتہما کتب اللہ لہما عتق من النار، وکان للمحجوج عنہما اجر حجة تامة من غیر ان ینقص من اجورہما شیء)) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے والدین کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے ان (یعنی والدین) کے لیے اس حج کا پورا اجر ہوگا اور کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(تفسیر مظہری، سورۃ النجم، آیت 39، ج 9، ص 128، مکتبۃ الرشیدیہ، پاکستان)

### مردے خوش ہوتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ((انہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! اننا نتصدق عن موتانا ونحج عنہم وندعو لهم فهل یصل ذلک الیہم فقال: نعم! انہ لیصل ویفرحون بہ کما یفرح أحدکم بالطبق إذا أهدی الیہ رواہ أبو جعفر العکبری)) ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، ان کی طرف سے حج کرتے ہیں، ان کے لیے دعا کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ ثواب پہنچتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ

مردے اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی دنیا میں جب اس کے لیے کوئی تحفہ پیش کرتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے، اسے ابو جعفر عکبری نے روایت کیا ہے۔

(مرآتی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، فصل فی زیارة القیور، ج 1، ص 621، دار الفکر، بیروت)

### ثواب کی تقسیم

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے "قال حماد المکی: خرجت لیلة إلى مقابر منجة فوضعت رأسی علی قبر فیمت، فرأیت أهل المقابر حلقة حلقة، فقلت: فامت القیامة قالوا: لا، ولكن رجل من إخواننا قرأ: قل هو الله أحد، وجعل ثوابها لنا فنحن نفقسمة منذ سنة" ترجمہ: حماد کی کہتے ہیں: میں رات کو مکہ کے قبرستان میں گیا اور میں ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو میں نے قبرستان والوں کو حلقہ درحلقہ دیکھا، میں نے کہا: کیا قیامت قائم ہوگئی ہے، انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہمارے ایک (مسلمان) بھائی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں ایصال کیا (پہنچایا) ہے، ہم اسے ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن الميت، ج 3، ص 1228، دار الفکر، بیروت)

### حضرت طاؤس تابعی

حضرت طاؤس تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "إن المواتی یفتنون فی قبورہم سبعا، فکانوا یستحبون أن یطعم عنہم تلك الأيام" ترجمہ: مردے اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں تو علماء نے ان سات دنوں میں مردوں کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب قرار دیا ہے۔

(البحارۃ المفاتیح، طلوع النہر باطہار ساکان خفیہ، ج 2، ص 216، دار الفکر للطباعة والنشر، بیروت)

## امام احمد بن حنبل

علامہ نووی رحمہ اللہ جب "الاذکار" میں فرماتے ہیں "قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَرْزُوقِيُّ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: إِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَافْرَوْا وَابْقَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالْمَعْوَذَتَيْنِ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَاجْعَلُوا ثَوَابَ ذَلِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ، فَإِنَّهُ يَصِلُ إِلَيْهِمْ، وَالْمَقْصُودُ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلزَّائِرِ الْإِعْتِبَارُ، وَالْمَرْزُوقِيُّ الْإِتِّفَاعُ بِذَعَائِهِ" ترجمہ: محمد بن احمد مرزوی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو فرماتے سنا: جب تم قبرستان داخل ہو تو سورہ فاتحہ، معوذتین (سورہ فلق اور ناس) اور سورہ اخلاص پڑھو اور اس کا ثواب قبرستان والوں کو پہنچاؤ، کہ یہ ثواب ان کو پہنچے گا اور زیارت قبور سے مقصود زائر (زیارت کرنے والے) کے لیے عبرت اور مژور (جس کی زیارت کی جارہی ہے یعنی قبر والے) کے لیے زائر کی دعا سے فائدہ پہنچانا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح بحوالہ الاذکار باب دفن الميت ج 3، ص 1228، دار الفکر بیروت)

## علامہ یحییٰ بن شرف نووی

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ جب (متوفی 676ھ) فرماتے ہیں "وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَاسْتِحْبَابُهَا وَأَنَّ ثَوَابَهَا يَصِلُ لَهُ وَيَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقُ أَيْضًا وَهَذَا كُلُّهُ أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ" ترجمہ: اس حدیث پاک میں میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا جواز اور استحباب موجود ہے اور یہ کہ میت کو اس کا ثواب اور نفع پہنچتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی اس کا نفع پہنچتا ہے اور ان تمام باتوں پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

(شرح صحيح مسلم للنووي باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت ج 11، ص 84، دار احیاء التراث العربی بیروت)

ایک مقام پر فرماتے ہیں "أَسْتَحِبُّ لِمَزَائِرِ الْقُبُورِ أَنْ يَقْرَأَ مَا تَيَسَّرَ مِنْ

الْقُرْآنَ، وَيَدْعُو لَهُمْ عَقِبَهَا، نَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ، وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ الْأَصْحَابُ" ترجمہ: قبرستان میں آنے والے کے لیے مستحب ہے کہ جتنا ہو سکے اتنی قرآن پاک کی تلاوت کرے اور قبرستان والوں کے لیے دعا مانگے، اس (کے جواز) پر امام شافعی کی صراحت ہے اور اصحاب اس پر متفق ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح بحوالہ شرح المہذب باب دفن الميت ج 3، ص 1229، دار الفکر بیروت)

ایک اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں "وَإِنْ خَتَمُوا الْقُرْآنَ عَلَى الْقَبْرِ كَانَ أَفْضَلَ" ترجمہ: اگر مسلمان قبر پر ختم کریں تو یہ افضل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح بحوالہ شرح المہذب باب دفن الميت ج 3، ص 1229، دار الفکر بیروت)

## علامہ علی بن ابی بکر فرغانی

علامہ علی بن ابی بکر فرغانی رحمہ اللہ جب (593ھ) فرماتے ہیں "الأصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعة" ترجمہ: اس باب میں اصل یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک انسان کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو ایصال کرے چاہے وہ عمل نماز ہو، روزہ ہو، صدقہ ہو یا کوئی اور عمل۔

(بدایہ، باب الحج عن العبر ج 1، ص 178، دار احیاء التراث العربی بیروت)

## امام جلال الدین سیوطی

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ جب (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں "وَأَمَّا الْقِرَاءَةُ عَلَى الْقَبْرِ فَحَازَ بِمَشْرُوعِهَا أَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ" ترجمہ: قبر کے پاس قرأت کرنا جائز ہے اور اس کے جواز پر ہمارے اصحاب اور ان کے علاوہ علماء ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح باب دفن الميت ج 3، ص 1229، دار الفکر بیروت)

## مسلمانوں کا اجماع

محدث و فقیہ علامہ علی قاری رحمہ اللہ جب (المتوفی 1014ھ) فرماتے ہیں

”وَأَنَّ الْمُسْلِمِينَ مَا زَالُوا فِي كُلِّ مَضْرٍ وَعَصْرِ يَجْتَمِعُونَ وَيَقْرَأُونَ لِمَوْتَاهُمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ، فَكَانَ ذَلِكَ إِجْمَاعًا“ ترجمہ: بے شک مسلمان بغیر کسی انکار کے ہر شہر اور ہر دور میں اکٹھے ہوتے ہیں اور مردوں کے لیے قرأت کرتے ہیں، تو یہ (اس کے جواز پر) اجماع ہے۔

(سقاء المعانی باب دفن الميت، ج 3، ص 1229، دار الفکر بیروت)

### علامہ حسن بن عمار شرنبلالی

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی 1069ھ) فرماتے ہیں ”و بحسب اللزائر قراءة سورة يس لما ورد عن انس رضي الله عنه أنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دخل المقابر فقرأ سورة يس يعني وأهدى ثوابها للأموات“ خفف الله عنه يومئذ العذاب ورفعہ “ترجمہ: زیارت قبول کرنے والے کے لیے سورہ یس کی قرأت مستحب ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قبرستان میں داخل ہو اور سورہ یس کی قرأت کرے یعنی اس کا ثواب مردوں کو ہدیہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان سے اس دن عذاب میں تخفیف کرے گا اور ان سے عذاب اٹھالے گا۔

(سراغی الفلاح، الفصل فی زیارة القبور، ج 1، ص 229، المكتبة المعصرية بیروت)

### شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”و مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از دفن اور از عالم رتہ ہفت روز و تصدق از میت نبع کنند اور اے خلاف میان اہل علم و وارد شدہ است در اس احادیث صحیحہ خصوصاً“

ترجمہ: مستحب یہ ہے کہ مردہ کے عالم دنیا سے پردہ کرنے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کیا جائے کیوں کہ اس سے میت کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے اور اس پر بالخصوص احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔

(اشعة اللمعات، ج 1، ص 716)

### شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں ”و شہر ہرنج ہنافتحہ بزرگ بقصد ایصال ثواب بروح ایشان بزند و بخوردند مضائقہ نیست و اگر فاتحہ بنا مر بزرگ وادہ شود اغنیاد امر خوردن جائز است“ ترجمہ: دودھ چاول پر کسی بزرگ کے لیے فاتحہ دی جائے، ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں اور کھائیں تو اس میں مضائقہ نہیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

(ردۃ السائلین، ص 132)

### شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں ”طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند بر آن فاتحہ و قل و درود خواندن تبرک میشود و خوردن بسیار خوب است“ ترجمہ: جو کھانا حضرات امامین (امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما) کو نیاز کریں، اس کھانے پر سورہ فاتحہ، قل شریف اور درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے اور ایسے کھانے کا کھانا بھی بہت اچھا ہے۔

(فتاویٰ عربیہ، ج 1، ص 78)

### حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں ”تأمل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی مثلاً کھانا پکا کر مساکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت



سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ انھوں نے کو آں کھودا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا اور فائدہ پہنچتا ہے۔

اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے، یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں، یہ محض افتراء ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے، پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہو گئے۔

سوم یعنی تہجد جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید پڑھوا کر یا کلمہ طیب پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہل حاجت کو چنے، بتا سے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقرا و مساکین کو کھلاتے ہیں یا ان کے گھروں پر بھیجتے ہیں جائز و بہتر ہے، پھر ہر پنج شنبہ (جمعرات) کو حسب حیثیت کھانا پکا کر غربا کو دیتے یا کھلاتے ہیں، پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں، پھر چھ مہینے پر ایصال کرتے ہیں، اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب اسی ایصالِ ثواب کی فروغ ہیں اسی میں داخل ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کیے جائیں نمائشی نہ ہوں، نمود مقصود نہ ہو، ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصالِ ثواب۔

کر لی، متاخرین نے یہ خیال کیا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقتِ قلب و لسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے، اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے، تو بہتر ہے، پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ کا مشار الیہ اگر رو برو موجود ہو تو زیادہ احتضارِ قلب ہو، تو کھانا رو برو لانے لگے، کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے کہ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے کہ جمع بین العبادتین ہے۔

گیارہویں شریف حضور غوث پاک درود اور دسواں، بیسواں، جہلم و شمشاہی و سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوئی رحمہ اللہ حبہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمہ اللہ حبہ و حلوائے شب برات و دیگر ثواب کے کام اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔“

(المستند بہت مستند، ص 67)

### مفتی امجد علی اعظمی

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”ایصالِ ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیب یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادتِ مالیہ یا بدنیہ فرض و نقل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے، زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ و عقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے، ہدایہ اور شرح عقائد نشی میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا، انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

بعض لوگ اس موقع پر عزیز و قریب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں، یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ اسی طرح شب براءت میں حلوا پکاتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے، حلوا پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی اسی ایصال ثواب میں داخل۔

ماہ رجب میں بعض جگہ سورہ ملک چالیس مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھو ہاروں پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ اسی ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری رحمہ اللہ کے کوٹھڑے ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکوا کر کوٹھڑوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے، ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کوٹھڑے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹے نہیں دیتے، یہ ایک لغو حرکت ہے مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل ہے، پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔

اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب کے لیے پوریوں کے کوٹھڑے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔ اس کوٹھڑے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستان عجیب ہے، اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کریں۔

ماہ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصال ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج (چاولوں کی کھیر) پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ

جائز ہے، ان کو جس طرح ایصال ثواب کرو مندوب ہے۔ بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں، جائزوں (سردیوں) میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا ہے جو کار خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہو سکتا ہے، ان سب کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے۔

ماہ رجب لا آخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی گیارہویں کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، یہ بھی ایصال ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو، عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

ماہ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل ہے۔ اصحاب کہف کا توشہ یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق زودلوی مدظلہ کا توشہ بھی جائز ہے اور ایصال ثواب میں داخل ہے۔

عرس بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم (ص) جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے، کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب اون بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا وعظ کیا جاتا ہے، بالکل ایسے امور جو باعث ثواب و خیر و برکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔

حضور اقدس علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال کے اول یا آخر میں شہدائے احد رضی

اللہ تعالیٰ حتم کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عرس کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے، اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ۔

(بہار شریعت، ج 16، ص 642 تا 644، مکتبہ المدینہ، کراچی)

### ایک اعتراض اور اس کا جواب

**سوال:** ﴿وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ ترجمہ: انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

بعض لوگ اس آیت پاک سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ انسان صرف اپنے ہی اعمال کا اجر پائے گا، دوسرے انسان کا عمل اسے کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا۔

**جواب:** محدث و فقیہ علامہ علی قاری رحمہ اللہ حنبلی نے اس آیت پاک سے استدلال کرنے والوں کو پانچ جوابات دیئے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: "أَحْذَرُهَا: أَنَّهَا مَسْخُوحَةٌ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾" اذْخَلَ الْأَنْبَاءَ الْحَقَّةَ بِصَلَاحِ الْأَبَاءِ، الثَّانِي: أَنَّهَا خَاصَّةٌ بِقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَأَمَّا هَذِهِ الْأُمَّةُ لَهَا مَا سَعَتْ، وَمَا سَعَى لَهَا فَالْجَزَاءُ عَكْسُهُ، الثَّالِثُ: أَنَّ الْمُرَادَ بِالْإِنْسَانِ هُنَا الْكَافِرُ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَلَهُ مَا سَعَى وَسَعَى لَهُ قَالَ الرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ: الرَّابِعُ: لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى مِنْ طَرِيقِ الْعَدْلِ، فَأَمَّا مِنْ بَابِ الْفَضْلِ فَجَائِزُ أَنْ يَزِيدَهُ اللَّهُ مَا شَاءَ قَالَهُ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ: الْخَامِسُ: أَنَّ اللَّامَ فِي الْإِنْسَانِ بِمَعْنَى عَلَى أَيْ: لَيْسَ عَلَى الْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى "ترجمہ: (1) یہ آیت دوسری آیت سے منسوخ ہے، ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی، ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا

دی۔ اس آیت کریمہ سے پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کو آباء کی نیکیوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرمایا۔ (2) اس آیت کا حکم قوم ابراہیم اور قوم موسیٰ کے ساتھ خاص ہے (کہ انہیں صرف اپنے ہی اعمال کا فائدہ ہوتا تھا) جبکہ اس امت کو اپنے اعمال کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اور دوسرے لوگ جو ان کو اعمال کا ثواب ایصال کرتے ہیں اس سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے، یہ عکرمہ کا قول ہے۔ (3) یہاں انسان سے مراد کافر ہے، (کہ کافر کو کسی دوسرے شخص کے عمل سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا)، جبکہ مومن کو اپنے اور دوسروں کے اعمال سے فائدہ حاصل ہوتا ہے، یہ ربیع بن انس کا قول ہے۔ (4) اس آیت سے مراد یہ ہے کہ بطریق عدل انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے خود اعمال کیے ہیں، جبکہ فضل کے طور پر دیکھا جائے تو یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے (جتنا چاہے) زیادہ فرمادے (اور دوسروں کے اعمال سے بھی اسے فائدہ پہنچائے)، یہ قول حسین بن فضل کا ہے۔ (5) اس آیت پاک میں "لام" "علی" کے معنی میں ہے، اب اس آیت کا معنی ہوگا کہ انسان کو نقصان صرف اپنے برے اعمال کی وجہ سے ہوگا، کسی دوسرے کے گناہوں کی وجہ سے اسے نقصان نہیں ہوگا۔ (جبکہ فائدہ دوسروں کے اعمال سے بھی ہو سکتا ہے)۔

(سرفہ الملتحق، باب دین السبت، ج 3، ص 1228، دار الفکر بیروت)

### تعینات عرفیہ

**سوال:** بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایصالِ ثواب تو جائز ہے مگر یہ معین کرنا کہ گیارہ تاریخ کو گیارہویں ہوگی، یہ غلط ہے۔

**جواب:** معین کرنے کی دو صورتیں ہیں: (1) تعین شرعی (2) تعین عرفی، تعین شرعی یہ اعتقاد ہو کہ وہ کام اسی وقت میں ہوگا کسی اور وقت میں نہ ہوگا، یہ اپنی طرف سے نہیں کر سکتے اور تعین عرفی، یہ ذہن ہو کہ کام ہر وقت میں ہو سکتا ہے مگر اپنی

سہولت یا کسی اور مصلحت کی وجہ سے کوئی دن یا وقت خاص کر لیا ہے یہ جائز ہے اور مسلمان گیارہویں اور دیگر ایصالِ ثواب کی صورتوں میں تعینِ عرفی کرتے ہیں، تعینِ شرعی کا ان پر الزام لگانا بہتان اور افتراء ہے۔

صدر الشریعہ رحمہ اللہ حبیب کی عبارت ماقبل گزری، آپ فرماتے ہیں: ”اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے، یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں، یہ محض افتراء ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے، پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہو گئے۔

امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ جبہ وقت معین کرنے کے حوالے سے ایک مدلل اور مفصل فتوے میں فرماتے ہیں ”توقیت یعنی کسی کام کے لیے وقت مقرر کرنے کی دو صورتیں ہیں: (1) شرعی اور (2) عادی۔

**شرعی** یہ کہ شریعت مطہرہ نے کسی کام کے لیے کوئی وقت مقرر فرمایا ہے کہ (1) وہ اس کے علاوہ وقت میں ہو ہی نہیں سکتا، اور اگر کریں تو وہ عمل شرعی ادا نہ ہوگا۔ جیسے قربانی کے لیے ایامِ نحر، (2) یا یہ کہ اس وقت سے اس عمل کو مقدم یا مؤخر کرنا ناجائز ہو، جیسے احرام حج کے لیے حرمت والے مہینے (یعنی شوال، ذی قعدہ،

ذوالحجہ)، (3) یا یہ کہ اس وقت میں جو ثواب ہے وہ دوسرے وقت میں نہ ملے، جیسے نمازِ عشاء کے لیے تہائی رات۔

**عادی** یہ کہ شریعت کی جانب سے کوئی قید نہیں جب چاہیں عمل میں لائیں، لیکن حدث (کام ہونے) کے لیے زمانہ ضروری ہے۔ اور زمانہ غیر معین میں کسی کام کا واقع ہونا محالِ عقلی ہے، اس لیے کہ وجود اور تعین ایک دوسرے کے مساوی (ساتھ ساتھ) ہیں، تو تعین سے چارہ نہیں یہ بھی تعینات (اوقات معینہ) اطلاق کی بنا پر بطور بدیلت وہ عمل واقع کیے جانے کے قابل تھے، مگر ان ہی میں سے کسی کو کسی مصلحت کی وجہ سے اختیار کرتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ وقت معین کو صحت کی بنیاد یا حلت (حلال ہونے) کا مدار یا ثواب دئے جانے کا مناط (سبب) جانیں، ظاہر ہے کہ اس تہید کی وجہ سے مقید مطلق کا فرد ہونے سے خارج نہ ہوگا، اور مطلق کا جو حکم ہے وہ اس کے تمام افراد میں جاری ہوگا تب کہ کسی فرد خاص سے متعلق خاص طور پر ممانعت وارد نہ ہو۔

تو ایسے مقام میں راہ یہ نہیں کہ جائز کہنے والے سے خصوصیت کا ثبوت مانگیں بلکہ راہ یہ ہوگی کہ اس فرد خاص سے متعلق ممانعت کی صراحت شریعت سے نکالیں۔

پھر اگر اس وقت معین کی ذات میں خود کوئی ترجیح دینے والی چیز موجود ہے جو اسے اختیار کرنے کی باعث ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ جب تمام اوقات یکساں اور برابر ہوں تو صاحب اختیار کا ارادہ ترجیح دینے کے لیے کافی ہے، جیسے دو جام یکساں ہیں اور پیاسا اپنے ارادے سے کسی ایک کو ترجیح دے کر اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح دو راجیں یکساں ہیں اور چلنے والا کسی ایک کو اختیار کر لیتا ہے۔

پہلی صورت میں (یعنی جب کوئی ترجیح دینے والی چیز موجود ہو) تو مصلحت



خود عیاں ہے اور دوسری صورت میں کم از کم اتنا ضرور ہے کہ اس کو معین کر لینے سے یاد دہانی اور آگاہی ہوگی اور یہ ٹالنے اور فوت کر ڈالنے سے مانع ہوگی، ہر عقل والے کا وجدان خود گواہ ہے کہ جب کسی کام کے لیے کوئی وقت معین رکھتے ہیں تو جب وقت آتا ہے وہ کام یاد آ جاتا ہے ورنہ بار بار ایسا ہوتا ہے کہ فوت ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ذاکرین، شاعریں، عابدین اپنے ذکر و شغل اور عبادت کے لیے اوقات معین کر لیتے ہیں۔ کسی نے نماز صبح سے پہلے سو بار کلمہ طیب پڑھنا اپنے ذمہ کر لیا ہے۔ کسی نے نماز عشاء کے بعد سو بار درود پڑھنا مقرر کر لیا ہے۔

اگر اس تعیین و توقیت کو توقیت شرعی کی تینوں قسموں سے نہ جانیں تو شریعت کی جانب سے ان پر ہرگز کوئی عتاب نہیں، جان برادر! اگر شاہ ولی اللہ کی القول الجلیل، امام الطائفہ کی صراط مستقیم اور ان کے علاوہ اس طائفہ کے اکابر و علماء کی تصنیف کردہ اس فن کی کتابیں دیکھو تو ان میں از خود لازم کیے ہوئے تعینات سے بہت سی چیزیں پاؤ گے جن میں شریعت کی جانب سے تعیین و توقیت کا کوئی نام و نشان بھی نہیں ہے۔ زور کیوں جائیے اور تعیین ایام و اوقات کی بات کیوں کیجئے، وہاں تو دسیوں اعمال و اشغال اور ہیأت و طرق ایجادی اور اختراعی ایسے موجود ہیں جن کا قرون سابقہ میں کوئی نام و نشان تھا، نہ ذکر و خبر۔ ان حضرات کو ان کی ایجاد اور ابتداء کا خود اقرار ہے۔ شاہ ولی اللہ القول الجلیل میں لکھتے ہیں ”ہماری صحبت اور ہماری تعلیم آداب طریقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے اگرچہ ان آداب اور ان اشغال کی تعیین حضور سے ثابت نہیں۔“

(القول الجلیل مع ترجمہ شفاء العلیل، فصل 11، ص 173، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

مولوی خرمعلی، شاہ صاحب کی مذکورہ بالا عربی عبارت کا ترجمہ یہ لکھتا ہے ”ہماری صحبت اور طریقت کے آداب سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تک، اگرچہ تعیین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں۔“

(شفاء العلیل ترجمہ القول الجلیل، فصل 11، ص 173، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

یہی صاحب القول الجلیل کے ترجمہ شفاء العلیل میں لکھتے ہیں ”حضرت مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ قادر یہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں نہ تھے تو بدعت سینہ ہوئے۔“

(القول الجلیل مع ترجمہ شفاء العلیل، فصل 11، ص 107، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اسی میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتے ہیں ”مولانا حاشیے میں فرماتے ہیں اور اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات اور ہیأت واسطے اذکار مخصوصہ کا ایجاد کیا ہے مناسبت حقیقہ کے سبب سے۔“

(القول الجلیل مع ترجمہ شفاء العلیل، فصل 11، ص 51، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

پھر خود لکھا ہے ”یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعت سینہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں۔“

(القول الجلیل مع ترجمہ شفاء العلیل، فصل 11، ص 51، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) نے صراط مستقیم میں لکھا ہے ”محققین اکابر نے تجدید اشغال کے طریقے میں بڑی کوششیں کی ہیں، اسی بنا پر مصلحت اور وقت کا تقاضا یہ ہوا کہ اس کتاب کا ایک باب اس وقت کے مناسب اشغال جدیدہ کے بیان کے لیے معین کیا جائے اور اشغال کی تجدید عمل میں لائی جائے۔“

(صراط مستقیم، مقدمہ الكتاب، باب اول، ص 897، المكتبة السلفية، لاہور)

اپنے پیر کے حال میں لکھا ہے ”طریقہ چشتیہ کی تلقین و تعلیم میں بازوئے ہمت کشادہ کیا، اور ان اشغال کی تجدید فرمائی جن پر یہ کتاب مستطاب مشتمل ہے۔“

(صراط مستقیم، باب چہارم، ص 186، المكتبة السلفية، لاہور)

سبحان اللہ! یہ لوگ جو تمہارے قاعدے کے مطابق صراحتاً "احداث فی الدین" اور کھلی ہوئی بدعت جاری کرنے کے مرتکب ہیں، اور بلاشبہ ایسی چیزیں ایجاد کی ہیں جن کی قرون سابقہ میں کوئی خبر نہیں، وہ تو گمراہ اور بدعتی نہ ہوں بلکہ ویسے ہی امام و مقتداء اور عرفاء و علماء رہیں دوسرے صرف اتنے جرم پر کہ انہوں نے شریعت میں ثابت چند پسندیدہ امور کو یکجا کر دیا، اور ان کو عمل میں لانے کیلئے شریعت میں جائز اوقات میں سے ایک وقت معین کر لیا، معاذ اللہ گمراہ اور بدعتی ہو جائیں۔

لہذا انصاف! اس بے جا تحکم اور ناروا زبردستی کو کیا کہا جائے، شاید شریعت تمہارے گھر کا کاروبار ہے کہ جیسے چاہو الٹ پھیر کرتے رہو ہو شیار۔ ہو شیار اے طالبان حق ان کو، ان کی سرکشی اور زیادتی میں چھوڑ دو اور آثار و احادیث کی جانب متوجہ ہوتا کہ ہم کچھ تعینات عادیہ تجھے سنائیں:

(1) اسی قبیل سے ہے جو حدیث میں آیا کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کی زیارت کے لیے سر سال کا وقت مقرر فرمایا تھا جیسا کہ آگے ذکر آ رہا ہے۔

(2) اور سنچر (ہفتہ) کے دن مسجد قبلہ میں تشریف لانا، جیسا کہ صحیحین (بخاری و مسلم) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

(3) اور شکر رسالت کے لیے دو شنبہ (پیر) کا روزہ جیسا کہ صحیح مسلم میں (صحیح مسلم باب فصل مسعد فی حج 1 ص 448، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

(4) اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دینی مشاورت کے لیے وقت صبح

وشام کی تعیین، جیسا کہ صحیح بخاری میں اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی

ہے۔

(صحیح البخاری باب بحرۃ النبی واصحابہ الی المدینہ، ج 1 ص 562، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(5) اور سفر جہاد شروع کرنے کے لیے پختہ (جمہرات) کی تعیین، جیسا کہ اسی صحیح بخاری میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

(صحیح البخاری باب من اراد غزوۃ، ج 1 ص 414، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(6) اور طلب علم کے لئے دو شنبہ کی تعیین جیسا کہ ابوالشیخ، ابن حبان اور ویلی نے سند صالح حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

(الفردوس بمأثور الخطاب، ج 1 ص 78، دار الکتب العلمیہ، بیروت) (کنز العمال، ج 10 ص 250، موسستہ الرسالۃ بیروت)

(7) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ و تذکیر کے لیے پختہ (جمہرات) کا دن مقرر کیا، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابوداؤد سے مروی ہے۔

(صحیح البخاری باب من جعل لاجل العلم ایام معلومۃ، ج 1 ص 16، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(8) اور علمائے سبق شروع کرنے کے لیے بدھ کا دن رکھا، جیسا کہ امام برہان الاسلام زر نوچی کی تعلیم المستعلم میں ہے۔ انہوں نے اپنے استاد امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ سے اس کی حکایت فرمائی اور کہا کہ اسی طرح امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے۔

(تعلیم المستعلم، فصل فی بدایۃ المسبق، ص 43، مطبع علیی، دہلی)

صاحب تزییہ الشریعہ نے فرمایا اور اسی طرح ایک جماعت علماء کا دستور رہا

ہے۔

(تزییہ الشریعۃ، باب ذکر البلدات والایام، فصل ثانی حدیث، ج 2 ص 56، دار الکتب العلمیہ،

یہ سب توقیت عادی کے باب سے ہیں، حاشا کہ سید سرداراں حبہ (معدوہ دہلوی) کی مراد یہ ہو کہ انتہائے سال کے علاوہ کسی دوسرے وقت، زیارت نہیں، یا جائز نہیں، یا اس دن بندہ نوازی امت پروری اور قدم مبارک کی خاک پاک سے مزارات شہدائے کرام کو شرف بخشے پر جو اجر عظیم اس شاہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا وہ دوسرے دن نہ ملے گا۔ اسی طرح حضرت ابن مسعود کا مقصود یہ نہ تھا کہ پنج شنبہ (جمعرات) کے علاوہ کسی اور دن وعظ نہیں، یا دوسرے دن اس کا جواز نہیں، یا دوسرے دن یہ اجزوفت ہو جانے کا، شرع مطہر نے یہ تعین فرمائی تھی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی ایک عادت مقرر کر لی تھی تاکہ ہر ہفتہ میں مسلمانوں کی تذکیر کا کام انجام دیتے ہیں، اور دن متعین ہونے کی وجہ سے طالبان خیر آسانی سے جمع ہو جائیں، اسی طرح باقی امور کو قیاس کرو۔

ہاں ان میں سے بعض میں کوئی الگ مرتج (ترجیح دینے والا) بھی موجود ہے۔ جیسے دو شنبہ کے دن بعثت کا وقوع اور علم نبوت کا حصول۔ اور پنج شنبہ (جمعرات) کو صبح سویرے نکلنے میں عظیم برکت کا وجود اور چہار شنبہ (بدھ) کو شروع کرنے میں تکمیل کی امید کہ یہاں ایک حدیث ذکر کرتے ہیں کہ (( مامن شیء بدی یوم الاربعاء الا تھ )) جو کام بھی چہار شنبہ کو شروع کیا جائے وہ پورا ہو۔

(تفسیر الشریعہ باب ذکر البدائع والایام، فضل ثانی حدیث ج 2، ص 56، دار الکتب العلمیہ)

اور بعض دیگر میں یہی ترجیح ارادی ہے جس میں کم از کم یاد دہانی اور آسانی کی مصلحت ضرور کار فرما ہے۔ اسی باب سے سوم، چہلم، چھ ماہ، اور انتہائے سال کے تعینات سے جو لوگوں نے جاری کر رکھے ہیں۔ ان میں سے بعض میں کوئی خاص

مصلحت بھی ہے اور بعض دیگر آسانی و یاد دہانی کے خیال سے رائج و معمول ہیں۔ اور اصطلاح میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

یہاں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی (جو امام الطائفہ کے نبی چچا علمی باپ اور طریقت میں دادا تھے) کا کلام سننے کے قابل ہے۔ تفسیر عزیزی میں قول باری عزوجل ﴿وَالْقَمَرُ إِذَا اتَّسَقَ﴾ کے تحت فرماتے ہیں "وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح فریاد رس کا منتظر ہوتا ہے اور اس وقت صدقے، دعائیں اور فاتحہ اسے بہت کام آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ، موت سے ایک سال تک، خصوصاً چالیس دن تک اس طرح کی امداد میں بھرپور کوشش کرتے ہیں۔"

(تفسیر عزیزی، آباء والقبر اذا اتسق کے تحت مذکور ہے، ص 206، لال کنواں، دہلی)

زیادہ پر لطف بات یہ ہے کہ شاہ صاحب موصوف اپنے پیروں اور باپ دادا کا عرس پورے اہتمام سے کرتے تھے اور ان کے سامنے ان کی اجازت سے، اور ان کے برقرار رکھنے سے درویشوں کی قبروں پر آدمیوں کا اجتماع، فاتحہ خوانی اور طعام و شیرینی کی تقسیم ہوتی تھی، جیسا کہ سبھی اہل سجادہ میں جاری و ساری ہے۔ مفتی عبدالکیم پنجابی نے ان ہی بے وزن شبہات کے تحت جو حضرات منکرین پیش کرتے ہیں، شاہ صاحب کے ان افعال کے باعث شاہ صاحب پر زبان لعن طعن و راز کی اور لکھا کہ وہ لوگ جن کے اقوال افعال کے مطابق نہیں اپنے بزرگوں کا عرس اپنے اوپر فرض کی طرح لازم جان کر سال بہ سال مقبرے پر اجتماع کر کے وہاں طعام و شیرینی تقسیم کر کے ان مقبروں کو بہت معبود بناتے ہیں۔

شاہ صاحب "رسالہ ذبیحہ" میں جو مجموعہ زبدۃ النصائح میں چھپا ہے اس طعن کے جواب میں فرماتے ہیں "یہ طعن مطعون علیہ کے حالات سے بے خبری پر مبنی ہے اس لیے کہ شریعت میں مقررہ فرائض کے سوا کسی کام کو کوئی فرض نہیں جانتا۔ ہاں



قبور صالحین کی زیارت قرآن، دعائے خیر اور تقسیم شرینی و طعام سے ان کی امداد باجماع علماء مستحسن اور اچھا عمل ہے اور روز عرس کا تعین اس لیے ہے کہ وہ دن دار العمل سے دار الثواب کی جانب ان کے انتقال فرمانے کی یاد دہانی کرنے والا ہے ورنہ جس دن بھی یہ کام ہو فلاح و نجات کا سبب ہے۔ اور خلف پر لازم ہے کہ اپنے سلف کے لیے اسی طرح کی بھلائی اور نیکی کرتا رہے۔ پھر سال کے تعین اور اس کے التزام کے سلسلے میں احادیث سے سند ذکر فرمائی کہ ابن المنذر اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ((ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یأتی احدا کل عام فاذا بلغ الشعب سلم علی قبور الشهداء فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعمة عقبی الدار)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال احد تشریف لاتے، جب درہ کوہ پر پہنچتے تو شہیدوں کی قبر پر سلام کرتے اور فرماتے: تمہیں سلام ہو تمہارے صبر پر کہ دار آخرت کیا ہی عمدہ گھر ہے۔

(در مستنور بحوالہ ابن منذر وابن مردویہ تزییر آیت سلام علیکم، ج 4، ص 58، منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمی، ایران)

اور امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبُورَ الشَّهَدَاءِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ، فَيَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ. قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ)) سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء کی خاک پر قدم رنجہ فرماتے اور کہتے تم پر سلام ہو تمہارے صبر پر کہ دار آخرت کیا ہی عمدہ گھر ہے، حضور کے بعد حضرت صدیق و فاروق اور ذی النورین بھی ایسا ہی کرتے، رضی اللہ عنہم۔

(جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تزییر آیت سلام علیکم، ج 13، ص 84، مطبعة ميمينة، مصر)

اور تفسیر کبیر میں ہے ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبُورَ الشَّهَدَاءِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ، فَيَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ. والخلفاء الاربعة هكذا كانوا يفعلون)) ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء کے مزار پر تشریف لے جاتے اور آیت مذکورہ پڑھتے۔ اور اسی طرح حضرات خلفائے اربعہ بھی کرتے۔ رضی اللہ عنہم (مجموعہ)

(التفسير الكبير للرازي تزيير آیت سلام علیکم، ج 17، ص 45، مطبعة البهية الميمينية، مصر)

الحاصل حق یہ ہے کہ مذکورہ تخصیصات کبھی تعینات عادیہ سے ہیں جو ہرگز کسی طعن اور ملامت کے قابل نہیں۔ اتنی بات کو حرام اور بدعت شیعہ کہنا گھلی ہوئی جہالت اور قبیح خطا ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے بھائی شاہ رفیع الدین دہلوی نے اپنے فتاویٰ میں کیا ہی عمدہ انصاف کی بات لکھی ہے۔ ان کی عبارتوں نقل کی گئی ہے:

سوال: بزرگوں کی فاتحہ میں کھانوں کو خاص کرنا، مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ میں کھجور، شاہ عبدالحق رحمہ اللہ کی فاتحہ میں توشہ وغیر ذلک، یوں ہی کھانے والوں کو خاص کرنا، ان سب کا کیا حکم ہے؟

جواب: فاتحہ اور طعام بلاشبہ مستحسن ہیں، اور تخصیص جو قصص (خاص کرنے والے) کا فعل ہے۔ وہ اس کے اختیار میں ہے۔ ممانعت کا سبب نہیں ہو سکتا، یہ خاص کر لینے کی مثالیں، سب عرف اور عادت کی قسم سے ہیں جو ابتداء میں خاص مصلحتوں اور خفی مناسیوں کی وجہ سے رونما ہوئیں پھر رفتہ رفتہ عام ہو گئیں۔

ثم اقول (میں کہتا ہوں) بلکہ اگر یہاں خود کوئی دینی مصلحت نہ ہو (تو بھی حرام نہیں ہو سکتا) کیونکہ مصلحت نہ ہونے کا معنی یہ نہیں کہ مفسدہ موجود ہے کہ باعث انکار ہو جائے ورنہ مباح کہاں جائے گا؟ امام احمد مستند میں بسند حسن ایک صحابیہ خاتون



رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ((صِيَامَ يَوْمِ السَّبْتِ لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ)) ہفتے کے روزے نہ تیرے لیے نہ تیرے خلاف۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث امراءہ رضی اللہ عنہا، ج 6، ص 368، دار الفکر بیروت)

علماء نے اس کی شرح میں فرمایا ”لَا لَكَ فِيهِ مَزِيدٌ ثَوَابٍ وَلَا عَلَيْكَ فِيهِ مَلَامٌ وَلَا عِقَابٌ“ نہ تیرے لیے اس میں کسی ثواب کی زیادتی ہے نہ اس میں تجھ پر کوئی عتاب اور ملامت ہے۔

(فيض القدير شرح الجامع الصغير، ج 4، ص 330، دار المعرفہ بیروت)

واضح ہوا کہ بے وجہ تخصیص کے خاص کر لینا اگر مفید نہ ہو تو مضر بھی نہ ہوگا، اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

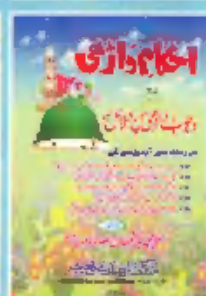
ہاں جو عامی شخص اس تعین عادی کو توقیت شرعی جانے اور گمان کرے کہ ان کے علاوہ دنوں میں ایصال ثواب ہوگا ہی نہیں، یا جائز نہیں، یا ان ایام میں ثواب دیگر ایام سے زیادہ کامل و وافر ہے، تو بلاشبہ وہ شخص غلط کار اور جاہل ہے اور اس گمان میں خطا کار اور صاحب باطل ہے۔

لیکن اتنا گمان اصل ایمان میں خلل نہیں لاتا، نہ ہی کسی قطعی عذاب اور حتمی وعید کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ امام الطائفہ کا اپنی تقویۃ الایمان میں یہ اعتقاد ہے اور اس کی یہ جہالت فاحشہ اس عامی کی جہالت سے بدرجہا بدتر ہے۔ وہ ایک نادانی اور انکسار سے زیادہ نہیں، اور یہ بڑی گمراہی اور شدید اعتزال ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً، ج 9، ص 590 تا 592، مضافاً ونڈیشن لاہور)

العزیز الحمید۔

# مصنف کی دیگر کتب



مکتبہ امام اہلسنت

0332-9292026

# شواظ البرقات

تسلی

نور المستنیر قلب العارفین

حضرت پیر قطب علی شاہ بخاری

پیر محبوبی شریعہ نوالہ سرحد

رشتہ مستور بہرہ دہش

حضرت پیر قطب علی شاہ بخاری صاحب

پیر محبوبی شریعہ نوالہ سرحد